سورۃ بنی اسرائیل

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیت ۱ — سفرِ معراج مسجدِ حرام تا مسجدِ اقصیٰ
- آیات ۲تا۱۰ — بنی اسرائیل کے لیے عبرت و نصیحت
- آیات ۱۱تا۲۲ — پوری نوعِ انسانی کے لیے عبرت و نصیحت
- آیات ۲۳تا۴۰ — اسلام کی معاشرتی ہدایات
- آیات ۴۱تا۶۰ — مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۶۱تا۶۵ — ابلیس کی انسان دشمنی
- آیات ۶۶تا۷۰ — اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری
- آیات ۷۱تا۱۰۰ — مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۰۱تا۱۰۴ — بنی اسرائیل کا ماضی و مستقبل
- آیات ۱۰۵تا ۱۰۹ — عظمت و تاثیرِ قرآن
- آیات ۱۱۰تا۱۱۱ — توحیدِ باری تعالیٰ

آیت ۱

واقعۂ معراج ... زمینی سفر کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا	پاک ہے اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک

الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ	وہ مسجد کہ بابرکت بنادیا ہے ہم نے جس کے ارد گرد کو
لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ	تاکہ ہم دکھائیں اُس بندےؐ کو اپنی نشانیوں میں سے
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①	بے شک وہ اللہ تو ہے ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا۔

اِس آیت میں واقعۂ معراج کے دوران نبی اکرم ﷺ کے زمینی سفر کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ایک ہی رات میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گیا۔ اِس سفر کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک کرشمہ دکھائے کہ وہ اپنے بندے ﷺ کو انتہائی قلیل وقت میں بغیر مادی اسباب کے کہاں سے کہاں لے جاسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے بندے ﷺ کو اپنی قدرت کے چند عجائبات کا مشاہدہ کرائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ خود تو سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ اِس سفر کا تیسرا مقصد اِس بات کا اظہار تھا کہ بنی اسرائیل کو مسجدِ اقصیٰ کی تولیت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اب اُن کا اِس مسجد پر کوئی حق نہیں۔ اب قیامت تک مسجدِ حرام کی طرح اِس مسجد کی تولیت بھی نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔

آیات ۲ تا ۳

ہدایتِ ربّانی کا لب لباب ... اللہ ہی پر بھروسا

وَ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ	اور ہم نے دی تھی موسیٰ ؑ کو کتاب
وَ جَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اور ہم نے بنایا تھا اُسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے
اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ② ؕ	کہ نہ بناؤ میرے سوا کسی کو کارساز۔
ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ	اے اولاد اُن لوگوں کی ! جنہیں ہم نے سوار کیا تھا نوحؑ کے ساتھ (کشتی میں)

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳	بلاشبہ نوحؑ بڑے ہی شکر گزار بندے تھے۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو تورات عطا فرمائی اور اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔ اِس ہدایت کا لب لباب اور حاصل یہ تھا کہ توحیدِ باری تعالیٰ پر اِس طرح ایمان لایا جائے کہ کل بھروسا، امید اور خوف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہو جائے۔ انسان اپنے جملہ معاملات اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور اُس کے ہر فیصلے کو تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کر لے۔ بقولِ اکبر الہ آبادی۔

رضائے حق پہ راضی رہ، یہ حرفِ آرزو کیسا؟
خدا خالق ، خدا مالک ، خدا کا حکم، تو کیسا؟

آیت ۳ میں بنی اسرائیل کو ترغیب دی گئی کہ کشتیٔ نوحؑ میں سوار مومنوں کی اولاد ہونے کی حیثیت سے تمہارے شایانِ شان یہی ہے کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا وکیل بناؤ، کیوں کہ جن کی تم اولاد ہو، وہ اللہ ہی کو وکیل بنانے کی بدولت طوفان کی تباہی سے بچے تھے۔

آیات ۴ تا ۷

بنی اسرائیل پر عروج و زوال کے دو ادوار

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ	اور ہم نے فیصلہ سنا دیا تھا بنی اسرائیل کو کتاب میں
لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ	کہ تم ضرور فساد برپا کرو گے زمین میں دو مرتبہ
وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴	اور تم ضرور سرکشی کرو گے بڑی سرکشی۔
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا	پھر جب آیا اُن دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ	ہم نے بھیجے تم پر بندے اپنی طرف سے

اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ	جو بڑے سخت جنگجو تھے
فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ	پھر وہ گھس گئے گھروں کے اندر
وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵	اور وہ وعدہ تھا پورا ہونے والا۔
ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ	پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں باری کو اُن کے خلاف
وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ	اور ہم نے مدد کی تمہاری مال اور بیٹوں سے
وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۝۶	اور کر دیا تمہیں زیادہ تعداد میں۔
اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫	اگر تم نے بھلائی کی تو بھلائی کرو گے اپنے ہی لیے
وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ	اور اگر تم نے برائی کی تو وہ بھی اپنے لیے ہی ہو گی
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ	تو جب آیا دوسرے وعدے کا وقت (ہم نے پھر بھیجے تم پر سخت جنگجو بندے)
لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ	تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہرے
وَ لِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ	اور تاکہ وہ داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے کہ داخل ہوئے تھے اُس میں پہلی بار
وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝۷	اور تاکہ برباد کریں اُسے جس پر غالب آئیں بری طرح سے۔

اِن آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے اہم ادوار کا ذکر ہے۔ اُنہیں پہلا عروج ۱۰۲۰ق م میں حضرت طالوت کی قیادت میں حاصل ہوا جس کا ذکر سورہ بقرہ میں ہے۔ یہاں پہلے زوال کا ذکر ہے جو ۵۸۷ق م میں بخت نصر کے ہاتھوں اُن کی سرکشی کی

سزا کی پاداش میں واقع ہوا۔ اِس زوال کے دوران ہیکلِ سلیمانی شہید کر دیا گیا، یروشلم تباہ کر دیا گیا، تورات ضائع کر دی گئی، لاکھوں اسرائیلی ہلاک کر دیے گئے اور بقیہ قیدی بنا لیے گئے۔ پھر اُنہیں حضرت عزیرؑ کی اصلاحی کاوشوں کے نتیجے میں ۵۷ اق م میں دوسرا عروج مکابی سلطنت کی صورت میں حاصل ہوا۔ یروشلم کو پھر سے آباد کیا گیا، ہیکلِ سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا گیا اور یادداشت کی بنیاد پر تورات کو مرتب کیا گیا۔ ۷۰ء میں جب اُنہوں نے فسق و فجور کی انتہا کر دی تو اُن کا دوسرا زوال اپنی انتہا کو پہنچا جب رومیوں نے ایک بار پھر ہیکلِ سلیمانی کو شہید کر دیا، ایک لاکھ سے زائد اسرائیلیوں کو ہلاک کیا اور باقی رہ جانے والوں کو یروشلم سے بے دخل کر دیا۔

آیات ۸ تا ۱۰

عروج کے حصول کا ذریعہ ... قرآنِ کریم

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ	قریب ہے تمہارا رب کہ رحم فرمائے تم پر
وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ	اور اگر تم نے (پہلے کی طرح) وہی کچھ کیا ہم بھی وہی کچھ کریں گے
وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝۸	اور ہم نے بنا دیا ہے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ۔
اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ	بے شک یہ قرآن رہنمائی کرتا ہے اُس راستے کی جو سب سے زیادہ سیدھا ہے
وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ	اور خوش خبری سناتا ہے اُن مومنوں کو جو کرتے ہیں اچھے کام
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝۹	کہ اُن کے لیے بڑا اجر ہے۔
وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	اور بے شک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر

وقف لازم

ع اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾	ہم نے تیار کر رکھا ہے اُن کے لیے دردناک عذاب ۔

یہ آیات بنی اسرائیل کو خبردار کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرنا چاہتا ہے لیکن اگر اُنہوں نے پھر سے سرکشی کی تو دوبارہ اُن کے ساتھ وہی کچھ ہو گا جیسے پہلے ہوتا رہا ہے۔ وہ قرآنِ کریم کی بالکل سیدھی اور برحق تعلیمات پر ایمان لا کر اور اُن کے مطابق عمل کر کے تیسری بار عروج حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس سے وہ نہ صرف دنیا میں عزت حاصل کریں گے بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔ اِس کے برعکس قرآنِ کریم کی ناقدری اُن کے لیے دنیا و آخرت کی ذلت کا باعث ہو گی۔ آج ہم مسلمانوں پر بھی عروج و زوال کے دو ادوار گزر چکے ہیں۔ پہلا عروج عربوں کی قیادت میں اور دوسرا عروج ترکوں کے ذریعے حاصل ہوا۔ پہلا زوال تاتاریوں کے ہاتھوں آیا اور دوسرے زوال سے ہمیں یورپی اقوام نے دوچار کیا۔ ہمیں بھی پھر سے عروج کے لیے قرآنِ کریم سے تعلق کو مضبوط کرنا ہو گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم)

"بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اِس کتاب کے ذریعے قوموں کو اور پست کر دے گا اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسروں کو۔"

آیت ۱۱

اللہ تعالیٰ سے معیّن شے نہیں، بھلائی مانگو

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ	اور دعا کرتا ہے انسان برائی کے لیے
دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ	جیسے اُس کا دعا کرنا ہوتا ہے بھلائی کے لیے
وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾	اور انسان بڑا جلد باز ہے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ انسان بڑا جلد باز ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کی دعا فوراً قبول ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بعض اوقات ایسی معین شے مانگ بیٹھتا ہے جو بظاہر خیر لیکن درحقیقت شر کا باعث ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا جائے اور اُس سے معین شے کا سوال کرنے کی بجائے صرف اور صرف بھلائی ہی مانگی جائے یعنی یہ دعا کی جائے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:۲۰۱)

''اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔''

آیت ۱۲

رات اور دن ... اللہ تعالیٰ کی دو رحمت بھری نشانیاں

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ	اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو دو نشانیاں
فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ	پھر ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو
وَجَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً	اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن
لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ	تاکہ تم تلاش کرو فضل اپنے رب کا
وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ	اور تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو
وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ﴿۱۲﴾	اور ہر چیز کو ہم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

یہ آیت رات وار دن کو اللہ تعالیٰ کی دو رحمت بھری نشانیاں قرار دے رہی ہے۔ ایک نشانی سیاہ ہے اور دوسری روشن۔ رات کی تاریکی سونے اور آرام کے لیے مناسب ہے۔ قدرت نے ایسا نظام بنا دیا ہے کہ ہر انسان اور اکثر جانوروں کو رات کی تاریکی میں نیند آتی ہے۔ پورا عالم بیک وقت محوِ خواب ہوتا ہے۔ اگر مختلف لوگوں کی نیند کے مختلف اوقات ہوتے تو جاگنے والوں کے شور

اور کام کاج کی وجہ سے سونے والوں کی نیند میں خلل واقع ہو جاتا۔ رات کی نیند سے تازہ دم ہو کر دن کی روشنی میں انسان اپنی روزی تلاش کرتا ہے۔ رات اور دن کے اس نظام سے روزگار کے لیے دن کی مزدوری اور مہینے کی ملازمت و دیگر معاملات کی میعادیں متعین کرنا آسان ہو گیا ہے۔ پھر اسی نظام کے ذریعہ انسان برسوں کا تعین کرتا ہے اور مختلف امور کی انجام دہی کے لیے منصوبے بھی بناتا ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

کوئی شے منحوس نہیں

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ	اور ہر انسان کہ ہم نے لگا دیا ہے اُس کے لیے اُس کا نصیب اُس کی گردن میں
وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا	اور ہم نکالیں گے اُس کے لیے روزِ قیامت ایک کتاب (نامۂ اعمال)
يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾	وہ پائے گا اُسے کھلا ہوا۔
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ	(کہا جائے گا) پڑھ لو اپنا نامۂ اعمال
كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ ؕ	کافی ہو تم خود آج اپنا حساب لینے کے لیے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ہر انسان کی اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ نے طے کر دی ہے اور اُس کی گردن کے ساتھ چپکا دی ہے۔ کوئی شے منحوس نہیں اور خارجی عوامل بدشگونی کا باعث نہیں ہوتے۔ بلاوجہ وہم میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اچھے یا بُرے اعمال کے ذریعہ اپنا اعمال نامہ مرتب کر رہا ہے۔ روزِ قیامت یہ اعمال نامہ ایک کھلی کتاب کی مانند اُس کے سامنے ہو گا۔ اُس سے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال دیکھ لو اور خود ہی اپنی کارکردگی اور انجام کا اندازہ لگا لو۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

قوموں پر عذاب اتمامِ حجت کے بعد آتا ہے

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ	جس نے ہدایت پائی تو بے شک وہ ہدایت پاتا ہے اپنے ہی بھلے کو
وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ	اور جو گمراہ ہوا تو بے شک وہ گمراہ ہوتا ہے اپنے ہی خلاف
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ	اور نہ اُٹھائے گی کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ	اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں
حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾	یہاں تک کہ ہم بھیج دیں رسولؑ
وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً	اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو
اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا	تو اجازت دے دیتے ہیں اُس کے خوش حال لوگوں کو
فَفَسَقُوْا فِيْهَا	پھر وہ نافرمانیاں کرتے ہیں اُس بستی میں
فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ	تو واجب ہو جاتا ہے اُس پر فرمانِ عذاب
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾	تو ہم تباہ کر دیتے ہیں اُسے بری طرح سے۔
وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں قومیں نوحؑ کے بعد

وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾	اور اے نبیؐ! کافی ہے آپؐ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر رہنے والا، دیکھنے والا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ رسول بھیج کر قوموں پر حق واضح فرما دیتا ہے اور حجت پوری کر دیتا ہے۔ اب جو کوئی نیکی کی راہ پر آتا ہے تو اپنے بھلے کے لیے آتا ہے اور جو کوئی گمراہی کی راہ پر چلتا ہے تو خود ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جب کوئی قوم عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے تو اُس کے آسودہ حال لوگوں کو ہر طرح کی نافرمانیوں کی چھوٹ دے دی جاتی ہے۔ وہ ظلم و ستم، بدکاریوں اور شرارتوں کی انتہا کر دیتے ہیں۔ آخر یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے اور اچانک اللہ تعالیٰ کی پکڑ آ کر اُنہیں تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ گویا خبردار کیا گیا کہ ایک معاشرے کو تباہ کرنے والا سبب اُس کے خوشحال لوگوں اور اونچے طبقوں کا بگاڑ ہے۔ یہاں سے بگاڑ عوام میں سرایت کرتا ہے کیونکہ وہ اونچے طبقات سے مرعوب ہوتے ہیں اور اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کے بعد کئی قوموں کو جرائم کی سزا دے کر ہلاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان اور ہر قوم کے جرائم سے خوب واقف ہے۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

طے کر لو طلب گار دنیا کے ہو یا آخرت کے!

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ	جو کوئی بھی طلب گار ہو دنیا کا
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ	ہم جلدی دے دیتے ہیں اُسے اِسی دنیا میں جتنا ہم چاہتے ہیں
لِمَنْ نُّرِيْدُ	اور جس کے لیے چاہتے ہیں
ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ	پھر ہم نے بنا رکھی ہے اُس کے لیے جہنم
يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾	وہ داخل ہو گا اُس میں مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔

وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ	اور جو کوئی طلب گار ہو آخرت کا
وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا	اور اُس نے کوشش کی اُس کے لیے، وہ کوشش جو اُس کے لیے کرنی چاہیے
وَ هُوَ مُؤْمِنٌ	بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو
فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾	تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔
كُلًّا نُّمِدُّ	ہر ایک کی ہم امداد کرتے ہیں
هٰٓؤُلَآءِ	اُن کی بھی (جو طالبِ دنیا ہیں)
وَ هٰٓؤُلَآءِ	اور اُن کی بھی (جو طالبِ آخرت ہیں)
مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ	اے نبیؐ! آپؐ کے رب کی بخشش سے
وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾	اور نہیں ہے آپؐ کے رب کی بخشش رکی ہوئی۔
اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ	دیکھیے کیسے ہم نے فضیلت دی اُن میں سے ایک کو دوسرے پر
وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ	اور یقیناً آخرت سب سے بڑی ہے درجات کے لحاظ سے
وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾	اور سب سے بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے۔
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۲ ۱۲ ۲	ورنہ تم بیٹھ رہو گے مذمت زدہ، بے بس ہو کر۔

اِن آیات میں خبر دار کیا گیا کہ جو دنیا کا طلب گار ہوتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ آخرت میں ایسا شخص ذلیل ورسوا ہو کر جہنم میں گرے گا۔ اِس کے برعکس جو آخرت کا طلب گار ہو اور خلوص کے ساتھ اُس کی تیاری کے لیے اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے سعادت مندوں کی کاوشوں کی بھرپور قدر دانی فرمائے گا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہر ایک کی ضروریات پوری فرمارہا ہے لیکن کامیابی یا ناکامی کا اصل فیصلہ آخرت میں ہو گا۔ انسان کو چاہیے کہ وہ آخرت کی تیاری کے لیے خواہشاتِ دنیوی کے مقابلے میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول ہی کو مطلوب و مقصود بنائے۔ اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو وہ ابدی ذلت اور رسوائی سے دوچار ہو گا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

اللہ تعالیٰ کے بعد حق والدین کا ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ	اور اے نبیؐ ! فیصلہ کر دیا ہے آپؐ کے رب نے
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ	کہ تم بندگی نہ کرو مگر اُسی کی
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ	اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا	اگر پہنچ ہی جائے تمہارے سامنے بڑھاپے کو اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ	تو نہ کہو اُنہیں "ہوں"
وَّلَا تَنْهَرْهُمَا	اور نہ ہی جھڑکو اُنہیں
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾	اور کہو اُن سے نرم بات۔
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ	اور جھکائے رکھو اُن کے سامنے عاجزی کے بازو

	نیاز مندی کے ساتھ
وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾	اور دعا کرو اے میرے رب! رحم فرما اِن دونوں پر، جیسا کہ اُنہوں نے مجھے پالا جب کہ میں چھوٹا تھا۔
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ	تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ	اگر تم ہو نیک
فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾	تو بے شک وہ رجوع کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ انسان پر سب سے پہلے حق اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ پورے ذوق و شوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اُس کی مکمل اطاعت کی جائے۔ اِس کے بعد حق والدین کا ہے۔ خاص طور پر اگر بڑھاپے میں والدین کی خدمت کی سعادت ملے تو اُن کے ساتھ بڑی عاجزی اور نیاز مندی کا رویہ رکھا جائے۔ اُن کے ساتھ ذرا سی بھی سخت بات نہ کی جائے۔ مزید یہ کہ اُن کے حق میں دعا کی جائے کہ ”اے میرے رب! رحم فرما اِن دونوں پر، جیسا کہ اُنہوں نے مجھے پالا جبکہ میں چھوٹا تھا“۔ البتہ اگر کبھی غفلت میں والدین کے حوالے سے کوئی بے ادبی ہو جائے یا کسی شرعی سبب کی وجہ سے والدین کی خواہش پوری کرنا ممکن نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو بہت بخشنے والا ہے۔

آیات ۲۶ تا ۳۰

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے ہدایات

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ	اور دو قرابت دار کو اُس کا حق

وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ	اور محتاج اور مسافر کو
وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾	اور مت خرچ کرو بے جااڑاتے ہوئے۔
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ	بے شک بے جاخرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں
وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾	اور ہے شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا۔
وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ	اور اگر تمہیں اعراض کرنا پڑ ہی جائے مستحقین سے
ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا	اپنے رب کی ایسی رحمت کی طلب میں تم امید رکھتے ہو جس کی
فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾	تو کہو اُن سے نرم بات۔
وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ	اور نہ کرلو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن سے
وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ	اور نہ ہی کھول دو اُسے بالکل ہی کھلا ہوا
فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾	ورنہ تم بیٹھ رہو گے ملامت کیے ہوئے، حسرت زدہ۔
اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ	بے شک تمہارا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے
وَ يَقْدِرُ ؕ	اور تنگ کرتا ہے (روزی جس کے لیے چاہتا ہے)
ع ۳ ۸ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع	بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں حسبِ ذیل ہدایات دی گئیں :

i. اگر انسان کے پاس ضرورت سے زائد مال ہے تو اُس میں قرابت داروں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔ لہٰذا یہ حق، حق داروں تک پہنچایا جائے۔

ii. مال کو بلاضرورت یعنی بے جا رسوم، تفریحات، غیر ضروری سرگرمیوں، تقریبات، مشاغل وغیرہ پر نہ خرچ کیا جائے۔

iii. مال کو بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ مال کا بے جا خرچ کرنا بھی مال جیسی نعمت کی ناشکری ہے کیوں کہ اِسی مال کو درست طور پر خرچ کر کے توشۂ آخرت بنایا جا سکتا ہے۔

iv. اگر مالی اعتبار سے کسی وقت ہاتھ تنگ ہو تو ایسے میں مستحقین سے بڑی خوب صورتی اور عاجزی سے معذرت کی جائے۔

v. مال خرچ کرتے ہوئے نہ بخل کیا جائے اور نہ جذباتی انداز سے زیادہ خرچ کر دیا جائے بلکہ میانہ روی اختیار کی جائے۔

vi. انسان کسی غریب کی مدد تو کر سکتا ہے لیکن اُسے خوش حال نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جسے چاہتا ہے مالی اعتبار سے خوش حالی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے۔ وہ بندوں کی کیفیات سے خوب واقف ہے اور جانتا ہے کہ کس کے حق میں کیا خیر ہے۔

آیات ۳۱ تا ۳۵

مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے ہدایات

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ	اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ	ہم ہی رزق دیتے ہیں اُنہیں اور تمہیں بھی
اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱	بے شک اُنہیں قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى	اور قریب بھی نہ جاؤ زنا کے

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ	بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے
وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾	اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔
وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ	اور نہ قتل کرو اُس جان کو جسے محترم ٹھہرایا ہے اللہ نے مگر حق کے ساتھ
وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا	اور جس کو قتل کیا گیا مظلومی میں
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا	تو یقیناً ہم نے دیا ہے اُس کے وارث کو اختیار
فَلَا يُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ	پس وہ زیادتی نہ کرے قاتل کی جان لینے میں
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾	یقیناً اُس کی مدد کی گئی ہے۔
وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ	اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اُس طریقے سے جو بہت اچھا ہو
حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪	یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی سمجھ کی عمر کو
وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ	اور پورا کرو عہد کو
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾	بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ	اور پورا کرو ناپ کو جب بھی تم ناپو
وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ	اور تولو سیدھی ڈنڈی کے ساتھ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾	یقیناً وہ بہتر ہے اور اچھا ہے انجام کے اعتبار سے۔

یہ آیات ہر انسان کے مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے مندرجہ ذیل معاشرتی ہدایات بیان کر رہی ہیں :

i. تمہاری اولاد کا رازق اللہ تعالیٰ ہے تم نہیں۔ لہٰذا مفلسی کے ڈر سے اولاد کو مت قتل کرو۔

ii. کوئی ایسا کام نہ کرو جو زنا کی طرف لے جائے۔ تصاویر، فلموں، ڈراموں، گانوں، لٹریچر، افسانوں کے ذریعہ عریانی و فحاشی کی اشاعت، بے پردگی، گندی گالیاں، فحش گوئی، بد نظری، مخلوط محافل، مردوں اور عورتوں کی بے حجابانہ گفتگو، موسیقی، شراب نوشی وغیرہ سب شہوت کو ابھارنے والی برائیاں ہیں اور زنا کی طرف لے جاتی ہیں۔ لہٰذا اِن سب سے بچنا ضروری ہے۔ زنا خاندان کے نظام کو برباد اور معاشرے کی پاکیزگی کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ صرف بے حیائی کا نہیں بلکہ معاشرے کو بگاڑنے والا بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

iii. کسی بھی انسان کو ناحق مت قتل کرو۔ اگر قتلِ ناحق کا جرم ثابت ہو جائے تو اب بدلہ لینے، معاف کرنے یا خون بہا لینے کا فیصلہ مقتول کے ورثا کریں گے۔

iv. یتیم کا مال ہرگز نہ کھاؤ بلکہ بہترین طریقے سے اُس کے مال کی حفاظت کرو۔

v. وعدوں کی پاسداری کرو، روزِ قیامت وعدوں کی پاسداری کی بابت باز پرس ہو گی۔

vi. ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اِسی میں بھلائی اور دیر پا فائدہ ہے۔

آیت ۳۶

بے سند باتوں سے اجتناب کرو

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	اور پیچھے نہ پڑ وایسی چیز کے جس کا تمہیں علم نہ ہو
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝۳۶	بے شک کان، آنکھ اور دل، سب ہی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اِس آیت میں تلقین کی گئی ہے کہ تصورات اور عمل کی بنیاد ٹھوس علمی حقائق پر رکھی جائے۔ ایسے کسی عقیدہ یا عمل کو اختیار نہ کیا جائے جس کے لیے انسان کے پاس علم نہ ہو۔ گویا گمان، اوہام، بدعات، بے جا رسوم اور تمام ظنی علوم سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حصولِ علم کے لیے سماعت، بصارت اور عقل دی ہے۔ اِن صلاحیتوں کے بارے میں روزِ قیامت سوال ہو گا کہ اُنہیں استعمال کیا یا نہیں۔ اگر استعمال کیا تو مثبت کاموں کے لیے یا منفی۔ پھر اُن کا استعمال ایسے امور میں تو نہیں کیا جن کا علم انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات یا امورِ غیب کے بارے میں کھوج لگانے کی کوشش کرنا۔

آیت ۳۷

اپنی اوقات پہچانو!

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ	اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے
إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ	بے شک تم ہر گز نہیں پھاڑ سکتے زمین کو
وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾	اور تم ہر گز نہیں پہنچ سکتے پہاڑوں کو بلندی میں۔

یہ آیت انسان کو نصیحت کر رہی ہے کہ وہ کسی بھی نعمت کے حصول پر نہ اترائے اور نہ ہی تکبر کرے۔ یہ تکبر ہی کی علامت ہے کہ انسان زمین پر زور سے پاؤں مارتا ہے یا گردن اکڑا کر اور سینہ تان کر چلتا ہے۔ کائنات کی وسعت کے اعتبار سے اِس میں انسان کی حیثیت چیونٹی سے بھی کم ہے۔ اِس کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ وہ زور سے قدم مار کر زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور کتنا اونچا طُرّہ پہن لے پہاڑ سے اوپر نہیں نکل سکتا۔ گویا یہ آیت انسان کو اُس کی اوقات یاد دلا رہی ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے

كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾	اِن سب باتوں میں سے ہر ایک کا برا پہلو تمہارے رب

	کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔
ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ	یہ اُس میں سے ہے جو وحی کیا اے نبیؐ ! آپؐ کی طرف آپؐ کے رب نے حکمت میں سے
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾	ورنہ تم ڈالے جاؤ گے جہنم میں ملامت کیے ہوئے، دھتکارے ہوئے۔
اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ	تو کیا چن لیا تمہیں تمہارے رب نے بیٹوں کے ساتھ
وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ	اور خود اُس نے لے لی ہیں فرشتوں میں سے بیٹیاں؟
اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع	بے شک تم یقیناً کہہ رہے ہو ایک بہت بڑی بات۔

آیات ۲۳ تا ۳۷ میں بیان شدہ ہدایات کو اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مظاہر قرار دیا گیا اور اُن پر عمل نہ کرنے کی روش کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا۔ مزید یہ کہ شرک کرنے کے بہت ہی برے انجام سے ڈرایا گیا۔ یہ انجام ہے ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم کی آگ میں جلنا۔ قریشِ مکہ کو خاص طور پر شرمندہ کیا گیا کہ تم خود تو اپنے لیے بیٹی پسند نہیں کرتے لیکن فرشتوں کو بغیر کسی دلیل کے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے رہے ہو۔ بہت بڑی ناانصافی اور ظلم ہے جس کا تم ارتکاب کر رہے ہو۔

آیات ۴۱ تا ۴۴

اللہ تعالیٰ کی بلند شان

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ	اور یقیناً ہم نے طرح طرح سے بیان کیا ہے اِس قرآن میں (مضامین کو) تاکہ وہ اِس سے نصیحت حاصل کریں

وَ مَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾	اور نہیں بڑھایا اِس نے اُنہیں مگر نفرت کرنے میں۔
قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر ہوتے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود
كَمَا یَقُوْلُوْنَ	جیسے وہ کہہ رہے ہیں
اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾	تب تو وہ ضرور ڈھونڈ لیتے عرش والے تک پہنچنے کے لیے کوئی راستہ۔
سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾	پاک ہے اللہ اور بہت ہی بلند و بالا اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں بڑی بلندی کے ساتھ۔
تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ	تسبیح کرتے ہیں اُس کی ساتوں آسمان اور زمین
وَ مَنْ فِیْهِنَّ ؕ	اور جو مخلوقات اُن میں ہیں
وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ	اور کوئی بھی چیز نہیں ہے مگر وہ تسبیح کرتی ہے اُس کی حمد کے ساتھ
وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ	اور لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کی تسبیح کو
اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾	بے شک وہ بہت بردبار، بہت بخشنے والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی بلند شان اور اعلیٰ صفات کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں توحید کی وضاحت کے لیے ہر اسلوب اور ہر مثال سے حقیقت کھول کر رکھ دی لیکن مشرکین کی ہٹ دھرمی بڑھتی ہی چلی گئی۔ اگر واقعی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر بااختیار معبود بھی ہوتے تو اُن میں ضرور کسی بات پر باہم اختلاف ہوتا اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کا اختیارِ اعلیٰ چھیننے کی کوشش کرتے۔ ایسا نہیں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے۔ ساتوں آسمان، زمین اور اِن میں بسنے والی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح

وحمد کرتی رہتی ہے لیکن لوگ اِسے نہیں سمجھ سکتے۔ تسبیح وحمد سے مراد یہ ہے کہ ہر شے اپنے پورے وجود سے اِس حقیقت پر گواہی دے رہی ہے کہ اُس کا خالق اور نگہبان ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے اور سارے کمالات اُس کی ذات پر ختم ہو گئے ہیں۔ یہ تسبیح وحمد تو ہم سمجھ رہے ہیں لیکن ہر شے اپنی زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد کر رہی ہے جسے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ بد نصیب کافر اُس کی جناب میں گستاخیوں پر گستاخیاں کیے جاتے ہیں لیکن اُس کی بردباری اور درگزر کی یہ شان ہے کہ وہ افراد کو بھی اور قوموں کو بھی سمجھنے اور سنبھلنے کے لیے کافی مہلت دیتا ہے۔ سچی توبہ کرنے والوں کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

سردارانِ قریش کی محرومی

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ	اور اے نبیؐ! جب آپؐ قرآن پڑھتے ہیں
جَعَلْنَا بَیْنَكَ	ہم حائل کر دیتے ہیں آپؐ کے درمیان
وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	اور اُن لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ﴿۴۵﴾	ایک چھپا ہوا پردہ۔
وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ	اور ہم ڈال دیتے ہیں اُن کے دلوں پر پردے (اِس سے) کہ وہ سمجھیں اِسے
وَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ	اور اُن کے کانوں میں بوجھ
وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ	اور جب آپؐ ذکر کرتے ہیں اپنے رب کا قرآن میں اُس کی توحید کے ساتھ

وَّلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾	وہ بھاگ جاتے ہیں اپنی پیٹھیں پھیر کر نفرت کرتے ہوئے۔
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ	ہم خوب جانتے ہیں وہ غرض یہ سنتے ہیں جس کے لیے
اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ	جب یہ کان لگاتے ہیں آپؐ کی طرف
وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰٓی	اور جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں
اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾	جب کہتے ہیں یہ ظالم کہ تم نہیں پیروی کر رہے مگر ایک ایسے آدمی کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔
اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ	دیکھیے کس طرح یہ بیان کرتے ہیں آپؐ کے لیے مثالیں
فَضَلُّوْا	پس یہ بھٹک گئے
فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۴۸﴾	سو وہ نہیں پا سکتے سیدھا راستہ۔

الربع

یہ آیات سردارانِ قریش کی محرومی و بدبختی کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ عوام پر اپنے خلوص کا تاثر دینے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی محفل میں آکر بیٹھتے اور بظاہر بڑے غور سے آپ ﷺ کی بات سنتے۔ البتہ چوں کہ وہ یہ ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہ آخرت میں کوئی حساب کتاب بھی ہو گا، لہٰذا قرآن سننے کے باوجود وہ ہدایت پانے سے محروم رہتے۔ پھر جب آپ قرآن میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے معبودِ واحد ہونے کا ذکر کرتے تو وہ وہاں سے نفرت کے ساتھ بھاگ جاتے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ نہیں چاہتے کہ آخرت میں اُن سے اُن کے اعمال کی باز پرس ہو، ایسے ہی لوگ من گھڑت معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور اُن کی شفاعت کے ذریعے حساب کتاب سے بچنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ توحیدِ خالص کی بات کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ وہ تو چاہتے ہیں کہ اُن کے جھوٹے معبودوں کا بھی ذکر کیا جائے اور کچھ اُن کے اختیارات کو بھی تسلیم کیا جائے۔ پھر جن

لوگوں پر آپ ﷺ کی توحیدِ خالص کی دعوت کا اثر ہوتا، سردارانِ قریش اُنہیں علاحدگی میں گمراہ کرتے اور کہتے کہ نعوذ باللہ! محمد ﷺ ایک ایسے شخص ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اِن سرکشوں کی گستاخیوں اور سازشوں سے خوب واقف ہے۔ یہ بھٹک چکے ہیں اور ہدایت پر آنے والے نہیں ہیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۲

آخرت کے حوالے سے تین طنزیہ سوالات

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا	اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں ہڈیاں اور ریزہ ریزہ
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾	کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں ایک نئی تخلیق میں؟
قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾	اے نبیؐ! فرمائیے تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا (تب بھی دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے)۔
اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ	یا کوئی ایسی مخلوق بن جاؤ اُس میں سے جو بڑی معلوم ہو تمہارے سینوں میں
فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ	پھر وہ کہیں گے کہ کون دوبارہ زندہ کرے گا ہمیں؟
قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ	فرمائیے وہی جس نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی مرتبہ
فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ	تو وہ (انکار کرتے ہوئے) ہلائیں گے آپؐ کے سامنے اپنے سروں کو
وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ	اور پوچھیں گے کہ کب ہو گا یہ؟

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾	فرمایئے ممکن ہے کہ آ گیا ہو وہ وقت قریب ہی۔
يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ	جس روز وہ پکارے گا تمہیں
فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ	تو تم اُس کی پکار کا جواب دو گے اُس کی حمد کرتے ہوئے
ع ۵ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع	اور یہ خیال کرو گے کہ تم نہیں رہے دنیا میں مگر تھوڑا عرصہ۔

مشرکینِ مکہ آخرت کے حوالے سے تین طنزیہ سوالات کیا کرتے تھے :

i. جب مرنے کے بعد ہماری ہڈیاں بھی چورا چورا ہو جائیں گی تو ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ تم مرنے کے بعد پتھر، لوہے یا کسی اور سخت شے کے بن جاؤ تب بھی تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

ii. ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ جواب دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا۔

iii. ہمیں دوبارہ کب زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ عنقریب ایسا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پکارے گا اور تم میدانِ حشر میں حاضر ہو جاؤ گے۔ اُس وقت تمہیں دنیا میں قیام کی مدت چند گھنٹوں سے زیادہ محسوس نہ ہو گی۔ پھر مومن ہو یا کافر، ہر ایک کی زبان پر اُس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد ہو گی۔ مومن کی زبان پر اِس لیے کہ دنیا میں بھی یہی اُس کا وظیفہ تھا۔ کافر کی زبان پر اِس لیے کہ اُس کی فطرت پر پڑے سارے مصنوعی حجابات اُس وقت ہٹ جائیں گے اور فطرت میں رکھی گئی شہادت بلا ارادہ اُس کی زبان پر جاری ہو جائے گی۔

آیت ۵۳

انسان کی خوش کلامی، شیطان کی ناکامی ہے

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ	اور اے نبیؐ! فرمایئے میرے بندوں سے

یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ	وہ کہیں ایسی بات جو بہت اچھی ہو
اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ ؕ	بے شک شیطان پھوٹ ڈالتا ہے اُن کے درمیان
اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾	بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوش کلامی کی نصیحت کی۔ مخالفین خواہ کیسی ہی ناگوار باتیں کریں، مسلمانوں کو بہر حال نہ تو کوئی بات خلافِ حق کہنی چاہیے اور نہ غصے میں بے ہودگی کا جواب بے ہودگی سے دینا چاہیے۔ اُنہیں ٹھنڈے دل سے وہی بات کہنی چاہیے جو جچی تلی، برحق اور دعوت کے وقار کے مطابق ہو۔ دل میں خلوص، الفاظ میں شیرینی اور لہجے میں نرمی دعوت میں تاثیر پیدا کرنے والے اوصاف ہیں۔ کلام میں تیزی، الفاظ میں سختی اور لہجے میں تلخی سے مخاطب کے دل میں ضد اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسانوں کے درمیان نفرتیں اور دشمنی پیدا ہو اور دعوت و تبلیغ کا کام رک جائے۔ گفتگو میں بے احتیاطی شیطان کے اِس مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اگر کبھی مخالفین کی بات کا جواب دیتے وقت اپنے اندر غصے کی آگ بھڑکتی محسوس ہو اور طبیعت بے اختیار جوش میں آتی نظر آئے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ شیطان ہمیں اکسا رہا ہے تاکہ دعوتِ دین کا کام خراب ہو۔ اُس کی کوشش یہ ہے کہ ہم اصلاح کا کام چھوڑ کر اُسی جھگڑے اور فساد میں لگ جائیں جس میں وہ نوعِ انسانی کو مشغول رکھنا چاہتا ہے۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے حال سے واقف ہے

رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ ؕ	تمہارا رب زیادہ جاننے والا ہے تمہیں
اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ	اگر وہ چاہے تو رحم فرمائے تم پر
اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ ؕ	یا اگر چاہے تو عذاب دے تمہیں
وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا ﴿۵۴﴾	اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو اِن پر ذمہ دار بنا کر ۔

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	اور آپؐ کا رب زیادہ جاننے والا ہے اُن سب کو جو آسمانوں اور زمین میں ہیں
وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ	اور یقیناً ہم نے فضیلت دی بعض نبیوںؑ کو بعض پر
وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾	اور ہم نے عطا کی داؤدؑ کو زبور۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام انسانوں کے حال اور اعمال سے واقف ہے۔ اُس کا اختیار ہے جسے چاہے اُس کے گناہوں کی پاداش میں سزا دے اور جسے چاہے اپنی رحمت سے بخش دے۔ معین طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص جنتی ہے اور فلاں جہنمی۔ لوگوں تک خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا جائے لیکن اُن کے اخروی انجام کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری بھی لوگوں تک صرف حق پہنچانا ہے۔ آپ ﷺ آخرت میں اُن کے انجام کے ذمہ دار نہیں۔ انسانوں میں مقام کے اعتبار سے بلند مراتب پر انبیاء کرامؑ تھے۔ اُن میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی جیسے حضرت داؤدؑ کو زبور عطا کر کے فضیلت دی گئی۔

آیات ۵۶ تا ۵۷

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا حال

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ	اے نبیؐ! فرمایئے پکارو اُنہیں جنہیں تم نے سمجھ رکھا ہے اللہ کے سوا (معبود)
فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ	پس وہ اختیار نہیں رکھتے تکلیف دور کرنے کا تم سے
وَ لَا تَحْوِیْلًا ﴿۵۶﴾	اور نہ ہی اختیار رکھتے ہیں تکلیف ٹالنے کا۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ	وہ لوگ جنہیں مشرکین پکارتے ہیں

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ	وہ تو خود تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف قربت
اَيُّهُمْ اَقْرَبُ	کہ اُن میں سے کون زیادہ قریب ہے (اپنے رب کے)
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ	اور وہ امید رکھتے ہیں اُس کی رحمت کی
وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ	اور ڈرتے ہیں اُس کے عذاب سے
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷	بے شک آپؐ کے رب کا عذاب ہے ہی ایسا کہ جس سے ڈرا جائے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ لوگوں نے اللہ کے محبوب بندوں کو اللہ کی جگہ معبود بنالیا اور اُن سے دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے لوگوں کی مرادیں پوری کرنے اور مشکلات آسان کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، اُس سے اُس کی رحمت کا سوال کرتے ہیں اور اُس کی فرماں برداری کے ذریعے اُس کی قربت و خوشنودی کے حصول کے لیے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کے محبوب بندوں کو معبود بنانے کی بجائے درست یہ ہے کہ اُن کی پیروی کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کو معبودِ واحد مان کر راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

آیت ۵۸

دنیا کی ہر بستی فنا ہو کر رہے گی

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	اور نہیں ہے کوئی بستی مگر ہم اُسے برباد کرنے والے ہیں قیامت سے پہلے
اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ	یا اُسے عذاب دینے والے ہیں، بہت سخت عذاب
كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۸	یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

یہ آیت خبر دار کر رہی ہے کہ اِس دنیا میں ہر بستی اجڑنے اور فنا ہونے والی ہے۔ قیامت سے پہلے ایسا ہو کر رہے گا۔ بعض بستیوں پر لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے شدید عذاب نازل کیا جائے گا اور دوسری بستیوں کو قیامت آنے پر ملیامیٹ کر دیا جائے گا۔ یہ تمام احوال کتابِ تقدیر میں پہلے سے درج ہیں۔ نادان ہیں وہ جو اپنی زندگی کی اکثر توانائیاں اِس فانی دنیا میں مال و جائیدادیں اور اثاثہ جات بنانے میں کھپا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے لیے زیادہ سے زیادہ توشہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ۵۹

فرمائشی معجزہ نہ دکھانے کی حکمت

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ	اور نہیں روکا ہمیں کہ ہم بھیجیں (فرمائشی) نشانیاں
اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ	مگر (اِس بات نے) کہ جھٹلایا اِنہیں پہلے لوگوں نے
وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً	اور ہم نے دی تھی ثمود کو اونٹنی واضح نشانی کے طور پر
فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ	تو اُنہوں نے ظلم کیا اُس پر
وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ﴿۵۹﴾	اور ہم نہیں بھیجتے نشانیاں مگر ڈرانے کے لیے۔

مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ سے بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ اپنی نبوت کے ثبوت کے لیے ہماری فرمائش کے مطابق معجزات دکھایئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ مطالبہ پورا نہیں فرمایا۔ اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرمائشی معجزہ اِس لیے نہیں ظاہر کرتا کہ معجزہ طلب کرنے والے اُسے جھٹلا دیں گے اور پھر مستحقِ عذاب ہو جائیں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ متعدد قوموں نے معجزے دیکھ لینے کے بعد اُنہیں جھٹلایا اور پھر تباہ کر دی گئیں۔ قومِ ثمود کے مطالبے پر ایک زندہ اونٹنی پہاڑ سے برآمد کر دی گئی۔ اِس معجزے کو دیکھ کر وہ ایمان تو نہیں لائے بلکہ اُس اونٹنی ہی کو ہلاک کر دیا اور پھر شدید عذاب سے دوچار ہوئے۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ ایسا کوئی معجزہ نہیں بھیج رہا بلکہ مشرکینِ مکہ کو سمجھنے اور اپنی اصلاح کر لینے کی مہلت دے رہا ہے۔ یہ مشرکین کی نادانی ہے کہ وہ معجزے کا مطالبہ کر کے ثمود کے سے انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہیں۔ وہ کان کھول کر سن

لیں کہ معجزے دکھانے سے مقصود تماشا دکھانا نہیں ہے۔ اِس سے مقصود لوگوں کو خبردار کرنا ہے کہ رسول ﷺ کی پشت پر قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ کی بے پناہ طاقت ہے۔ لہٰذا رسول ﷺ کی نافرمانی کا انجام بہت برا ہو سکتا ہے۔

آیت ۶۰

تین آیاتِ متشابہات

وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ	اور جب ہم نے کہا اے نبیؐ! آپؐ سے
اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ	بے شک آپؐ کے رب نے گھیر رکھا ہے تمام لوگوں کو
وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ	اور ہم نے نہیں بنایا وہ منظر جو ہم نے دکھایا تھا آپؐ کو
اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ	مگر ایک آزمائش لوگوں کے لیے
وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ	اور اُس درخت کو بھی جس پر لعنت بھیجی گئی ہے قرآن میں
وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ	اور ہم ڈراتے ہیں اُنہیں
فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۠ ﴿۶۰﴾	پھر بھی وہ ڈرانا نہیں بڑھاتا اُنہیں مگر بڑی سرکشی میں۔ ع ۶

اِس آیت میں آیاتِ متشابہات یعنی انسانی عقل کو عاجز کرنے والی نشانیوں کی تین مثالیں بیان کی گئیں:

i. اللہ تعالیٰ بیک وقت تمام انسانوں کے ہر عمل دیکھ رہا ہوتا ہے اور ہر عمل کے پیچھے کارفرما عمل کرنے والے کی نیت سے بھی واقف ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے اُن میں سے کسی کی بھی پکڑ کر سکتا ہے۔

ii. سفرِ معراج جس کے دوران ایک ہی رات میں نبی اکرم ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک زمینی سفر کرایا گیا اور پھر آسمانوں پر لے جا کر اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیوں کا مشاہدہ کرایا گیا۔

iii. زقوم کا درخت جو اُس جہنم کی بنیادوں سے نکلے گا جو سراپا آگ اور کھولتے ہوئے پانی سے بھری ہوئی ہے۔

اِن نشانیوں پر غور سے انسان کو اپنی عقل کی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس ہونا چاہیے تھا لیکن اِس کے بر عکس انسانوں کی اکثریت نے بڑے تکبر اور سرکشی سے اِن نشانیوں کو سچ ماننے سے ہی انکار کر دیا۔

آیت ۶۱ تا ۶۵

ابلیس کی انسان دشمنی

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدمؑ کو
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ	تو اُنہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ ۚ	اُس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اُس کو جسے تو نے پیدا کیا ہے گارے سے؟
قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ	(مزید) کہا کیا تو نے دیکھا یہ جسے تو نے فضیلت دی ہے مجھ پر
لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	یقیناً اگر تو نے مہلت دی مجھے قیامت کے دن تک
لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾	تو میں ضرور قابو پالوں گا اِس کی اولاد پر سوائے چند کے ۔
قَالَ اذْهَبْ	فرمایا اللہ نے دور ہو جا!
فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ	پس جو پیروی کرے گا تیری اُن میں سے
فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾	تو بے شک جہنم تم لوگوں کا بدلہ ہے، پورا پورا بدلہ۔
وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ	اور بہکالے جن کو تو بہکا سکتا ہے اُن میں سے
بِصَوْتِكَ	اپنی آواز سے

وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ	اور تو چڑھا لا اُن پر اپنے سوار اور اپنے پیادے
وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ	اور حصے دار ہو جا اُن کا مال اور اولاد میں
وَ عِدْهُمْ	اور وعدے کر اُن سے (جھوٹے)
وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾	اور وعدہ نہیں کرتا اُن سے شیطان مگر دھوکے والا۔
اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ	بے شک جو میرے بندے ہیں، نہیں ہے تیرے لیے اُن پر کوئی اختیار
وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾	اور اے نبیؐ! کافی ہے آپؐ کے رب کا کارساز ہونا۔

اِن آیات میں اُس واقعے کا ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں اور ابلیس کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ ابلیس نے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ سے روزِ قیامت تک مہلت مانگی تاکہ حضرت آدمؑ کی اولاد کو گمراہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے مہلت دی اور ابلیس کو اختیار دیا کہ وہ:

i. انسانوں کو اپنی آواز کے ذریعہ گمراہ کرے۔ تمام گمراہ کن نظریات کا پرچار، برائی اور بے حیائی کی طرف بلانے والی دعوت، جھوٹی باتیں اور وعدے، گانے، فحاشی پھیلانے والے کلمات دراصل شیطان ہی کی آوازیں ہیں۔

ii. انسانوں پر اپنے لشکروں کے ساتھ حملہ آور ہو۔ فحاشی، تعصبات، فرقہ واریت اور باہم نفرتیں پیدا کرنے والے شیطان کے ایجنٹ یا اُس کے لشکری ہیں۔

iii. وہ انسانوں کے مال میں شریک ہو جائے۔ انسان حرام مال کما کر اور ناجائز مصارف میں خرچ کر کے گویا شیطان کو اپنے مال میں شریک کر لیتا ہے۔

iv. وہ انسانوں کی اولاد میں شریک ہو جائے۔ اولاد کے مشرکانہ نام رکھنا، اولاد کی تربیت سے غفلت اور اسے برائیوں سے نہ روکنا، میڈیا کے گمراہ کن مواد سے نہ بچانا اور مغربی طرز کے تعلیمی اداروں میں داخل کرنا در حقیقت شیطان کو اولاد میں شریک کرنا ہے۔

v. انسانوں کو گناہوں پر کاربند رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جھوٹی امیدیں دلاتا رہے اور جھوٹی توقعات کے چکر میں ڈال کر سبز باغ دکھاتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو آگاہ کیا کہ تیرے جال میں میری ہی بندگی کرنے والے میرے خاص بندے نہیں آئیں گے۔ وہ مجھ ہی پر بھروسا کریں گے اور میں اُنہیں تیرے وار سے بچاؤں گا۔ البتہ جو بھی تیری پیروی کرے گا تو وہ سب تیرے ساتھ ہی جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۶۶ تا ۶۹

اللہ تعالیٰ کے احسانات ... انسانوں کی ناشکری

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ	تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو سمندر میں
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	تاکہ تم تلاش کرو اُس کے فضل میں سے
اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾	بے شک وہ ہے تم پر ہمیشہ رحم فرمانے والا۔
وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ	اور جب بھی پہنچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں
ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ	تو گم ہو جاتے ہیں وہ جنہیں تم پکارتے ہو، سوائے اللہ کے
فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ	پھر جب وہ بچا لیتا ہے تمہیں خشکی کی طرف

اَعْرَضْتُمْ ؕ	تو تم رخ پھیر لیتے ہو
وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾	اور ہے انسان بہت ہی ناشکرا۔
اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ	تو کیا تم بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ دھنسا دے تمہیں خشکی کے کنارے؟
اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا	یا وہ بھیج دے تم پر کنکریاں برسانے والی آندھی
ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾	پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے کوئی کارساز۔
اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى	یا تم بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ پھر لے جائے تمہیں سمندر میں دوسری مرتبہ؟
فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ	پھر بھیجے تم پر سخت طوفانی ہوا
فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ	سو وہ غرق کر دے تمہیں اِس وجہ سے کہ تم نے ناشکری کی
ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾	پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے ہمارے سامنے اِس ڈبونے پر کوئی پوچھنے والا۔

اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کو کشتیوں کے ذریعہ سمندر میں سفر کی نعمت عطا کی ہے تاکہ وہ تجارتی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں اور سمندر کے شکار سے استفادہ کر سکیں۔ جب سمندری سفر کے دوران طوفان آتا ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ انسان کی فطرت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی رب کو نہیں جانتی اور اُس کے دل کی گہرائیوں میں یہ شعور موجود ہے کہ نفع و نقصان کے حقیقی اختیارات کا مالک بس اللہ ہی ہے۔ ورنہ اِس کی وجہ کیا ہے کہ جو اصل وقت دستگیری کا ہے اُس وقت انسان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا دستگیر یاد نہیں آتا؟ پھر جب اللہ تعالیٰ اُنہیں حفاظت سے خشکی

تک پہنچا دیتا ہے تو وہ نافرمانیوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں۔ کیا وہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں خشکی پر بھی زمین میں دھنسا دینے یا تیز ہواؤں کے جھکڑوں سے ہلاک کر دینے پر قادر ہے۔

آسودۂ ساحل تو ہے مگر شاید کہ تجھے، معلوم نہیں
ساحل سے بھی موجیں اُٹھتی ہیں، خاموش بھی طوفاں ہوتے ہیں

اِس کا بھی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے اور پھر وہاں کسی طوفان کے ذریعے غرق کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی بھی نہیں جو انسانوں کو اُس کی پکڑ سے بچا سکے۔

آیت ۷۰

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ	اور یقیناً ہم نے عزت دی ہے نسلِ آدمؑ کو
وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ	اور ہم نے سوار کیا اُنہیں (مختلف سواریوں پر) خشکی اور سمندر میں
وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ	اور ہم نے رزق دیا اُنہیں پاکیزہ چیزوں میں سے
ع وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝۷۰	اور ہم نے فضیلت دی اُنہیں بہت سی چیزوں پر اُن میں سے جنہیں ہم نے پیدا کیا نمایاں فضیلت۔

اِس آیت میں انسان کی جملہ مخلوقات پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ عقل و ہنر دیا کہ وہ اپنے سے کئی گنا بڑے جانوروں اور سواریوں کو قابو میں لا کر بحر و بر میں اور اب فضا میں بھی سفر کرتا ہے۔ پھر اُس کے لیے انتہائی پاکیزہ رزق پیدا کیا جس کی مختلف صورتیں اور ذائقے بنا کر اُن سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ کائنات کی ہر شے کو انسان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۲

جان بوجھ کر سرکشی کرنے والا روزِ قیامت اندھا ہو گا

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ	وہ دن جب ہم بلائیں گے ہر گروہ کو اُس کے پیشوا کے ساتھ
فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ	پھر وہ شخص جس کو دیا گیا اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں
فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ	تو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا نامۂ اعمال
وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھاگے کے برابر بھی۔
وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى	اور وہ جو بنا ہوا تھا اِس دنیا میں اندھا
فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى	تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا
وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾	اور زیادہ بھٹکا ہوا ہو گا سیدھی راہ سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت ہر گروہ اپنے پیشوا کی قیادت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو گا۔ پیشوا اگر نیک ہے تو اُس کے پیروکاروں کا انجام اچھا ہو گا۔ اگر پیشوا گمراہ ہے تو اُس کے پیروکار برے انجام سے دوچار ہوں گے۔ پھر ہر انسان کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا جس کے ساتھ وہ عدالتِ خداوندی میں پیش ہو گا۔ جس کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ خوشی خوشی اپنا نامۂ اعمال پڑھے گا۔ البتہ جو اِس دنیا میں جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام سے اندھا یعنی انجان بنا ہوا ہے، روزِ قیامت اِس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اندھا ہو گا۔ سورۂ طٰہٰ آیات ۱۲۴ تا ۱۲۶ میں فرمایا:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ○

"اور جس نے رخ پھیرا میرے ذکر سے تو بے شک اُس کے لیے ہو گی گزران تنگ اور ہم اٹھائیں گے اُسے روزِ قیامت اندھا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! کیوں اٹھایا ہے تو نے مجھے اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا۔ فرمائے گا اللہ اِسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیات پس تو نے بھلا دیا اُنہیں۔ اور اِسی طرح آج تو بھی فراموش کر دیا گیا ہے"۔

آیات ۷۳ تا ۷۵

کافروں کو دشمنی نبی ﷺ سے نہیں قرآن سے ہے

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ	اور اے نبیؐ! بے شک وہ لوگ قریب تھے کہ بہکا ہی دیں آپؐ کو اُس سے جو ہم نے وحی کیا ہے آپؐ کی طرف
لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ	تاکہ آپؐ نسبت کر دیں کسی اور بات کی ہم پر اُس وحی کے خلاف
وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾	اور تب تو وہ ضرور بنا لیتے آپؐ کو ایک گہرا دوست۔
وَ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ	اور اگر نہ ہوتا کہ ہم ثابت قدم رکھیں آپؐ کو
لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾	تو یقیناً آپؐ قریب ہو چکے تھے کہ مائل ہو جائیں اُن کی طرف تھوڑا سا
اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ	تب تو ہم ضرور چکھاتے آپؐ کو (اِس کا) دوگنی سزا دنیا میں اور دوگنی سزا موت کے بعد
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾	پھر آپؐ نہیں پاتے اپنے لیے ہمارے سامنے کوئی مدد کرنے والا۔

اِن آیات میں ایک نازک مضمون کا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ کافر اِس بات پر تل گئے ہیں کہ آپ ﷺ سے اِس قرآن میں اپنی خواہشات کے مطابق ترامیم کرالیں۔ اگر آپ ﷺ ایسا کر لیتے تو پھر وہ آپ ﷺ کو اپنا گہرا دوست بنالیتے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے آپ ﷺ کو ثابت قدم رکھا ورنہ شاید آپ ﷺ اُن کے دباؤ میں آ ہی جاتے اور کسی مصالحت پر آمادہ ہو ہی جاتے۔ اِس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دنیا میں اور موت کے وقت دُگنا عذاب دیتے، پھر آپ ﷺ اپنی حمایت میں کوئی مددگار نہ پاتے، گویا۔

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کی سوا مشکل ہے

اِن آیات میں بظاہر خطاب نبی اکرم ﷺ سے ہے لیکن سختی کا رُخ اُن کافروں کی طرف ہے جو آپ ﷺ پر مصالحت اور قرآنِ حکیم میں ترمیم کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے۔ پہلے اُنہوں نے آپ ﷺ کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے جھوٹے پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا، دھمکیاں دیں، ظلم و ستم کیا، فریب دیے، لالچ دی، معاشی دباؤ ڈالا اور معاشرتی مقاطعہ کیا۔ گویا وہ سب کچھ کر ڈالا جو کسی انسان کے عزم کو شکست دینے کے لیے کیا جا سکتا تھا۔ ایسے میں طویل عرصے کی کٹھن اور پُر مشقت کشمکش کے بعد کسی مصالحت کی طرف مائل ہونا خلافِ امکان نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائی اور وہ استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہے۔ فَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْم !

آیات ۷۶ تا ۷۷

مشرکین کے لیے دھمکی، جو سچ ثابت ہوئی

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ	اور اے نبیؐ! بے شک وہ لوگ قریب تھے کہ ضرور اکھاڑ ہی دیں آپؐ کو اِس سرزمین (مکہ) پر سے
لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا	تاکہ وہ نکال دیں آپؐ کو یہاں سے
وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾	اور تب تو وہ خود بھی نہ ٹھہریں گے آپؐ کے پیچھے

	مگر بہت کم۔
سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا	دستور ہے اُن کے لیے جنہیں ہم بھیج چکے ہیں آپ ؐ سے پہلے اپنے رسولوں ؑ میں سے
ع ۸ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾	اور آپ ؐ نہیں پائیں گے ہمارے دستور کو بدلتا ہوا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ عنقریب مشرکینِ مکہ ظلم و ستم کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ اِس زیادتی کے بعد وہ خود بھی چین سے نہ رہ سکیں گے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے دستور ہے اُن لوگوں کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں ؑ کی ناقدری کریں۔ جس قوم نے اُنہیں ستایا پھر وہ زیادہ دیر تک اپنی جگہ نہ ٹھہر سکی۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے اُسے ہلاک کیا، یا کسی دشمن قوم کو اُس پر مسلط کیا گیا، یا خود اُسی رسول ؑ کے پیروکاروں سے اُسے مغلوب کرا دیا گیا۔ اِن آیات میں بیان شدہ دھمکی چند سالوں میں سچی ثابت ہو گئی۔ آیات کے نزول کے ایک ہی سال بعد مشرکین نے آپ ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ دو سال بعد بدر میں اُن کے ستر سردار جہنم واصل ہو گئے۔ مزید چھ سال بعد آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ پھر دو سال کے اندر اندر سرزمینِ عرب مشرکین کے وجود سے پاک کر دی گئی۔ پھر جو بھی وہاں رہا مسلمان بن کر رہا، مشرک بن کر نہ ٹھہر سکا۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

پنج وقتہ نمازوں کا حکم

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ	اے نبی ؐ! قائم کیجیے نماز سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک
وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ	اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کو

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾	بلاشبہ فجر کے قرآن پڑھنے کا وقت حضوری کا وقت ہوتا ہے۔
وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ	اور رات کے ایک حصے میں تہجد پڑھیے قرآن کے ساتھ
	یہ اضافی عبادت ہے آپؐ کے لیے
عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾	قریب ہے کہ فائز کرے آپؐ کو آپؐ کا رب مقامِ محمود پر

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے توسط سے تمام اہلِ ایمان کو پنج وقتہ نمازیں ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ حکم دیا گیا کہ سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کے چھا جانے تک نماز قائم کرتے رہیں۔ اِس حکم میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ادا کرنا شامل ہے۔ پھر فرمایا کہ فجر کی نماز میں قرآنِ کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کریں۔ یہ وقت بڑا مبارک ہوتا ہے کیوں کہ رات اور دن کے اُمور انجام دینے والے تمام فرشتے اِس وقت موجود ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اضافی طور پر رات میں قرآنِ کریم کے ساتھ نمازِ تہجد بھی ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو بشارت دی گئی کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے قریب ترین مقام یعنی مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ یہاں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد فرمائیں گے اور اپنی امت کے گناہ گاروں کے حق میں دعائے شفاعت مانگیں گے۔ فَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم!

آیات ۸۰ تا ۸۱

ہجرت غلبۂ دین کا آغاز ہے

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ	اور اے نبیؐ! دعا کیجیے کہ اے میرے رب! داخل فرما مجھے جہاں داخل فرمائے سچائی کے ساتھ

وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ	اور نکال مجھے جہاں سے نکالے سچائی کے ساتھ
وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾	اور عطا فرما مجھے اپنے پاس سے ایک مدد گار قوت۔
وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ	اور اعلان کر دیجیے آ گیا حق اور مٹ گیا باطل
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾	بے شک باطل بالکل ہی مٹنے والا ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو ہجرتِ مدینہ کے وقت ایک دُعا اور ایک اعلان کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ وہ آپ ﷺ کو عزت و وقار کے ساتھ مکہ سے ہجرت اور مدینہ کو مرکز بنانے کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ حق کے غلبہ کے لیے اپنے پاس سے مدد گار قوت عطا فرمائے۔ ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیجیے کہ بس اب حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل ہے ہی مٹنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کیا شان ہے۔ بظاہر مکہ سے بے سر و سامانی کے ساتھ ہجرت ہو رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اِس ہجرت کو حق کے عروج کا ذریعہ بنا دیا۔ مذکورہ اعلان، ہجرت کے وقت لوگوں کو عجیب محسوس ہوا لیکن محض آٹھ برس بعد نبی اکرم ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو رہے تھے اور خانۂ کعبہ سے بتوں کی گندگی کو مٹاتے ہوئے یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے کہ:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (سورۃ الاسراء: آیت نمبر ۸۱)

"آ گیا حق اور مٹ گیا باطل، بے شک باطل بالکل ہی مٹنے والا ہے۔"

آیت ۸۲

عروج و زوال قرآن سے وابستہ ہے

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ	اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں سے
مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ	جو شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لیے

وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾	اور وہ نہیں بڑھاتا ظالموں کو مگر خسارے میں۔

اِس آیت میں قرآنِ مجید کی دو شانیں بیان ہوئیں۔ یہ کتاب ایسے لوگوں کے حق میں رحمت اور اُن کے تمام مسائل کا علاج ہے جو اِس پر دل و جان سے ایمان لائیں۔ البتہ جو لوگ اِس کی ناقدری کریں اور اِس کے حقوق ادا کرنے سے منہ موڑیں گے تو اُن کے لیے یہی کتاب محرومی اور خسارے میں اضافے کا باعث ہو گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک وہ قرآنِ مجید سے واقف نہ ہوئے تھے، اُن کا خسارہ محض جہالت کا خسارہ تھا۔ مگر جب یہ کتاب اُن کے سامنے آگئی اور اُس نے حق اور باطل کا فرق کھول کر رکھ دیا تو اُن پر حجت تمام ہو گئی۔ اب اگر وہ اِس کی ناقدری کرتے ہیں تو اِس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جاہل نہیں بلکہ ظالم اور باطل پرست ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم)

"بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اِس کتاب کے ذریعے قوموں کو اور پست کر دے گا اِس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسروں کو۔"

مسلمانوں کی موجودہ ذلت و رسوائی کی وجہ بھی قرآن کی ناقدری ہے۔ بقول اقبال ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

آیات ۸۳ تا ۸۴

دنیا کے حالات کا تاثر مت لو

وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ	اور جب بھی ہم انعام فرماتے ہیں انسان پر
اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ	تو وہ رخ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنا پہلو

وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ	اور جب پہنچتی ہے اُسے کوئی تکلیف
كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾	تو وہ ہو جاتا ہے مایوس۔
قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے ہر کوئی عمل کر رہا ہے اپنی ڈھب پر
ع ۹ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع	پس تمہارا رب خوب جاننے والا ہے کہ کون زیادہ ہدایت پانے والا ہے سیدھی راہ کی۔

اِن آیات میں ایک دنیادار انسان کی روش کا بیان ہے۔ دنیا میں جب اُسے کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر کرنے کی بجائے عیش میں پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ جب کوئی تکلیف آتی ہے تو صبر کرنے کی بجائے مایوس ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی نعمتیں عارضی ہیں لہٰذا کیا اُن پر اترانا اور تکالیف بھی وقتی ہیں لہٰذا کیا اُن پر مایوس و غمگین ہونا۔ اصل نتائج روزِ قیامت ظاہر ہوں گے۔ اُس روز اللہ تعالیٰ ہر انسان کا فیصلہ اُس کے عمل کے مطابق فرمائے گا۔ اِس بات کا پورا لحاظ رکھا جائے گا کہ انسان کو کن حالات، کیسی صفات، کس طرح کی کمزوریوں اور کون سے دستیاب مواقع کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑی۔

آیت ۸۵

روح کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ	اے نبیؐ! وہ سوال کرتے ہیں آپؐ سے روح کے بارے میں
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ	فرمایئے روح میرے رب کے امر میں سے ہے
وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾	اور تمہیں نہیں دیا گیا ہے علم مگر تھوڑا سا۔

اِس آیت میں روح کی حقیقت سے متعلق ایک سوال کا جواب ہے۔ مشرکینِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ روح کا تعلق عالمِ امر سے ہے جسے سمجھنا کسی انسان کے لیے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں

وحی، وحی لانے والے فرشتے اور انسانی وجود میں ڈالی جانے والی ایک ملکوتی شے کو روح کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود میں ڈالی جانے والی روح کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے۔ بقول اقبال ؎

ہے ذوقِ تجلی بھی اِسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

اور

اِس پیکرِ خاکی میں اِک شے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت کا حصول انسان کے لیے ممکن نہیں اِسی طرح روح کی حقیقت بھی انسان نہیں سمجھ سکتا۔ فارسی کا ایک بہت عمدہ شعر ہے ؎

اتصالِ بے تکیف، بے قیاس
ہست رب الناس با جانانِ ناس

"روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی کیفیت کو نہ سمجھا جاسکتا ہے اور نہ کسی اور شے پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ یہ دراصل اللہ ہے جو انسانوں کی جانوں میں سمایا ہوا ہے"۔

(جیسے سورۂ ق آیت ۱۶ میں ارشاد ہوا کہ "ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے، رگِ جاں سے بھی"۔)

آیات ۸۶ تا ۸۷

نبی اکرم ﷺ پر اللہ کا سب سے بڑا فضل ... نزولِ قرآن

وَلَئِنْ شِئْنَا	اور اے نبیؐ! اگر ہم چاہیں
لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ	تو یقیناً لے جائیں اُسے جو ہم نے وحی کیا ہے آپؐ کی

	طرف
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾	پھر آپؐ نہیں پائیں گے اپنے لیے اِس پر ہمارے سامنے کوئی حمایتی۔
اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ	سوائے اپنے رب کی رحمت کے
اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾	بے شک اُس کا فضل آپؐ پر بہت بڑا ہے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو نبی اکرم پر نازل کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی مرضی سے مشرکین کی خواہش کے مطابق اِس میں ترمیم نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے نبی اکرم ﷺ کے حافظے سے اِس قرآن کو محو کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔ قرآن کا نزول نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ ہر گز بھی اپنے حبیب ﷺ کو اِس فضل سے محروم نہیں کرے گا۔ وہ اِسی فضل سے اُنہیں دنیا میں فتح یاب کرے گا اور آخرت میں مقامِ عظیم عطا فرمائے گا۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

قرآن جیسا کلام کوئی نہیں پیش کر سکتا

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر واقعی جمع ہو جائیں سارے انسان اور جن اِس بات پر کہ لے آئیں اِس قرآن جیسا کلام
لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ	نہیں لا سکیں گے اِس جیسا کلام
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾	اور اگرچہ ہوں اُن میں سے کچھ دوسروں کے مددگار۔
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ	اور یقیناً ہم نے طرح طرح سے بیان کی ہے لوگوں کے

مَثَلٍ	لیے اِس قرآن میں ہر قسم کی مثال
فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾	پس قبول نہیں کیا اکثر لوگوں نے مگر انکار ہی کرنا۔

اِن آیات میں عظمتِ قرآن کا بیان ہے۔ چیلنج دیا گیا ہے کہ تمام جنات اور انسان مل کر کوشش کریں تب بھی قرآنِ حکیم جیسا کلام پیش نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں انسانوں کی ہدایت کے لیے ہر طرح کا مضمون مختلف اسلوبوں اور مثالوں سے بیان کر دیا ہے۔ توحید کے دلائل، شرک کی مذمت، آخرت اور اِس میں جزا و سزا کی معقولیت، رسالت کی اہمیت و ضرورت، اچھے اور برے اعمال کی تفاصیل اور فرماں برداروں و نافرمانوں کے انجام پر مختلف پیرایوں میں مضامین پیش کر دیے گئے ہیں۔ ایسے مضامین جو ایک طالبِ ہدایت کے لیے واضح رہنمائی ہیں۔ محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اِس سرچشمۂ ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔

آیات ۹۰ تا ۹۳

فرمائشی معجزات کی فہرست

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ	اور کافروں نے کہا (اے محمدؐ!) ہم ہرگز نہیں مانیں گے آپؐ کی بات
حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾	یہاں تک کہ آپؐ جاری کر دیں ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ۔
اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ	یا ہو آپؐ کے لیے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا
فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾	پھر آپؐ جاری کر دیں نہریں اُس کے درمیان سے بہا کر۔
اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا	یا گرا دیں آسمان کو جیسا کہ آپؐ دعویٰ کرتے ہیں ہم

	پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے
اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾	یا لے آئیں اللہ اور فرشتوں کو بالکل سامنے۔
اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ	یا ہو آپؐ کے لیے ایک گھر سونے کا
اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ	یا آپؐ چڑھ جائیں آسمان پر
وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ	اور ہم ہر گز نہیں مانیں گے آپؐ کے چڑھنے کو
حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ	یہاں تک کہ آپؐ نازل کریں ہم پر ایسی کتاب، ہم پڑھ سکیں جسے
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ	فرمایئے پاک تو ہے صرف میرا رب
ع ہَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع	نہیں ہوں میں مگر ایک انسان جو رسولؐ ہے۔

یہ آیات اُن فرمائشی معجزات کا ذکر کر رہی ہیں جو مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ سے طلب کر رہے تھے۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو :

i. ہمارے لیے زمین سے پانی کا ایک چشمہ بر آمد کر کے دکھائیں۔
ii. آپ کے لیے مکہ کی اِس سنگلاخ زمین میں کھجوروں اور انگوروں کا ایک ایسا باغ لگ جائے جس کے بیچوں بیچ نہریں بہہ رہی ہوں۔
iii. آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیجیے۔
iv. اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آیئے۔
v. آپ کے لیے مکہ میں ایک سونے کا محل تیار کر دیا جائے۔
vi. ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جایئے اور کتاب لے کر اتریے۔

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرکین کو بتادیں کہ یہ معجزات صرف اللہ تعالیٰ ہی دکھا سکتا ہے۔ وہ ہر کمزوری سے پاک ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ میں نے کب قادرِ مطلق ہونے کا دعوی کیا ہے کہ تم مجھ سے یہ مطالبے کر رہے ہو؟ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کا پیغام لانے والا ایک انسان ہوں۔ تمہیں جانچنا ہے تو میرے پیغام کو جانچو۔ میری صداقت کا اطمینان کرنا ہے تو میری زندگی، میرے اخلاق اور میرے کام کو دیکھو۔

آیات ۹۴ تا ۹۶

تمام رسولؑ انسان ہی تھے

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى	اور نہیں روکا لوگوں کو کہ وہ ایمان لے آتے جب آئی اُن کے پاس ہدایت
اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا	مگر اِس بات نے کہ اُنہوں نے کہا
اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾	کیا بھیجا ہے اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر؟
قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر ہوتے زمین میں فرشتے
يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ	چل پھر رہے ہوتے اطمینان کے ساتھ
لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾	ہم یقیناً نازل کرتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر۔
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ	فرمایئے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾	بے شک وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ لوگوں کی اکثریت محض اِس وجہ سے ایمان لانے سے محروم رہی کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے رسولوںؑ کے انسان ہونے پر تعجب ہوا۔ وضاحت کی گئی کہ انسانوں کے لیے نمونہ کوئی انسان ہی بن سکتا ہے۔ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو اللہ تعالیٰ کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتا۔ رسولؑ نے نہ صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے بلکہ اُس پر عمل کر کے نمونہ بننا ہوتا ہے۔ رسولؑ تمام بشری تقاضوں اور کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کر کے انسانوں پر حجت تمام کر دیتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ انسانوں کے لیے یہ مقصد کسی فرشتے کے ذریعہ پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ بذات خود اِس حقیقت پر گواہ ہے اور وہ تو تمام ہی بندوں کی حقیقت کو جانتا ہے۔

آیات ۹۷ تا ۱۰۰

گمراہوں کا المناک انجام

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ	اور جسے ہدایت دے اللہ وہی ہدایت پانے والا ہے
وَمَنْ يُّضْلِلْ	اور جسے وہ گمراہ کر دے
فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ	تو اے نبیؐ! آپ نہیں پائیں گے اُن کے لیے کوئی حمایتی اللہ کے سوا
وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ	اور ہم اٹھائیں گے اُنہیں قیامت کے روز منہ کے بل
عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ	اِس حال میں کہ وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ	اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
كُلَّمَا خَبَتْ	جب بھی سرد ہونے لگے گی اُس کی آگ
زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾	ہم بڑھا دیں گے اُن کے لیے اُس کا بھڑکنا۔

النصف

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا	یہ بدلہ ہے اُن کا اِس لیے کہ اُنہوں نے انکار کیا ہماری آیات کا
وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا	اور کہتے رہے کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں ہڈیاں اور چورا چورا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾	کیا واقعی ہمیں اٹھایا جائے گا ایک نئی تخلیق میں؟۔
اَوَ لَمْ يَرَوْا	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا
اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ	بے شک اللہ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو
قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ	وہ اِس پر بھی قادر ہے کہ پیدا فرمادے اُن جیسے
وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ	اور مقرر فرمادے اُن کے لیے ایک مدت جس میں کوئی شک نہ ہو
فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾	پس قبول نہیں کیا ظالموں نے مگر انکار ہی کرنا۔
قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ	فرمایئے اگر تم اختیار رکھتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں پر
اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ	تب تو ضرور روک کر رکھتے خرچ کرنے کے ڈر سے
وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱	اور انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔

بلاشبہ انسانوں کو ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔ حق واضح ہونے کے باوجود اُسے جھٹلانے والوں اور اُس پر اعتراض کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔ پھر روزِ قیامت اُنہیں اِس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اندھے، بہرے اور

گونگے ہوں گے۔ جہنم کی آگ اُن پر مسلسل بھڑکائی جائے گی۔ یہ المناک انجام اِس لیے ہو گا کہ وہ اعتراض کرتے تھے کہ جب مرنے کے بعد ہماری ہڈیاں گل کر چورا چورا ہو جائیں گی تو کیسے ممکن ہے کہ ہمیں دوبارہ نئی تخلیق کے ساتھ زندہ کیا جا سکے؟۔ اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ اتنی بڑی کائنات بنا سکتا ہے کیا انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟ اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ دنیا میں اِن جھٹلانے والوں کو بھی ضروریاتِ زندگی سے متعلق تمام نعمتیں دے رہا ہے۔ اِس کے برعکس اگر اِن کے ہاتھ میں اختیار ہوتا تو یہ کسی کو کچھ بھی نہ دیتے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

فرعون کی ہٹ دھرمی اور بربادی

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی تھیں موسیٰ ؑ کو نو واضح نشانیاں
فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ	سو پوچھو بنی اسرائیل سے جب آئے موسیٰ ؑ اُن کے پاس
فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ	تو کہا اُن سے فرعون نے
اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾	بے شک میں یقیناً گمان کرتا ہوں تمہارے بارے میں اے موسیٰ ؑ! کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ	فرمایا موسیٰ ؑ نے اے فرعون! تو یقیناً جان چکا ہے کہ نہیں نازل کیا اِن نشانیوں کو مگر زمین اور آسمانوں کے رب نے آنکھیں کھولنے کے لیے
وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾	اور بے شک میں یقینا گمان کرتا ہوں تمہارے بارے

	میں اے فرعون! کہ تم ہلاک کر دیے جاؤ گے۔
فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	تو ارادہ کیا فرعون نے کہ اکھاڑ دے قدم بنی اسرائیل کے زمین سے
فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾	تو ہم نے غرق کر دیا اُسے اور جو بھی اُس کے ساتھ تھے سب کے سب کو۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اللہ تعالیٰ کی نو واضح نشانیاں دکھائیں۔ اِن نشانیوں سے مراد ہے اژدہا بن جانے والا عصا، چمکنے والا ہاتھ، جادوگروں کی بر سرِ عام شکست، وسیع علاقہ میں قحط، طوفان کی یلغار، ٹڈی دل کا حملہ، غلہ میں لگنے والا گھن، مینڈکوں کی کثرت اور ہر شے میں خون کی آمیزش۔ فرعون نے اِن نشانیوں سے سبق حاصل نہیں کیا بلکہ اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے بڑی ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے حضرت موسیٰؑ کی توہین کی اور اُنہیں سحر زدہ شخص قرار دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی ہٹ دھرمی بے نقاب کر دی اور فرمایا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جو نشانیاں میں لایا ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اب تم اپنی ہٹ دھرمی اور تکبر کی وجہ سے برباد ہونے والے ہو۔ فرعون نے بنی اسرائیل پر صرف اِس وجہ سے کہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے لگے تھے، طرح طرح کی سختیاں شروع کر دیں۔ بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنے لگا تاکہ بنی اسرائیل کی نسل کشی کر کے اُس ملک میں اُن کی افرادی قوت کم کر کے اُنہیں کم زور کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر فرعون اور اُس کے لشکر کو سمندر میں غرق کر دیا اور بنی اسرائیل کو اُن ظالموں سے نجات دی۔

آیت ۱۰۴

قربِ قیامت یہود ایک مقام پر جمع کر دیے جائیں گے

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	اور ہم نے کہا اِس کے بعد بنی اسرائیل سے
اسْكُنُوا الْاَرْضَ	آباد ہو جاؤ زمین میں

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ	پس جب آئے گا آخرت کا وعدہ
جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾	ہم لے آئیں گے تمہیں سمیٹ کر۔

اِس آیت میں بنی اسرائیل یعنی یہود کے لیے اللہ تعالیٰ کے ایک فیصلے کا ذکر ہے۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہود سے کہا کہ اب تم فرعون کے ظلم سے محفوظ ہو گئے ہو۔ اب جہاں چاہو زمین پر آباد ہو جاؤ۔ البتہ آخرت کے قریب ہم تم سب کو ایک مقام پر جمع کر دیں گے۔ اِس وقت اسرئیل میں دنیا بھر سے یہودیوں کی آمد جاری ہے اور وہ وہاں غاصبانہ طور پر ناجائز بستیاں بنا کر آباد ہو رہے ہیں۔ یہ اِس آیت کی حقانیت کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں سمیٹ کر ایک جگہ جمع فرما رہا ہے۔ یہ تمام یہودی حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر اِسی طرح نیست و نابود کر دیے جائیں گے جیسے سابقہ سرکش قوموں کو بالکل ہی مٹا دیا گیا تھا۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

قرآنِ مجید کی عظمت اور تاثیر

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ	اور حق کے ساتھ ہی ہم نے نازل کیا ہے اُسے
وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ	اور حق کے ساتھ ہی وہ نازل ہوا ہے
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾	اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں بھیجا ہے آپؐ کو مگر خوش خبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر۔
وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ	اور قرآن کہ ہم نے تقسیم کیا ہے اُسے (آیات اور سورتوں میں)
لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ	تاکہ آپؐ پڑھیں اُسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر
وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾	اور ہم نے نازل کیا ہے اُسے تھوڑا تھوڑا کر کے۔

وقف لازم

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا	فرمایئے تم ایمان لاؤ اِس پر یا ایمان نہ لاؤ
اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ	بے شک وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم اِس سے پہلے
اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ	جب اِسے پڑھا جاتا ہے اُن کے سامنے
یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾	وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔
وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ	اور پکار اُٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب
اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾	بے شک ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر رہتا ہے۔
وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ	اور وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے
وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدۃ	اور یہ قرآن بڑھا دیتا ہے اُنہیں خشوع و خضوع میں۔

اِن آیات میں بڑے جلالی اسلوب میں قرآنِ مجید کی عظمت کا بیان ہے۔ قرآنِ مجید کا ہر مضمون برحق ہے اور پورے قرآن کا نزول بھی حق یعنی بامقصد ہے۔ اب قرآنِ مجید سے تعلق ہی قوموں کے مقدر کا فیصلہ کرے گا۔ اِس سے وفاداری عروج کی ضامن ہو گی اور اِس سے بے وفائی ذلت و بربادی سے دوچار کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو آیات اور سورتوں میں تقسیم فرمایا اور بتدریج مختلف حصوں میں اتارا ہے تاکہ لوگوں کے لیے اِسے یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہو جائے۔ یہ فرماں برداروں کو اچھے اجر کی بشارت دیتا ہے اور مجرموں کو برے انجام سے خبردار کرتا ہے۔ جو لوگ علم حقیقت سے بہرہ ور ہیں، جب وہ قرآنِ مجید سنتے ہیں تو اُن پر ایسی رقت طاری ہوتی ہے کہ وہ روتے روتے بے اختیار سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حقیقی رب ہے۔ اُس نے ہماری ہر ضرورت کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ بے شمار مادی نعمتیں فراہم کی ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہماری روح کی تسکین اور دلوں کے اطمینان کے لیے قرآنِ کریم جیسا ذکرِ عظیم عطا فرمایا ہے۔ اِس نعمت کے نزول سے اُس کا آخری اور مکمل ہدایت نازل کرنے کا وہ وعدہ پورا ہو گیا جو اُس نے سابقہ آسمانی کتابوں میں کیا تھا۔

آیت ۱۱۰

سارے اچھے نام اور صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ	اے نبیؐ ! فرمایئے پکارو اللہ کو یا پکارو رحمٰن کو
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ	جس نام سے پکارو پس اُسی کے لیے ہیں سارے خوبصورت نام
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا	اور نہ بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ چپکے چپکے پڑھو اُسے
وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾	اور اختیار کرو اِس کے درمیان کی راہ۔

یہ آیت اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی اونچی شان بیان کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ایک سعادت ہے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ کے مبارک نام پکار کر حاصل کی جاسکتی ہے۔ اُس کے دو پیارے نام ہیں اللہ اور الرحمٰن۔ البتہ اُس کا ہر نام ہی اچھا ہے اور اُسے اُس کے کسی بھی نام سے یاد کیا جاسکتا ہے۔ اُس کی یاد کا ایک ذریعہ نماز ہے۔ اُس کا کثرت سے ذکر کے لیے نفل نمازوں کا اہتمام ضروری ہے۔ نفل نمازوں میں سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔ نمازِ تہجد کے آداب یہ ہیں کہ اِس میں قرآنِ کریم کی طویل قرات نہایت اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر کی جائے۔ مزید یہ کہ تلاوت میں آواز کو درمیانی سطح پر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راتیں اپنے ذکر کے لیے فارغ کرنے اور قرآنِ کریم کے ساتھ بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ۱۱۱

توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	اے نبیؐ ! فرمایئے کل شکر اللہ کے لیے ہے
الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا	جس نے نہیں بنایا کسی کو بیٹا

وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ	اور نہیں ہے جس کا کوئی شریک حکومت میں
وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ	اور نہیں ہے اُس کا کوئی مددگار کسی کمزوری کی وجہ سے
وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲	اور بڑائی تسلیم کرایئے اُس کی جیسا کہ بڑائی تسلیم کرانے کا حق ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آخری آیت توحیدِ باری تعالیٰ کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ اِس آیت میں توحیدِ نظری، توحیدِ عملی اور ہر طرح کے شرک کی نفی کا بیان جمع کر دیا گیا ہے۔ توحیدِ نظری کے اعتبار سے فرمایا کہ چونکہ ہر نعمت عطا فرمانے والا اور ہر شر سے عافیت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا کل شکر اور تعریف اُسی کے لیے ہے۔ توحیدِ عملی کے اعتبار سے حکم دیا گیا کہ اپنے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ایسے نافذ کرو جیسا کہ نافذ کرنے کا حق ہے۔ شرک کی نفی کے اعتبار سے ارشاد ہوا:

i. اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔

ii. اللہ تعالیٰ مختارِ مطلق ہے اور اُس کے ساتھ اختیار میں کوئی شریک نہیں۔

iii. اللہ تعالیٰ نے کسی کو مجبوری یا کمزوری کی وجہ سے اپنا ولی نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے اور نظری و عملی دونوں اعتبارات سے توحید کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۃ الکہف

دجالی فتنے سے محفوظ رکھنے والی سورۂ مبارکہ

سورۃ الکہف کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ أَضَاءَ لَہُ النُّوْرَ مَابَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ

"جو شخص جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھتا ہے تو یہ سورۃ دوسرے جمعے تک اُس کے لیے (یعنی اُس کے دل میں ایمان وہدایت کا) نور روشن کر دیتی ہے۔" (المستدرک للحاکم)

کئی احادیثِ مبارکہ میں یہ مضمون بیان ہوا کہ جمعہ کے روز سورۃ الکہف کی تلاوت انسان کو دجالی فتنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ دنیا کی محبت وہ دجل اور دجالی فتنہ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکام سے غافل کر دیتی ہے

دنیا نے تیری یاد سے بے گانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے!

اِس سورۂ مبارکہ میں کئی اسالیب سے دنیا پرستی، مادہ پرستی اور ظاہر پرستی کی نفی کی گئی ہے۔ بلاشبہ اِس سورۃ کا فہم وتدبر کے ساتھ پڑھنا انسان کو دنیاداری اور مادہ پرستی سے محفوظ کر دیتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ — عظمتِ قرآن
- آیات ۷ تا ۸ — دنیا اور اِس کی زندگی کی حقیقت
- آیات ۹ تا ۲۶ — اصحابِ کہف کا واقعہ
- آیات ۲۷ تا ۳۱ — داعی کے لیے نصیحت
- آیات ۳۲ تا ۴۴ — دنیاداروں کے لیے عبرت انگیز واقعہ

- آیات ۴۵تا۴۶ دنیا کی زندگی کی حقیقت
- آیات ۴۷تا۴۹ احوالِ آخرت
- آیات ۵۰تا۵۳ شیطان کی پیروی کرنے والوں کا انجام
- آیات ۵۴تا۵۹ رسولوں کی تعلیمات سے پہلو تہی کا انجام
- آیات ۶۰تا۸۲ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کا واقعہ
- آیات ۸۳تا۹۸ ذوالقرنین کا واقعہ
- آیات ۹۹تا۱۰۱ ظاہر پرستوں کا انجام
- آیات ۱۰۲تا۱۰۶ دنیاداروں کا انجام
- آیات ۱۰۷تا۱۰۸ آخرت کے طلب گاروں کا انعام
- آیات ۱۰۹تا۱۱۰ توحیدِ باری تعالیٰ

آیات ۱تا۳

قرآن کی عظمت اور پیغام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ	کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے نازل فرمائی اپنے بندےؐ پر کتاب
وَ لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ۬ ﴿۱﴾	اور نہیں رکھی اُس میں کوئی ٹیڑھی بات۔
قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ	بالکل سیدھی کتاب ہے تاکہ خبردار کرے سخت آفت سے جو اللہ کی طرف سے ہوگی

وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ	اور خوشخبری دے اُن مومنوں کو کہ جو اچھا عمل کرتے ہیں
اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾	کہ اُن کے لیے بہت خوبصورت بدلہ ہے۔
مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾	وہ رہنے والے ہیں اُس میں ہمیشہ ہمیش۔

یہ آیات قرآنِ مجید کی عظمت کے بیان اور اِس کے پیغام کی وضاحت پر مشتمل ہیں۔ قرآنِ مجید درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بیش بہا انعام ہے جو نبی اکرم ﷺ کو عطا ہوا۔ اِس کی تعلیمات ہر ٹیڑھ سے پاک اور بالکل سیدھی اور واضح ہیں۔ یہ تعلیمات بندوں کے سیرت و کردار کو بھی بالکل سیدھے اور صحیح رُخ پر درست کرنے والی ہیں۔ یہ دنیاداروں کو اللہ تعالیٰ کی شدید پکڑ سے خبردار کرتی ہیں اور باعمل مومنوں کو ہمیشہ ہمیش کے عمدہ اجر کی بشارت دیتی ہیں۔

آیات ۴ تا ۶

ایک گمراہ کن عقیدے کی زوردار نفی

وَّ یُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۚ﴿۴﴾	تاکہ قرآن خبردار کرے اُن کو جنہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے۔
مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِھِمْ ؕ	نہیں ہے اُن کے پاس اِس (دعوے) پر کوئی علم اور نہ ہی ہے اُن کے باپ دادا کے پاس۔
کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ؕ	بڑی (بری) ہے بات جو نکلتی ہے اُن کے مونہوں سے
اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ﴿۵﴾	وہ نہیں کہہ رہے مگر جھوٹ۔
فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ	تو شاید کہ اے نبیؐ! آپ ہلاک کر لیں گے اپنے آپ کو اُن کے پیچھے

اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝۶	اگر وہ ایمان نہ لائے اِس کلام پر افسوس کرتے ہوئے۔

اِن آیات میں اِس گمراہی کی زور دار نفی کی گئی کہ معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے۔ مشرکینِ مکہ فرشتوں کو، یہودی حضرت عزیرؑ کو اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کی اولاد مانتے تھے۔ اِس گمراہ کن عقیدہ کے لیے کوئی دلیل نہ اُن کے پاس تھی اور نہ ہی اُن کے باپ دادا کے پاس تھی۔ یہ عقیدہ ایک ایسی گستاخی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ انتہائی گھٹیا کمزوریاں وابستہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والے بدترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ اپنی قوم کو اِس گمراہی سے نکالنا چاہتے تھے اور وہ کسی طرح نکلنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اُن کو بدترین عذاب سے بچانے کے لیے دن رات سمجھا رہے تھے مگر وہ گمراہی سے باز آنے کو تیار نہ تھے۔ قوم کی اس ہٹ دھرمی نے آپ ﷺ کو شدید دکھ اور کرب میں ڈال رکھا تھا۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید آپ ﷺ غم و افسوس سے اپنی جان اُن کے پیچھے ختم ہی کر دیں گے۔ اُن کے ایمان نہ لانے کی ذمے داری آپ ﷺ پر نہیں ہے، اس لیے آپ ﷺ کیوں خود کو رنج و غم میں گھلائے دیتے ہیں؟ آپ ﷺ تبلیغ کرتے رہیں، جو بات مان لے اُسے بشارت دیں اور جو نہ مانے اُسے برے انجام سے خبردار کر دیں۔

آیات ۷ تا ۸

دنیا اور اِس کی زندگی کی حقیقت

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا	بے شک ہم نے بنایا ہے اُسے جو زمین پر ہے باعثِ زینت اِس کے لیے
لِنَبْلُوَھُمْ	تاکہ ہم اُنہیں آزمائیں
اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷	کہ کون اُن میں سے اچھا ہے عمل کے لحاظ سے۔
وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ	اور بے شک ہم یقیناً بنانے والے ہیں

مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸	اُسے جو زمین پر ہے چٹیل میدان۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے دنیا کی محبت خوشنما کر دی ہے اور پھر دنیا کو خوب حسین بنا کر اُسے انسان کے لیے دلکش کر دیا ہے۔ اب انسان کا امتحان ہے کہ وہ اِس دنیا میں کھو کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکام سے غافل ہو جاتا ہے یا اِس عارضی اور گھٹیا دنیا کے فریب کے پردے کو چاک کر کے اور اِس کی حقیقت سمجھ کر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو مطلوب و مقصود بنا لیتا ہے۔

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا ہے

دنیا کی اِن رعنائیوں کا انجام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر ہر چیز کو فنا کر دینا ہے اور زمین کو ایک چٹیل میدان بنا دینا ہے تاکہ یہاں پر روزِ قیامت کا وہ حشر قائم ہو سکے جس میں حضرت آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک سب جمع ہوں گے۔

اصحابِ کہف کا واقعہ

یہود نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی حقانیت کا امتحان لینے کے لیے قریش کے ذریعے دریافت کیا کہ اصحابِ کہف کی داستان کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر آیات ۹ تا ۲۶ میں اِس سوال کا جواب وحی کیا گیا۔ جواب کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سورۂ مبارکہ کے موضوع سے جوڑ دیا گیا۔ دنیا کی زندگی ایک امتحان ہے۔ اِس میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ حالات اتنے مشکل ہوں کہ حق کے ساتھ جینا ناممکن ہو جائے۔ اصحابِ کہف پر ایسی ہی آزمائش آئی۔ وہ حق پر ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد فرمائی اور وہ امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی آزمائش سے محفوظ رکھے جو اصحابِ کہف پر آئی۔ البتہ اگر ایسی آزمائش آ ہی جائے تو اصحابِ کہف کی طرح ہر صورت میں حق پر ڈٹے رہنے اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۹ تا ۱۲

اصحابِ کہف کا واقعہ ... اجمالی بیان

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ	کیا تم سمجھتے ہو کہ غار والے اور تختی والے
كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹	تھے ہماری نشانیوں میں سے عجیب چیز۔
اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ	جب کہ پناہ لی کچھ نوجوانوں نے غار میں
فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً	تو اُنہوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما اپنے پاس سے رحمت
وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰	اور مہیا فرما ہمارے لیے ہمارے اِس کام میں ہدایت۔
فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱	پس ہم نے تھپکی دی اُن کے کانوں پر غار میں گنتی کے چند برس۔
ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ	پھر ہم نے بیدار کیا اُنہیں
لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ ع ۱۲/۱۳	تاکہ ہم ظاہر کر دیں کہ اُن دو جماعتوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے وہ مدت جس تک وہ ٹھہرے رہے۔

یہ آیات اجمالی طور پر اصحابِ کہف کا قصہ بیان کر رہی ہیں۔ اصحابِ کہف چند نوجوان تھے جن کا قصہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار عجیب نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کے مشرکانہ عقائد چھوڑ کر توحید کی راہ اختیار کر لی۔ قوم اُن کی جان کی دشمن ہو گئی۔ اُن پر امتحان اِس صورت میں آیا کہ اُن کے لیے دنیا میں حق پر قائم رہتے ہوئے جینا ناممکن ہو گیا۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرتے ہوئے اُس سے مدد مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد فرمائی، اُنہیں دشمنوں سے محفوظ رکھا اور ایک غار میں چند

سو برس تک سلائے رکھا۔ بیدار ہوئے تو غار میں رہنے کی مدت کے بارے میں اُن میں دو آراء پائی گئیں۔ اِن آراء کی بنیاد پر اُن میں دو گروہ بن گئے۔ بہر حال اُنہوں نے اِس معاملے کو اللہ پر چھوڑ کر اختلاف ختم کر لیا۔ ایک رائے یہ ہے کہ بادشاہِ وقت نے اُن کے نام ایک تختی پر کندہ کر کے اُسے غار کے دروازہ پر لگا دیا تھا، اِسی وجہ سے اُنہیں نہ صرف اصحابِ کہف (غار والے) بلکہ اصحابُ الرقیم (تختی والے) بھی کہا جاتا ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۵

اصحابِ کہف کا شرک کے خلاف اعلانِ بغاوت

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ	اے نبیؐ! ہم بیان کرتے ہیں آپؐ سے اُن کا قصہ ٹھیک ٹھیک
اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ	بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے
وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾	اور ہم نے بڑھا دیا اُنہیں ہدایت میں۔
وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اور ہم نے مضبوط کر دیا تھا اُن کے دلوں کو
اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	جب وہ کھڑے ہوئے (بادشاہِ وقت کے سامنے) تو اعلان کیا ہمارا پروردگار وہ ہے جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا
لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا	ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اُس کے سوا کسی معبود کو
لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾	ورنہ یقیناً ہم نے کہی تب تو بڑی ہی ناحق بات۔
هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ	یہ ہماری قوم والے ہیں ہے، جنہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا دوسرے معبود
لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ	کیوں نہیں پیش کرتے اُن کے حق میں واضح دلیل

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾	اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کے ساتھ منسوب کرے جھوٹ۔

اصحابِ کہف غالباً سات نوجوان تھے جن کا تعلق روم سے تھا۔ اُن کی قوم شرک کے جرم میں مبتلا تھی۔ یہ نوجوان حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات پر ایمان لا کر توحید کے عقیدہ پر قائم ہو گئے۔ قوم نے مشرک باپ دادا کے دین سے بغاوت کو جرم قرار دیا اور اُنہیں سزا دلوانے کے لیے بادشاہِ وقت کے دربار میں پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حوصلہ دیا اور اُنہوں نے ڈٹ کر بھرے دربار میں توحید کا اقرار اور شرک سے انکار کیا۔ بادشاہ نے اُنہیں تین روز کی مہلت دی کہ باپ دادا کے مشرکانہ عقائد کو دوبارہ اختیار کر لو ورنہ رجم ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

اللہ کی طرف سے اصحابِ کہف کی حفاظت

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ	(حکم دیا اللہ نے اصحابِ کہف کو) اور جب تم الگ ہو گئے ہو مشرکین سے
وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ	اور اُن معبودوں سے جن کی وہ پوجا کرتے ہیں اللہ کے سوا
فَاْوٗٓا اِلَی الْكَهْفِ	تو اب پناہ لو غار میں
یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ	پھیلا دے گا تمہارے لیے تمہارا رب اپنی رحمت
وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾	اور مہیا کر دے گا تمہارے لیے تمہارے معاملے میں آسانیاں۔
وَ تَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ	اور تم دیکھو گے سورج کو جب وہ طلوع ہوتا ہے

تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ	ہٹ کر گزرتا ہے اُن کی غار سے دائیں جانب
وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ	اور جب غروب ہوتا ہے تو کترا کر نکل جاتا ہے اُن سے بائیں جانب
وَ هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ	اور وہ ہیں غار کے کشادہ حصے میں
ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ	یہ سب اللہ کی نشانیوں میں سے ہے
مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ	اور جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت والا ہے
ع ۲/۵/۱۴ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ ع	اور جسے وہ گمراہ کر دے تو تم ہر گز نہیں پاؤ گے اُس کے لیے کوئی حمایتی راہ دکھانے والا۔
وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا	اور تم گمان کرو گے اُنہیں بیدار
وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۚۛ	حالاں کہ وہ سو رہے ہیں
وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۚۛ	اور ہم پلٹتے رہے اُن کو دائیں طرف اور بائیں طرف
وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ	اور اُن کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو غار کی دہلیز پر
لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ	اگر تم جھانک کر دیکھتے اُنہیں
لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا	ضرور رُخ پھیر لیتے اُن سے بھاگتے ہوئے
وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾	اور ضرور سما جاتی تمہارے اندر اُن کی ہیبت۔

بادشاہِ وقت نے جب اصحابِ کہف کو رجم کرنے کی دھمکی دی تو ایسے میں اُن نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ سے نصرتِ خصوصی کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں الہام کے ذریعے ایک غار میں پناہ لینے کا حکم دیا اور اپنی طرف سے مدد کی خوشخبری سنائی۔ وہ نوجوان پہاڑوں کے درمیان ایک غار میں چلے گئے تاکہ رجم ہونے یا مجبوراً مرتد ہو جانے سے بچ سکیں۔ اُس غار کا دہانہ شمال کے رخ تھا جس کی وجہ سے سورج کی روشنی کسی بھی وقت اندر نہ پہنچتی تھی، لہٰذا وہ دھوپ کی تمازت سے محفوظ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں دائیں بائیں کروٹیں دے رہے تھے۔ اگر باہر سے کوئی جھانک کر دیکھتا تو اُن کے کروٹیں لیتے رہنے کی وجہ سے گمان کرتا کہ یہ لیٹے ہوئے ہیں، سوئے ہوئے نہیں ہیں۔ اندھیرے غار میں چند آدمیوں کا اِس طرح موجود ہونا اور غار کی دہلیز پر کتے کا بیٹھا ہونا ایک دہشت ناک منظر پیش کر رہا تھا۔ اگر کوئی غار میں جھانکتا تو ڈر کر بھاگ جاتا۔ یہ ایک بڑا سبب تھا جس کی وجہ سے اُن کے حال پر طویل مدت تک پردہ پڑا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا اُن توحید پرستوں کو محفوظ غار کی جانب رہنمائی کرنا، پھر صدیوں تک سلائے رکھنا، اُن کی دھوپ اور دیگر خطرات سے حفاظت کرنا، اُنہیں پانی اور غذا کی ضروریات سے غنی کر دینا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے بہت بڑے مظاہر ہیں۔ جو شخص راہِ ہدایت پر ڈٹ جانے کا عزم کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کے لیے مشکلات آسان کرنے کی راہ نکال دیتا ہے۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

اصحابِ کہف کی تین سو برس بعد بیداری

وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ	اور اِسی طرح ہم نے بیدار کر دیا اُنہیں
لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ	تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں آپس میں
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ	کہا ایک کہنے والے نے اُن میں سے
كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ	کتنی مدت تم یہاں ٹھہرے ہو؟

قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ	کہنے لگے ہم ٹھہرے ہوں گے ایک دِن یا دِن کا کچھ حصہ
قَالُوْا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ	دوسروں نے کہا تمہارا رب بہتر جانتا ہے جتنی مدت تم ٹھہرے ہو
فَابْعَثُوْٓا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖٓ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ	پس بھیجو اپنے میں سے کسی ایک کو اِس سکے کے ساتھ شہر کی طرف
فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَآ اَزْکٰی طَعَامًا	پس وہ دیکھے کہ شہر میں سے کس کے ہاں زیادہ پاکیزہ کھانا ملتا ہے
فَلْیَاْتِکُمْ بِرِزْقٍ مِّنْہُ	پس وہ لے آئے تمہارے پاس کھانا اُس میں سے
وَلْیَتَلَطَّفْ	اُسے چاہیے کہ نرمی اختیار کرے
وَلَا یُشْعِرَنَّ بِکُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾	اور ہر گز خبر نہ ہونے دے تمہاری کسی کو۔
اِنَّھُمْ اِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ	بے شک وہ اگر آگاہ ہو گئے تمہارے بارے میں
یَرْجُمُوْکُمْ	پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے تمہیں
اَوْ یُعِیْدُوْکُمْ فِیْ مِلَّتِھِمْ	یا لوٹا لیں گے تمہیں اپنے مذہب میں
وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾	اور تم ہر گز نہیں کامیاب ہو سکو گے تب تو کبھی بھی۔

اصحابِ کہف کے غار میں چلے جانے کے کچھ عرصہ بعد روم کی پوری سلطنت نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ پھر جب اصحابِ کہف کے لیے حالات ساز گار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جگا دیا۔ جاگنے پر اُنہوں نے سوال کیا کہ ہم یہاں کتنے عرصہ سوئے رہے؟ کچھ نے کہا ہم دن بھر سوئے رہے ہیں یا بس کوئی چند گھنٹے۔ دوسروں نے کہا یہ بات اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم کتنا عرصہ

ٹھہرے؟ ہمیں بھوک ستا رہی ہے لہٰذا کسی کو کھانا لانے کے لیے شہر بھیجو۔ وہ حلال اور پاکیزگی کا خیال رکھنے والے دکاندار سے کھانا لائے۔ البتہ وہ جائے بڑی خاموشی کے ساتھ۔ اگر لوگوں کو ہماری خبر ہو گئی تو وہ ہمیں بت پرستی پر مجبور کر دیں گے یا پھر پتھر مار مار کر ہمیں ہلاک کر دیں گے۔

آیت ۲۱

اصحابِ کہف کی والہانہ پذیرائی

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ	اور اِسی طرح ہم نے لوگوں کو اصحابِ کہف کے حال سے باخبر کر دیا
لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ	تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے
وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ	اور بلاشبہ قیامت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں
اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ	جب لوگ جھگڑ رہے تھے آپس میں اصحابِ کہف کے معاملے میں
فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا	تو کچھ نے کہا کہ تعمیر کرو اُن (کے غار) پر کوئی عمارت
رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ	اُن کا رب خوب واقف تھا اُن (کے معاملے) سے
قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ	کہا اُنہوں نے جو غالب آئے تھے اُن کے معاملے میں
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾	ہم ضرور بنائیں گے اِن (کی جگہ) پر ایک مسجد۔

جب اصحابِ کہف میں سے ایک فرد کھانا لانے کے لیے شہر گیا تو دنیا بدل چکی تھی۔ بت پرست رومیوں کو عیسائی مذہب اختیار کیے ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی۔ زبان، تہذیب، تمدن، لباس ہر چیز بدل گئی تھی۔ کھانا لانے کے لیے جانے والا فرد اپنے لباس،

زبان اور پرانے زمانہ کا سکہ رکھنے کی وجہ سے ایک تماشا بن گیا۔ گفتگو کے ذریعہ ظاہر ہوا کہ وہ تو اُن نوجوانوں میں سے ہے جو کئی برس پہلے اپنا ایمان بچانے کے لیے کہیں چلے گئے تھے۔ یہ خبر آناً فاناً شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کا ایک ہجوم غار پہنچ گیا۔ اب اصحابِ کہف کو معلوم ہوا کہ وہ کئی برس بعد سو کر اٹھے ہیں تو وہ اپنے عیسائی بھائیوں کو سلام کر کے لیٹ گئے اور اُن کی روح پرواز کر گئی۔ اُس زمانے میں وہاں آخرت کے واقع ہونے کے بارے میں زور شور کی بحث جاری تھی۔ بعض فتنہ پرور کھلم کھلا آخرت کا انکار کرتے تھے اور بعض کو اِس کے ہونے میں شک تھا۔ مسیحی علماء اِس حوالے سے مضبوط دلائل دینے سے قاصر تھے۔ عین اُس وقت اصحابِ کہف کے دوبارہ اٹھنے کا یہ واقعہ پیش آیا اور اِس نے بعث بعد الموت کا ایک ناقابلِ انکار ثبوت پیش کر دیا۔ لوگ اصحابِ کہف کی بزرگی اور تقدس کے قائل ہو چکے تھے۔ وہ غار کے پاس کوئی عمارت بطورِ یادگار بنانا چاہتے تھے۔ اِس بارے میں اختلاف تھا کہ عمارت کی نوعیت کیا ہو؟ محض یادگار ہو، عبادت گاہ ہو یا رفاہِ عام کے مقصد کے لیے ہو۔ صالح لوگوں کی رائے آخر کار غالب آئی کہ یہاں مسجد بنا دی جائے جو یادگار بھی رہے اور آئندہ بت پرستی سے بچانے کا سبب بھی بنے۔

آیت ۲۲

اہمیت تعداد کی نہیں، حاصل ہونے والے اسباق کی ہے

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ	اب کچھ لوگ کہیں گے اصحابِ کہف تین تھے، چوتھا اُن کا کتا تھا
وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ	کچھ کہیں گے وہ پانچ تھے چھٹا اُن کا کتا تھا
رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ	یہ تیر چلانا ہے بن دیکھے
وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ	اور کچھ کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا
قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ	اے نبیؐ! فرمائیے میرا رب بہتر جانتا ہے اُن کی تعداد کو

مَّا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ۬	کوئی نہیں جانتا اُسے سوائے چند کے
فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا	سو بحث نہ کیجیے اُن کے بارے میں سوائے گفتگو کے سرسری سی
وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع ۳ ۵ ۱۵	اور نہ پوچھیے اُن کے بارے میں کسی سے۔

اصحابِ کہف کی تعداد میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ تین یا پانچ کی تعداد بتانے والوں کی اللہ تعالیٰ نے نفی کر دی۔ تاہم سات کی تعداد بتانے والوں کی تردید نہیں فرمائی۔ لہٰذا گمان کیا جا سکتا ہے کہ اُن کی تعداد سات تھی۔ ارشاد ہوا کہ اے نبی ﷺ اُن سے تعداد کے بارے میں بحث نہ کیجیے بلکہ اُنہیں بتائیے کہ اس قصے سے حاصل ہونے والے درج ذیل اسباق پر غور کرو:

i. بندۂ مومن کو کسی حال میں بھی حق سے منہ موڑنے اور باطل کے آگے سر جھکانے کے لیے تیار نہیں ہونا چاہیے۔

ii. بندۂ مومن کا اعتماد اسبابِ دنیا پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔

iii. جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہیں، وہ ضرور اُن کی مدد فرماتا ہے۔

iv. جس "عادتِ جاریہ" کو لوگ "قانونِ فطرت" سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اِس قانون کے خلاف دنیا میں کچھ نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ جب اور جہاں چاہے اُسے بدل کر غیر معمولی کام کر سکتا ہے۔

v. اللہ تعالیٰ جب چاہے گا نوعِ انسانی کی تمام اگلی پچھلی نسلوں کو بیک وقت زندہ کر کے اٹھا دے گا۔

آیات ۲۳ تا ۲۴

کام اُس وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ چاہے گا

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾	اے نبیؐ! ہرگز نہ کہیے کسی چیز کے لیے کہ میں اِسے کرنے والا ہوں کل۔
اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۬	مگر (ساتھ ہی کہیے) اگر چاہا اللہ نے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ	اور یاد کیجیے اپنے رب کو جب بھی بھول جائیں
وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾	اور یہ بھی کہیے امید ہے کہ دکھادے گا مجھے میرا ربّ اِس سے بھی زیادہ قریب راہ ہدایت کی۔

نبی اکرم ﷺ سے جب اصحابِ کہف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اِس کا جواب کل دوں گا لیکن آپ ﷺ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اِن آیات میں آپ ﷺ اور امت کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے کا وعدہ یا اقرار کرنا ہو تو اِس کے ساتھ ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) کہہ لیا کرو۔ آئندہ کا حال کسی کو نہیں معلوم کہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ پھر زندہ بھی رہا تو وہ کام کر سکے گا یا نہیں۔ لہٰذا مومن کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا دل میں بھی کرے اور زبان سے اِس کا اقرار کرے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اُس کی نگاہ ہو۔ اسباب خواہ کتنے ہی موافق ہوں لیکن کام اُس وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ اگر کبھی بے خیالی میں ان شاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جیسے ہی احساس ہو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور ان شاء اللہ کہہ دیا جائے۔ یہ بھی سامنے رہے کہ معلوم نہیں کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ ہے آیا اُس میں خیر ہے یا کوئی دوسرا کام اِس سے بہتر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حوالے اپنا معاملہ کرتے ہوئے کہا جائے کہ امید ہے وہ اِس معاملے میں صحیح بات اور صحیح طرزِ عمل کی طرف رہنمائی فرمادے گا۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

اصحابِ کہف کی غار میں قیام کی مدت

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ	اور وہ اصحابِ کہف رہے اپنے غار میں تین سو سال
وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾	اور مزید رہے نو سال۔
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا	اے نبیؐ! فرمایئے اللہ بہتر جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے

لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اُسی کے علم میں ہیں زمین اور آسمانوں کے تمام راز
اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ؕ	وہ کیا خوب دیکھنے والا ہے، کیا خوب سننے والا ہے
مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫	نہیں ہے اُن کے لیے اُس کے سوا کوئی دوست
وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾	اور نہ ہی وہ شریک کرتا ہے اپنے حکم کے اختیار میں کسی کو۔

اِن آیات میں اصحابِ کہف کی غار میں سوتے رہنے کی مدت بیان کی گئی۔ یہ مدت شمسی تقویم کے حساب سے تین سو سال اور قمری تقویم کے حساب کے مطابق تین سو نو سال تھی۔ مزید ارشاد ہوا کہ حقیقتِ حال کی کسی کو خبر نہیں۔ اُس کا جاننے والا صرف وہی اللہ ہے جو آسمانوں اور زمین کے سب رازوں کو جاننے والا ہے۔ وہی سب کچھ دیکھنے والا اور سب کچھ سننے والا ہے۔ حاکمیت اور اختیار میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس کی دی ہوئی ہر خبر کو سچ مانو اور اُس کے کیے ہوئے ہر فیصلے کو تسلیم کرو۔ ورنہ کوئی ایسا حمایتی نہ ہو گا جو تمہیں اُس کی پکڑ سے بچا سکے۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

صبر آزما حالات میں داعی کے لیے ہدایات

وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ	اے نبیؐ! تلاوت کرتے رہیے جو وحی کیا جاتا ہے آپؐ کی طرف آپؐ کے رب کی کتاب میں سے
لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ	کوئی بدلنے والا نہیں اُس کے ارشادات کا
وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾	اور آپؐ ہر گز نہیں پائیں گے اُس کے سوا کوئی پناہ گاہ
وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ	اور روکے رکھیے اپنے آپ کو اُن کے ساتھ جو پکارتے

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ	ہیں اپنے رب کو صبح و شام
یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ	طلب گار ہیں اُس کی رضا کے
وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ	اور نہ ہٹیں آپؐ کی نگاہیں اُن سے
تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا	کیا آپؐ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت؟
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا	اور نہ مانیے بات اُس کی، غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے
وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ	اور وہ پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی
وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾	اور اُس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

الثلثۃ

مشرکینِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے اصحابِ کہف کی حقیقت دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل بتاؤں گا۔ اِن شاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے پوچھے گئے سوال کا جواب چند روز بعد وحی کیا گیا۔ اِس دوران مشرکین نے آپ ﷺ پر طنز کے تیروں کی بارش کر دی اور آپ ﷺ کو شدید ذہنی اذیت سے دوچار کیا۔ سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کیا کہ ہمارے سوال کا جواب نہ دینا اِس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ سچے رسول نہیں ہیں۔ اِن اذیت ناک حالات میں داعی کو کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے اِن آیات میں حسبِ ذیل رہنمائی عطا کی گئی:

i. قرآنِ حکیم کی سمجھ سمجھ کر تلاوت کی جائے۔ یہ وہ ذکرِ حسین اور رحمت کا امین ہے جس سے انسان کو باطنی اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔

ii. دشمنوں کی ایذا رسانیوں اور سازشوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ عزت یا ذلت اور کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

iii. اللہ تعالیٰ سے مدد اور استقامت کی خصوصی دعا کی جائے کیونکہ قابلِ بھروسا سہارا صرف اور صرف اُسی کا ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں محفوظ پناہ گاہ اُسی کے دامن سے وابستہ ہونا ہے۔

iv. دشمنانِ حق کو تبلیغ تو کی جائے لیکن اُنہیں اتنی اہمیت نہ دی جائے کہ حق قبول کرنے والوں سے غفلت اور اُن کی حق تلفی ہو جائے۔ دنیا داروں کے مطالبے پر ہر گز اُن ایمان لانے والے فقراء کو دور نہ کیا جائے جو صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور ہر وقت اُسی کی رضا کے طلب گار ہیں۔ ایسا کرنے سے محسوس ہو گا کہ شاید داعی کے نزدیک بھی اہمیت مال و دولت کی ہے اور اسی لیے دولت سے محروم ساتھیوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۱

بیان کرو پورا حق، خواہ کوئی مانے یا نہ مانے

وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫	اور فرمایئے حق تمہارے رب ہی کی طرف سے ہے
فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ	پس جو چاہے تو وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے پس وہ کفر کرے
اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ	بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے ظالموں کے لیے وہ آگ
اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ	گھیرے ہوئے ہیں اُنہیں جس کی قناتیں
وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا	اور اگر وہ فریاد کریں گے
يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ	تو اُن کی فریاد رسی کی جائے گی اُس پانی کے ذریعے سے جو کھولتے ہوئے تانبے کی طرح ہو گا
يَشْوِى الْوُجُوْهَ ؕ	وہ بھون ڈالے گا چہروں کو

بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ	بہت ہی برا ہے وہ مشروب
وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾	اور وہ بہت ہی بری آرام گاہ ہے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور عمل کرتے رہے اچھے
اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ ج	بے شک ہم ضائع نہیں کرتے اجر اُن کا جنہوں نے اچھے کیے کام۔
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ	یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رہنے والے باغ ہیں
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ	اُنہیں پہنائے جائیں گے اُن باغوں میں کنگن سونے کے
وَّ یَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ	اور وہ پہنیں گے لباس سبز رنگ کا باریک اور دبیز ریشم کا
مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ	تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں مزین تختوں پر
نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع	کتنا اچھا ہے یہ بدلہ اور کتنی عمدہ ہے یہ آرام گاہ۔

ع ۹/۱۶

یہ آیات پیغام دے رہی ہیں کہ تبلیغ کے دوران پورا حق بغیر کسی کمی یا بیشی کے بیان کر دیا جائے۔ لوگوں کو راضی رکھنے کے لیے نہ حق میں ترمیم کی جائے، نہ اُس کے کسی حصے کو چھپایا جائے اور نہ ہی باطل سے کوئی مصالحت کی جائے۔ داعی کا کام حق پہنچانا ہے، لوگوں سے حق منوانا نہیں۔ لوگوں کو قریب لانے کے لیے دعوتِ حق کے وقار کو ہرگز مجروح نہ کیا جائے۔ جو مکمل حق کو قبول نہیں کرے گا وہ جہنم کے ہولناک عذاب سے دوچار ہو گا۔ جو حق قبول کر کے اُس کا ساتھ دے گا وہ جنت کی ہمیشہ ہمیش کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گا۔

آیات ۳۲تا۳۶

دنیاداری کے مغالطے

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ	اے نبیؐ! بیان فرمایئے اُن کے لیے مثال دو آدمیوں کی
جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ	ہم نے دیے تھے اُن دونوں میں سے ایک کو دو باغ انگوروں کے
وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ	اور ہم نے باڑ بنا دی تھی اُن دونوں کے گرد کھجور (کے درختوں) کی
وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾	اور اُ گا دی تھی اُن دونوں کے درمیان کھیتی۔
كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا	یہ دونوں باغ دیتے تھے اپنا پھل
وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا	اور کمی نہ کرتے تھے اُس میں کچھ بھی
وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾	اور ہم نے جاری کر دی تھی اُن دونوں کے درمیان سے ایک نہر۔
وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ	اور تھے اُس کے لیے اور بھی اموال
فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ	تو اُس نے کہا اپنے ساتھی سے
وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ	اور وہ اُس سے بحث کر رہا تھا
اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾	میں زیادہ ہوں تم سے مال میں اور باعزت ہوں نفری کے

	اعتبار سے۔
وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ	اور وہ داخل ہوا اپنے باغ میں اِس حال میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا
قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾	کہنے لگا میں خیال نہیں کرتا کہ برباد ہو گا یہ باغ کبھی بھی۔
وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ	اور میں یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ کبھی قیامت بھی برپا ہو گی
وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ	اور اگر بالفرض مجھے لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف
لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۚ﴿۳۶﴾	تو یقیناً میں پاؤں گا اِس سے بہتر پلٹنے کی جگہ۔

اِن آیات میں دو افراد کا ایک قصہ بیان ہوا ہے۔ اُن میں سے ایک دنیا دار تھا اور دوسرا دین دار۔ دنیا دار کو اللہ تعالیٰ نے بڑا خوبصورت زرعی فارم عطا کیا تھا۔ اُس زرعی فارم میں انگوروں کے دو باغ تھے جن کو کھجور کے درختوں سے گھیر دیا گیا تھا اس کے درمیان کی زمین پر بھی زراعت تھی۔ دونوں باغوں کے بیچوں بیچ ایک نہر بھی جاری تھی۔ باغات اور کھیتی میں ہر سال بھرپور فصل آتی تھی۔ فارم کی دیکھ بھال کے لیے ایک بڑی نفری موجود تھی۔ مزید یہ کہ دنیادار انسان کو اللہ تعالیٰ نے دیگر مال و اسباب بھی عطا کیا تھا۔ وہ شخص اپنے زرعی فارم میں اِس قدر کھویا ہوا تھا کہ آخرت کی تیاری سے بالکل غافل تھا۔ اُسے جب دین دار ساتھی نے آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کیا تو اُس نے مال و دولت کی فراوانی پر تکبر کیا اپنے ساتھی کو غربت اور مال و اسباب کی کمی کا طعنہ دیا۔ نعمتوں کی فراوانی سے اُس دنیادار کو کئی مغالطے لاحق ہو گئے تھے :

i- یہ زرعی فارم میری دور رس منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے۔ میری دولت اور شان و شوکت کسی کا عطیہ نہیں بلکہ میری قوت و قابلیت کا نتیجہ ہے۔ گویا معاذ اللہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور فضل کا کوئی حصہ نہیں۔

ii- باغات کے گرد کھجوروں کی باڑ لگا کر اور ان کے بیچ سے نہر کھدوا کر میں نے اُن کی حفاظت کے تمام اسباب فراہم کر دیے ہیں اور اب یہ کبھی تباہ نہیں ہوں گے۔ میری دولت لازوال ہے۔ کوئی اُسے مجھ سے چھیننے والا نہیں اور نہ کسی کے سامنے مجھے اِس کا حساب دینا ہے۔ گویا اُس کا بھروسا اسباب پر تھا اللہ تعالیٰ پر نہیں۔

iii- اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہے اور اُس کی رضا کی علامت ہے کہ میرے پاس مال و دولت اور اسباب کی فراوانی ہے۔ اگر آخرت ہوئی تو وہاں بھی مجھے خوب نوازا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ مال و دولت کی فراوانی اللہ تعالیٰ کی رضا اور مال و دولت کی کمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مظاہر نہیں ہیں۔ یہ دونوں صورتیں امتحان کی ہیں۔ پہلا شکر کا امتحان ہے اور دوسرا صبر کا۔

آیات ۳۷ تا ۴۱

دنیاداری کے مغالطوں کی اصلاح

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ	دنیادار سے کہا اُس کے دین دار ساتھی نے
وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ	اور وہ اُس سے بحث کر رہا تھا
اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ	کیا تو نے انکار کیا اُس ہستی کا جس نے تجھے پیدا فرمایا مٹی سے
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ	پھر نطفے سے
ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾	پھر بنا سنوار کر بنایا تجھے مرد۔
لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ	لیکن وہ اللہ ہی میرا رب ہے
وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾	اور میں شریک نہیں کرتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی۔
وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ	اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو داخل ہوا اپنے باغ میں

قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ	تو کہتا وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے
لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ	کوئی قوت نہیں مگر اللہ ہی کے سہارے
اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۳۹﴾	اگر تو نے مجھے دیکھا کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں۔
فَعَسٰى رَبِّیْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ	تو امید ہے میرے رب سے کہ وہ دے دے مجھے کچھ بہتر ہی تیرے باغ سے
وَ يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ	اور بھیج دے اِس باغ پر کوئی آفت آسمان سے
فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾	اور پھر ہو جائے وہ باغ چٹیل میدان۔
اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا	یا ہو جائے اُس کا پانی جذب زمین میں
فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾	پھر تو اِس قابل نہ ہو کہ اُسے واپس لا سکے۔

دنیادار شخص کی طرف سے حقارت آمیز طنز اور مغالطوں پر مبنی دعوے سن کر دین دار شخص نے اُسے راہِ راست پر لانے کی کوشش کی۔ اُس نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے کیوں غافل ہو جس نے تمہیں پیدا کیا اور معذوریوں سے محفوظ رکھا۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے، اللہ تعالیٰ ہی کا عطا کردہ ہے۔ باغات کی حفاظت اسباب سے نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہی ہے۔ اسباب پرستی بھی شرک ہے اور ہمیں اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرو اُس کی یاد کے لیے وقت فارغ کرو اور اُس کے تمام احکام کا پاس کرو۔ مجھے میری غربت پر لعن طعن نہ کرو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے عطا کردہ مال و اسباب چھین لے اور مجھے تمہیں عطا کردہ نعمتوں سے زیادہ بہتر عنایتوں سے سرفراز کر دے۔ بدقسمتی سے دنیادار انسان نے اپنے ساتھی کی طرف سے اصلاح کو قبول نہیں کیا۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

دنیاداری کا عبرتناک انجام

وَ اُحِیْطَ بِثَمَرِہٖ	سمیٹ لیا گیا اُس کا سارا پھل
فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ کَفَّیْہِ عَلٰی مَآ اَنْفَقَ فِیْھَا	پھر وہ ہو گیا اپنے دونوں ہاتھ ملتا ہوا اُس پر جو اُس نے خرچ کیا تھا باغ میں
وَ ھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا	جب کہ وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر
وَ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ ع ۱۳	وہ کہنے لگا اے کاش! میں شریک نہ کرتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو۔
وَ لَمْ تَكُنْ لَّہٗ فِئَۃٌ یَّنْصُرُوْنَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ	اور تھی ہی نہیں اُس کے لیے ایسی جماعت جو اُس کی مدد کرتی اللہ کے مقابلے میں
وَ مَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾	اور نہ ہی وہ بدلہ لینے کے قابل تھا۔
ھُنَالِكَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ ؕ	یہاں پر ہے کل اختیار اللہ سچے کا
ھُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع	وہی بہتر ہے بدلہ دینے میں اور وہ بہتر ہے نتیجہ ظاہر کرنے میں۔

دنیادار شخص نے دین دار شخص کا دل دکھایا اور اُس کی پر خلوص دعوت کو جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اِس کی سزا دی۔ ایک آفت کے نتیجے میں اُس کا باغ تباہ ہو گیا اور اب اُس کی کثیر نفری اُس کی مدد گار نہ بن سکی۔ جن اسباب پر بھروسا کیا تھا وہ کچھ کام نہ آئے۔ حسرت سے کہنے لگا کہ کاش میں نے رب کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ کون سا شرک ہے حالانکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو رب

مانتا تھا؟ یہ ہے مادہ پرستی اور اسباب پرستی کا شرک۔ وہ اللہ تعالیٰ کو محض ایک وجود کی حیثیت سے مانتا تھا۔ اپنے حقیقی مالک، کائنات میں اصل فاعلِ حقیقی اور فرماں روا کی حیثیت سے نہیں مانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک اور دنیا داری کے دھوکے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۵ تا ۴۶

حیاتِ زندگی کی حقیقت

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	اے نبیؐ! بیان فرمایئے اُن کے لیے دنیا کی زندگی کی مثال
كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ	جیسے پانی ہم نے اُسے نازل کیا آسمان سے
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ	تو رل مل کے نکل آیا اُس کے ساتھ زمین کا سبزہ
فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا	پھر وہ ہو گیا چورا
تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ	اُڑائے پھرتی ہیں اُسے ہوائیں
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ	مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی زینت ہیں
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ	اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تمہارے رب کے نزدیک
ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾	بدلے کے اعتبار سے اور بہتر ہیں امید لگانے کے اعتبار سے۔

اِن آیات میں حیاتِ دنیا کو ایک کھیتی سے تشبیہ دی گئی۔ آسمان سے پانی برستا ہے اور اِس کی وجہ سے زمین سے کھیتی اُگتی ہے۔ وہ رفتہ رفتہ اپنے عروج کو پہنچتی ہے۔ پھر سوکھ جاتی ہے اور چورا چورا ہو کر زمین میں مل جاتی ہے۔ کھیتی کی عمر چند مہینے ہوتی ہے اور انسانی زندگی کی چند سال۔ اللہ تعالیٰ انسان کی روح بھیجتا ہے اور یہ خاکی وجود کے ساتھ مل کر انسان کی تکمیل کرتی ہے۔ انسان دنیا میں آتا ہے اور اپنے عروج یعنی جوانی کو پہنچتا ہے۔ رفتہ رفتہ بوڑھا ہوتا ہے اور پھر موت سے دوچار ہو کر سپردِ خاک کر دیا جاتا ہے۔ گویا انسان کا اپنی زندگی پر کوئی اختیار نہیں۔

آئی حیات آئے ، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے، نہ اپنی خوشی سے چلے

مختارِ مطلق ہستی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جس کے ہاتھ میں انسان کی زندگی اور موت ہے۔ مال اور اولاد دنیا میں انسان کے لیے زیب و زینت کا ذریعہ بنتے ہیں لیکن مرنے کے بعد ساتھ نہیں رہتے۔ ساتھ رہنے والا انسان کا عمل ہے۔ نیک اعمال ہی ہیں جن سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں اور جو انسان کے لیے بہترین اجر کا باعث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس دنیا میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۴۹

قیامت کا منظر

وَ یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ	اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو
وَ تَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً	اور تم دیکھو گے زمین کو بالکل صاف میدان
وَّ حَشَرْنٰھُمْ	اور ہم جمع کریں گے اُنہیں
فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾	پھر ہم نہیں چھوڑیں گے اُن میں سے کسی ایک کو بھی۔

وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّكَ صَفًّا ؕ	اور وہ پیش کیے جائیں گے تمہارے رب کے سامنے صف در صف
لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا	(ہم کہیں گے) تم آ ہی گئے ہو ہمارے پاس
كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ	جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار
بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾	لیکن تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم ہر گز مقرر ہی نہیں کریں گے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت۔
وَوُضِعَ الْكِتٰبُ	اور رکھ دیا جائے گا (ہر اک کے سامنے) نامۂ اعمال
فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ	پس تم دیکھو گے مجرموں کو، وہ ڈر رہے ہوں گے اُس سے جو اُس میں ہے
وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ	کہیں گے ہائے ہماری خرابی! کیا ہے اِس کتاب کو
لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً	وہ نہیں چھوڑتی کوئی چھوٹا عمل اور نہ ہی کوئی بڑا عمل
اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ	مگر اُس نے شمار کر رکھا ہے سب کو
وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ	اور وہ پائیں گے جو بھی اُنہوں نے عمل کیا موجود
ع ۶ ۱۸ ۵ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع	اور ظلم نہیں کرے گا تمہارا رب کسی ایک پر بھی۔

یہ آیات روزِ قیامت کا منظر بیان کر رہی ہیں۔ اُس روز پہاڑوں کو بادلوں کی طرح چلا کر اڑا دیا جائے گا۔ زمین چٹیل میدان کی صورت میں ہموار کر دی جائے گی۔ اب حضرت آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک، سب کو زندہ کر کے حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس طرح عہدِ الست کے وقت تمام ارواحِ انسانیہ جمع کی گئیں تھیں اِسی طرح آج دوبارہ تمام انسان ایک ساتھ

جمع ہیں۔ اب ہر انسان کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ مجرم اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ کر پچھتائیں گے۔ وہ حسرت سے کہیں گے کہ اِس میں تو ہر چھوٹا اور بڑا عمل درج ہے۔ البتہ ایسا ہر گز نہ ہو گا کہ کسی نے کوئی جرم نہ کیا ہو اور وہ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جائے اور نہ یہ ہو گا کہ اُس کی کسی نیکی کا اندراج ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس دنیا میں کثرت سے نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے نامۂ اعمال کو سیاہی سے بچانے کی کوشش کر سکیں۔ آمین!

آیات ۵۰ تا ۵۳

شیطان کی پیروی کرنے والوں کا برا انجام

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور یاد کرو جب ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ	تو اُنہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
كَانَ مِنَ الْجِنِّ	وہ تھا جنوں میں سے
فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ	سو اُس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی
اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ	تو کیا تم بناتے ہو اُسے اور اُس کی اولاد کو دوست مجھے چھوڑ کر
وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ	حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں
بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰	برا ہے ظالموں کے لیے بدلہ۔
مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	میں نے حاضر نہیں کیا اُن کو آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں
وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪	اور نہ ہی خود اُن کی اپنی تخلیق میں
وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝۵۱	اور نہ میں بنانے والا ہوں گمراہ کرنے والوں کو مددگار۔

وَ یَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ	اور اُس روز اللہ فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو جنہیں تم (میرا شریک) خیال کرتے تھے
فَدَعَوْهُمْ	تو وہ اُنہیں پکاریں گے
فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ	پس وہ کوئی جواب نہیں دیں گے اُنہیں
وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾	اور ہم حائل کردیں گے اُن کے درمیان ہلاکت کی جگہ۔
وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ	اور دیکھیں گے مجرم آگ کو
فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا	تو وہ خیال کریں گے کہ وہ اُس میں گرنے والے ہیں
وَ لَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع ۱۹	اور وہ نہیں پائیں گے اُس سے بچنے کی جگہ۔

اِن آیات میں قصۂ آدمؑ و ابلیس کا بیان ہے۔ ابلیس جنات میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اُسے حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرو تو اُس نے ایسا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔ وہ اور اُس کی اولاد تمام انسانوں کی ازلی دشمن ہے۔ افسوس یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت نے اپنے اِن دشمنوں کو دوست بنا رکھا ہے اور اِن کی پیروی کر رہے ہیں۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اِس کے بڑے حصے پر شیطانوں کی پیروی کی جارہی ہے۔ انسانوں کی اکثریت نے اطاعت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطانوں کو شریک کر رکھا ہے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ پکار کر کہے گا اے شیطان کی پیروی کرنے والو! پکارو مدد کے لیے اُن معبودوں کو جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر رکھا تھا۔ وہ پکاریں گے لیکن کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب وہ جہنم کو دیکھیں گے اور اِس سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔

آیات ۵۴ تا ۵۶

انسانوں کی اکثریت ہٹ دھرم اور جھگڑالو ہے

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	اور یقیناً ہم نے طرح طرح سے بیان کی ہیں اِس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں
وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾	اور ہے انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑنے والا۔
وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى	اور نہیں روکا لوگوں کو کہ وہ ایمان لے آتے جب آئی اُن کے پاس ہدایت
وَ یَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ	اور بخشش مانگتے اپنے رب سے
اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ	مگر اِس بات نے کہ آئے اُن پر پہلوں کا سا معاملہ
اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾	یا آئے اُن پر عذاب سامنے سے۔
وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ ۚ	اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر
وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ	اور جھگڑا کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا باطل کے ساتھ
لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ	تاکہ وہ کمزور کر دیں اِس کے ذریعہ حق کو
وَ اتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَ مَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾	اور اُنہوں نے بنالیا میری آیات کو اور اُس کو جس سے اُنہیں خبردار کیا گیا تھا مذاق۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآنِ حکیم میں ہر مثال بیان کر دی لیکن انسانوں کی اکثریت نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور جان بوجھ کر حق سے گریز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو لوگوں کو عذاب سے بچانے کی ہر سبیل کی لیکن اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے رخ پھیر کر وقتی لذتوں کو ترجیح دی اور برباد ہونے کی راہ اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار رسول بھیجے لیکن قوموں نے اُن سے جھگڑا کیا اور باطل کے سہارے حق کو دبانے کی کوشش کی۔ رسولوںؑ کی طرف سے بداعمالیوں پر برے عذاب کی وعید کو مذاق سمجھا اور آخر کار برے انجام سے دوچار ہوئے۔

آیات ۵۷ تا ۵۹

سب سے بڑا ظالم کون ہے؟

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ	اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جسے نصیحت کی جائے اُس کے رب کی آیات کے ذریعے
فَاَعْرَضَ عَنْهَا	تو وہ رُخ پھیر لے اُن سے
وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ	اور بھول جائے وہ اعمال جو آگے بھیجے ہیں اُس کے دونوں ہاتھوں نے
اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ	ہم نے ڈال دیے ہیں اُن کے دِلوں پر پردے اِس سے کہ وہ سمجھ سکیں قرآن کو
وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ	اور (رکھ دیے ہیں) اُن کے کانوں میں بوجھ
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى	اور اگر اے نبیؐ! آپ اُن کو بلائیں ہدایت کی طرف
فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝۵۷	تو وہ ہرگز نہیں پائیں گے ہدایت اِس صورت میں کبھی بھی۔

وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ	اور آپؐ کا رب بہت بخشنے والا اور رحمت والا ہے
لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا	اگر وہ پکڑ لیتا اُنہیں اُس پر جو اُنہوں نے کمائی کی
لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ	یقیناً جلدی لے آتا اُن کے لئے عذاب
بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝۵۸	بلکہ اُن کے (پکڑ کے) لیے ایک وعدے کا وقت ہے، وہ ہر گز نہیں پائیں گے اُس سے پناہ کی جگہ۔
وَ تِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا	اور یہ بستیاں ہیں، ہم نے تباہ کر دیا جن کے باشندوں کو جب اُنہوں نے ظلم کیا
وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝۵۹ ع	اور ہم نے طے کر دیا تھا اُن کی ہلاکت کے لیے ایک مقررہ وقت۔

ع ۶

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ سب سے بڑا ظالم وہ ہے جسے قرآن کے ذریعے نصیحت کی جائے لیکن وہ پھر بھی اصلاح پر آمادہ نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی سعادت سے محروم کر دیتا ہے۔ پھر وہ کبھی بھی ہدایت نہیں پاسکتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اِس سے پہلے اُنہیں مہلت دیتا ہے تاکہ اپنی روش پر اظہارِ ندامت کر کے توبہ کر لیں۔ اگر اللہ تعالیٰ مہلت نہ دیتا تو انسانوں کی اکثریت فوری عذاب کا شکار ہو جاتی۔ جن بد نصیبوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ وہ سمجھتے رہے کہ ہم جو چاہیں کرتے رہیں کوئی ہمیں پوچھنے والا نہیں، وہ آخر کار ہلاکت سے دوچار ہوئے۔ مشرکین نے ایسے بد نصیبوں کی تباہ شدہ بستیاں دیکھی ہیں لیکن پھر بھی کفر اور شرک سے باز آنے کے لیے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گناہوں پر سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے' دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ

آیات ۶۰ تا ۸۲ میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ تین ایسے واقعات پر مشتمل ہے جن کے ذریعے ظاہر پرستی کی نفی کی گئی ہے۔ بیان شدہ واقعات کے ظاہر میں شر محسوس ہو رہا تھا لیکن اُن کی حقیقت میں خیر تھی۔ اشیاء کی حقیقت کا علم علم تکوینی کہلاتا ہے۔ اِس علم میں سے کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کو عطا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اِس علم کے کچھ مظاہر حضرت موسیٰؑ کو دکھانا چاہتے تھے۔ اِس کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ایک خاص مقام پر جا کر حضرت خضرؑ سے ملاقات کرنے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰؑ اپنے نوجوان ساتھی حضرت یوشع بن نون کے ساتھ اُس مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ آگے کی داستان آیاتِ قرآنیہ میں بیان ہوئی ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۴

حضرت موسیٰؑ کا حضرت خضرؑ سے ملاقات کے لیے سفر

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ	یاد کرو جب فرمایا موسیٰ ؑ نے اپنے نوجوان ساتھی سے
لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ	میں چلتا ہی رہوں گا یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں دو دریاؤں کے ملاپ کی جگہ پر
اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾	یا میں چلتا رہوں گا مدتوں۔
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا	پس جب وہ دونوں پہنچے دو دریاؤں کے ملاپ کی جگہ پر
نَسِیَا حُوْتَهُمَا	وہ دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو
فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾	بنالیا مچھلی نے اپنا راستہ دریا میں سرنگ کر طرح۔
فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ	پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے فرمایا موسیٰ ؑ نے اپنے

	نوجوان ساتھی سے
اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫	دو ہمیں ہمارا ناشتا
لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا ھٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾	بے شک ہم نے پائی ہے اپنے اِس سفر میں بڑی مشقت۔
قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَآ اِلَی الصَّخْرَۃِ	کہا نوجوان ساتھی نے کیا آپ نے دیکھا جب ہم ٹھہرے تھے چٹان کے پاس
فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ۫	تو بے شک میں بھول گیا مچھلی کو
وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْکُرَهٗ ۚ	اور مجھے نہیں بھلایا اُسے مگر شیطان نے کہ میں ذکر کرتا اُس کا
وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾	اور بنالیا اُس نے اپنا راستہ دریا میں عجیب طرح۔
قَالَ ذٰلِكَ مَا کُنَّا نَبْغِ ۚ	فرمایا موسیٰ ؑ نے وہی تو ہے جسے ہم تلاش کر رہے تھے
فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾	پس وہ دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان پر دیکھتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ سے ملاقات کا حکم دیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ ایک مچھلی اپنے تھیلے میں رکھ لو اور دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ کی طرف سفر کرو۔ جس جگہ یہ مچھلی گم ہو جائے پس وہی جگہ حضرت خضرؑ کے ملنے کی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنے نوجوان ساتھی حضرت یوشع بن نون کے ساتھ سفر پر نکلے۔ ایک چٹان کے پاس آرام کے لیے ٹھہرے اور سو گئے۔ وہاں اچانک مچھلی حرکت میں آئی اور تھیلے سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ حضرت یوشع بن نون نے یہ منظر دیکھا۔ جب حضرت موسیٰؑ بیدار ہوئے تو وہ اُنہیں مچھلی کا عجیب معاملہ بتانا بھول گئے۔ آگے جا کر جب حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھی سے ناشتہ طلب کیا۔ اب حضرت یوشع بن نون کو مچھلی کا واقعہ یاد آیا اور اُنہوں نے آپ کو اُس سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا وہی تو

ہماری منزلِ مقصود ہے۔ پھر وہ اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے واپس آئے اور چٹان کے پاس اُن کی حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت یوشع بن نون وہاں سے رخصت ہو گئے۔

آیات ۶۵ تا ۷۰

حضرت موسیٰؑ کی حضرت خضرؑ کے ساتھ ملاقات

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ	تو اُن دونوں نے پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے
اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا	ہم نے دی تھی اُسے رحمت اپنے پاس سے
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾	اور ہم نے سکھایا تھا اُسے اپنے پاس سے علم۔
قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ	کہا اُس سے موسیٰ ؑ نے کیا میں پیروی کروں آپ کی
عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾	کہ آپ مجھے سکھائیں اُس میں سے جو آپ کو سکھائی گئی ہے رشد و ہدایت۔
قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾	فرمایا خضرؑ نے بے شک آپ ہر گز نہ کر سکیں گے میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر۔
وَكَيْفَ تَصْبِرُ	اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں
عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾	اُس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔
قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا	کہا موسیٰؑ نے آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والا
وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾	اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے حکم کی۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ	فرمایا خضرؑ نے پس اگر آپ نے پیروی کرنی ہے میری
فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ	تومت پوچھیے گا مجھ سے کسی چیز کے بارے میں
حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَکَ مِنْهُ ذِکْرًا ﴿۷۰﴾ ع ۹ ۱۱ ۲۱	یہاں تک کہ میں خود ہی شروع کردوں آپ کے سامنے اُس کا کچھ ذکر۔

حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کو بتایا کہ مجھے آپ کے پاس اِس لیے بھیجا گیا ہے کہ آپ مجھے وہ خاص علم سکھلا دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو آگاہ کیا کہ میرے ساتھ رہتے ہوئے آپ چند ایسے امور دیکھیں گے جن پر صبر کرنا آپ کے لیے ممکن نہ ہو گا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں صبر کروں گا اور آپ کے کہنے کے مطابق چلوں گا۔ حضرت خضرؑ نے جواب دیا کہ جب تک میں کسی معاملہ کی حقیقت نہ بتادوں آپ اِس کے بارے میں سوال نہ کیجیے گا۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

کشتی میں شگاف ڈالنے کا واقعہ

فَانْطَلَقَا ۫ وقفۃ	پس وہ دونوں چل پڑے
حَتّٰٓی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ	یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو خضرؑ نے کشتی میں شگاف ڈال دیا
قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا	کہا موسیٰؑ نے کیا آپ نے شگاف ڈالا ہے اِس میں تاکہ ڈبو دیں اِس کی سواریوں کو
لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾	یقیناً آپ نے کیا ہے عجیب کام۔
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾	فرمایا خضرؑ نے کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ بے شک آپ

	ہر گز نہ کر سکیں گے میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر۔
قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ	کہا موسیٰؑ نے میری گرفت نہ کیجیے اُس پر جو میں بھول گیا
وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾	اور نہ ڈالیے مجھے میرے معاملے میں مشکل میں۔

ابتدائی گفتگو کے بعد حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ نے سفر کا آغاز کیا اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی میں سوار ہونے کے بعد خضرؑ نے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا۔ حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا کہ آپ نے کشتی میں شگاف ڈال کر تمام سواریوں کی جان خطرے میں ڈال دی ہے۔ پانی کی سطح اونچی ہوئی تو وہ کشتی میں داخل ہو جائے گا اور کشتی ڈوب جائے گی۔ آپ کی حرکت تو بڑی نامناسب ہے۔ حضرت خضرؑ نے یاد دلایا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ اِس پر حضرت موسیٰؑ نے عذر پیش کیا کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا تھا لہٰذا آپ مجھ پر سختی نہ کریں۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

لڑکے کو قتل کرنے کا واقعہ

فَانْطَلَقَا ۟ قف	پس وہ دونوں چل پڑے
حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ	یہاں تک کہ دونوں ملے ایک لڑکے سے تو خضرؑ نے اُسے قتل کر دیا
قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ	کہا موسیٰؑ نے کیا آپ نے قتل کر دیا ایک معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾	یقیناً آپ نے کیا ہے برا کام۔
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾	فرمایا خضرؑ نے کیا میں نے نہیں کہا تھا آپ سے کہ بے شک آپ ہر گز نہ کر سکیں گے میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر۔
قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا	کہا موسیٰ ؑ نے اگر میں نے پوچھا آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد
فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ	تو اپنے ساتھ نہ رکھیے گا مجھے
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾	یقیناً آپ پہنچ چکے ہیں میری طرف سے پورے عذر کو۔

کشتی سے اتر کر حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ خشکی پر چلنے لگے۔ اچانک حضرت خضرؑ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں میں کھیل رہا ہے۔ اُنہوں نے اُس لڑکے کو علیحدہ لے جا کر قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فوراً احتجاج کیا کہ آپ نے ایک معصوم جان کو ناحق قتل کر کے ایک بڑے منکر کا ارتکاب کیا ہے۔ حضرت خضرؑ نے دوبارہ یاد دلایا کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ یہ معاملے پہلے معاملہ سے زیادہ سخت ہے اور اب واقعی خاموش رہنا اور صبر کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا کہہ دیا کہ اگر اِس کے بعد میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو آپ مجھے اپنے ساتھ سے الگ کر دیجیے گا۔ آپ میری طرف سے عذر کی حد پر پہنچ چکے ہیں۔

آیات ۷۷ تا ۸۲

ایک بستی میں دیوار سیدھی کرنے کا واقعہ

فَانْطَلَقَا ۟ وقفة	پس وہ دونوں چل پڑے

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا	یہاں تک کہ جب وہ دونوں آئے ایک بستی والوں کے پاس، دونوں نے کھانا مانگا بستی والوں سے
فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا	تو بستی والوں نے انکار کیا کہ وہ مہمان نوازی کریں اُن دونوں کی
فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ	پھر اُنہوں نے پایا وہاں ایک دیوار کو جو گرا چاہتی تھی توخضرؑ نے سیدھا کر دیا اُسے
قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝۷۷	کہا موسیٰؑ نے اگر آپ چاہتے تو ضرور لے لیتے اِس پر کوئی اجرت۔
قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ	فرمایا خضرؑ نے یہ ہے جدائی میرے درمیان اور آپ کے درمیان
سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۷۸	اب میں بتاتا ہوں آپ کو حقیقت اُن باتوں کی، آپ نہیں کر سکے جن پر صبر۔

چلتے چلتے حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ ایک بستی میں پہنچے۔ اُنہوں نے بستی والوں سے مہمان بنالینے کی درخواست کی۔ بستی والوں نے یہ درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس بستی میں ایک گھر کی دیوار بڑی بری حالت میں تھی اور وہ کسی بھی وقت گر سکتی تھی۔ حضرت خضرؑ نے اُس کی مرمت کی اور اُسے بالکل ٹھیک اور سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے تعجب سے کہا کہ آپ نے اِن بخیل بستی والوں کا اتنا بڑا کام بغیر اجرت کے کر دیا! آپ کو تو اِس کا معاوضہ لینا چاہیے تھا۔ اِس پر حضرت خضرؑ نے فرمایا اب ہم مزید ساتھ نہیں چل سکتے۔ البتہ علاحدگی سے پہلے میں آپ کو اُن کاموں کی اصل حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جن پر آپ صبر نہیں کر سکے۔

آیات ۷۹ تا ۸۲

واقعات کی اصل حقیقت

اَمَّا السَّفِیۡنَۃُ فَکَانَتۡ لِمَسٰکِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ فِی الۡبَحۡرِ	وہ جو کشتی تھی تو وہ تھی چند غریبوں کی جو محنت مزدوری کرتے تھے دریا میں
فَاَرَدۡتُّ اَنۡ اَعِیۡبَہَا	سو میں نے چاہا کہ عیب دار کر دوں اُسے
وَ کَانَ وَرَآءَہُمۡ مَّلِکٌ یَّاۡخُذُ کُلَّ سَفِیۡنَۃٍ غَصۡبًا ﴿۷۹﴾	اور اُن کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو پکڑ رہا تھا ہر کشتی کو زبردستی۔
وَ اَمَّا الۡغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤۡمِنَیۡنِ	اور جو لڑکا تھا تو تھے اُس کے والدین مومن
فَخَشِیۡنَاۤ اَنۡ یُّرۡہِقَہُمَا طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ﴿۸۰﴾	پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ مجبور کرے گا اُنہیں سرکشی اور کفر پر۔
فَاَرَدۡنَاۤ اَنۡ یُّبۡدِلَہُمَا رَبُّہُمَا خَیۡرًا مِّنۡہُ زَکٰوۃً وَّ اَقۡرَبَ رُحۡمًا ﴿۸۱﴾	پس ہم نے چاہا کہ بدل کر دے اُنہیں اُن کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اُس سے پاکیزگی میں اور جو زیادہ قریب ہو شفقت و رحم دلی میں۔
وَ اَمَّا الۡجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیۡنِ یَتِیۡمَیۡنِ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ	اور جو دیوار ہے تو وہ تھی دو یتیم لڑکوں کے لیے شہر میں
وَ کَانَ تَحۡتَہٗ کَنۡزٌ لَّہُمَا	اور تھا اُس دیوار کے نیچے خزانہ اُن دونوں کا
وَ کَانَ اَبُوۡہُمَا صَالِحًا ۚ	اور تھے اُن دونوں کے والد نیک

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا	تو چاہا آپ کے رب نے کہ وہ دونوں پہنچ جائیں اپنی سمجھ کی عمر کو
وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ	اور دونوں نکال لیں اپنا خزانہ
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ	یہ سب رحمت ہے آپ کے رب کی طرف سے
وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ	اور میں نے نہیں کیا وہ سب اپنی مرضی سے
ع ۱۲ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۧ ﴿۸۲﴾	یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی، آپ نہیں کر سکے جن پر صبر۔

واقعات کی حقیقت سے پردہ اُٹھاتے ہوئے حضرت خضرؑ نے وضاحت کی کہ بظاہر کشتی میں شگاف ڈالنا غلط تھا لیکن ایک ظالم بادشاہ صحیح سالم کشتیوں کو غصب کرتا ہوا آرہا تھا۔ اگر یہ کشتی سالم ہوتی تو بادشاہ اِسے چھین لیتا۔ گویا ایک تختہ ضائع ہو گیا لیکن پوری کشتی بچ گئی۔ اِسی طرح لڑکے کو مار دینا بظاہر قتلِ ناحق تھا لیکن اِس لڑکے نے بڑے ہو کر اپنے والدین کے لیے وبالِ جان بننا تھا۔ وہ اپنا بھی نامۂ اعمال سیاہ کرتا اور والدین کو بھی غلط کاموں کے لیے مجبور کرتا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے والدین کو اُس سے بہتر بچہ عطا فرمائے گا۔ دیوار کی مرمت کے حوالے سے حضرت خضرؑ نے وضاحت کی کہ اِس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کی وراثت ایک خزانہ کی صورت میں دفن تھی۔ اگر دیوار گر جاتی تو وہ خزانہ بخیل بستی والوں کے ہاتھ آجاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ دیوار سیدھی کرادی تاکہ حق داروں کو اُن کا حق مل جائے۔ آخر میں حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ میں نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ سب اُس کی رحمت کے مظاہر ہیں۔ گویا اِس قصے کے ذریعے واضح کیا گیا کہ واقعات کا ظاہر کچھ ہوتا ہے لیکن اُن کی حقیقت کچھ اور ہوتی ہے ؎

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

اللہ ہمیں ظاہر پرستی سے محفوظ فرمائے اور اشیاء کی اصل حقیقت کو دیکھنے کے لیے حکمت یعنی باطنی بصیرت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۳ تا ۸۴

ذوالقرنین کا تعارف

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ	اور اے نبیؐ! وہ آپؐ سے سوال کرتے ہیں ذوالقرنین کے بارے میں
قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾	فرمایئے میں سناتا ہوں تمہیں اُس کا کچھ ذکر۔
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ	بے شک ہم نے اقتدار دیا تھا اُسے زمین میں
وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾	اور ہم نے عطا کیا تھا اُسے ہر طرح کا ساز وسامان۔

اِن آیات میں ذوالقرنین کا تعارف بیان کیا گیا ہے۔ یہود نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی حقانیت کا امتحان لینے کے لیے قریش کے ذریعے ایک سوال یہ بھی پوچھا تھا کہ ذوالقرنین کون تھے؟ اِس سوال کا جواب سورۂ کہف کی آیات ۸۳ تا ۹۸ میں دیا گیا۔ جواب کو سورۂ مبارکہ کے موضوع کے ساتھ حکیمانہ اسلوب سے جوڑ دیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ دنیا کی زندگی ایک امتحان ہے۔ ذوالقرنین ایک نیک و عادل بادشاہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے مال و اسباب سے نواز کر اُن کا امتحان لیا۔ ذوالقرنین امتحان میں کامیاب ہوئے۔ وہ عیش میں یادِ خدا سے غافل نہ ہوئے اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر کی روش اختیار کی۔ پھر اُنہوں نے نیکی اور عدل کے نظام کی توسیع کے لیے اطراف کے ممالک کی طرف مہم جوئی کا منصوبہ بنایا اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلے۔ اگلی آیات میں اُن کی تین مہمات کا تذکرہ ہے۔ ہر مہم میں جب کسی علاقے پر قبضہ کیا تو لوگوں سے یہی کہا کہ اگر تم نیک رہو گے تو ہم تمہارے ساتھ نرمی کریں گے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو ہم بھی سختی کریں گے اور وہ بھی تمہیں سخت عذاب دے گا۔ دورِ حاضر کے مفسرین کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین ایران کے بادشاہ کیخسرو کا لقب ہے جن کا زمانۂ عروج ۵۴۹ تا ۵۳۹ ق م ہے۔ اُنہوں نے فارس کی دو ریاستوں میڈیا اور پارس کو متحد کر کے عظیم ایرانی ریاست قائم کی۔ دو ریاستوں کو متحد کرنے کی مناسبت سے اپنے تاج میں دو سینگ لگوائے۔ اِسی لیے اُن کا لقب ذوالقرنین ہے یعنی "دو سینگوں والا"۔

آیات ۸۵ تا ۹۱

ذوالقرنین کی دو مہمات کا ذکر

فَاَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾	پھر وہ پیچھے چلا ایک راہ کے (مغرب کی طرف)۔
حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ	یہاں تک کہ وہ پہنچا سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر
وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِیۡ عَیۡنٍ حَمِئَةٍ	اُس نے پایا اُسے کہ وہ غروب ہو رہا ہے ایک دلدلی چشمہ میں
وَّ وَجَدَ عِنۡدَهَا قَوۡمًا ؕ	اور پایا اُس کے پاس ایک قوم کو
قُلۡنَا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ	ہم نے کہا اے ذوالقرنین!
اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ	یا تو یہ ہے کہ تم سزا دو (اُنہیں)
وَ اِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِیۡهِمۡ حُسۡنًا ﴿۸۶﴾	اور یا یہ کہ تم اختیار کرو اُن کے ساتھ بھلائی۔
قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ	کہا ذوالقرنین نے وہ کہ جس نے ظلم کیا
فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ	تو ابھی ہم سزا دیں گے اُسے
ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ	پھر وہ لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف
فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّکۡرًا ﴿۸۷﴾	تو وہ عذاب دے گا اُسے، بہت برا عذاب۔
وَ اَمَّا مَنۡ اٰمَنَ	اور وہ جو ایمان لایا
وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا

فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى ۚ	تو اُس کے لیے بدلے کے طور پر ہے بھلائی
وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾	اور عنقریب ہم حکم دیں گے اُسے اپنے کام میں سے آسانی کا۔
ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾	پھر وہ پیچھے چلا ایک راہ کے (مشرق کی طرف)۔
حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ	یہاں تک کہ وہ پہنچا سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر
وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ	اُس نے پایا اُسے کہ وہ طلوع ہو رہا ہے ایک ایسی قوم پر
لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾	کہ ہم نے نہیں بنائی تھی اُن کے لیے سورج (کی گرمی) سے بچنے کی آڑ۔
كَذٰلِكَ ۭ	اِسی طرح سے ہوا
وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾	اور یقیناً ہم جان چکے تھے جو بھی اُس کے پاس تھی خبر۔

یہ آیات ذوالقرنین کی مغرب اور مشرق کی طرف دو مہمات کا ذکر کر رہی ہیں۔ ذوالقرنین مغرب میں فتوحات کرتے کرتے ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل تک جا پہنچے۔ اُنہوں نے جس قوم پر بھی غلبہ حاصل کیا اُسے ایمان لانے کی دعوت دی۔ ایمان لانے والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا وعدہ کیا اور اُنہیں آخرت کے اچھے بدلے کی بشارت دی۔ ایمان نہ لانے والوں کو سخت برتاؤ کی وعید سنائی۔ مشرق میں ساحلِ مکران تک آئے اور مفتوح اقوام کے ساتھ حسبِ سابق طرزِ عمل اختیار کیا۔

آیات ۹۲ تا ۹۸

ذوالقرنین کی تیسری مہم کا ذکر

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾	پھر وہ پیچھے چلا ایک راہ کے (شمال کی طرف)۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ	یہاں تک کہ جب وہ پہنچا دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان
وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ	اُس نے پایا اُن پہاڑوں کے پیچھے ایک قوم کو
لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾	جو لگتے نہیں تھے کہ سمجھیں کوئی بات۔
قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ	اُنہوں نے کہا اے ذوالقرنین!
اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ	بے شک یاجوج اور ماجوج فساد کرنے والے ہیں زمین میں
فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا	تو کیا ہم مقرر کر دیں آپ کے لیے کچھ خراج
عَلٰۤی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾	اِس پر کہ آپ بنا دیں ہمارے اور اُن کے درمیان ایک دیوار
قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ	کہا ذوالقرنین نے وہ مال و اسباب، اختیار دیا ہے مجھے جس میں میرے رب نے، بہتر ہے
فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ	پس مدد کرو میری افرادی قوت کے ذریعہ
اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ ۙ	تاکہ میں بنا دوں تمہارے اور اُن کے درمیان ایک موٹی دیوار۔
اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ	دو مجھے بڑے ٹکڑے لوہے کے
حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ	یہاں تک کہ جب اُس نے برابر کر دیا دونوں پہاڑی کناروں کے درمیان خلا کو (لوہے کے

	ٹکڑوں سے)
قَالَ انْفُخُوْا ؕ	حکم دیا کہ دہکاؤ آگ
حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ	یہاں تک کہ جب کر دیا لوہے کو بالکل آگ
قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ ؕ	کہا دو مجھے تا کہ میں ڈالوں اِس پر پگھلا ہوا تانبا۔
فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ	سو نہ ہوئے یاجوج ماجوج اِس قابل کہ چڑھ سکتے دیوار پر
وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾	اور نہ ہی وہ اِس قابل ہوئے کہ اِس میں کوئی سوراخ کر سکتے۔
قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ	کہا ذوالقرنین نے یہ رحمت ہے میرے رب کی طرف سے
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ	تو جب آئے گا میرے رب کا وعدہ
جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ	وہ کر دے گا اِسے زمین کے برابر
وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ ؕ	اور ہے میرے رب کا وعدہ سچا۔

اِن آیات میں ذوالقرنین کی تیسری مہم کا ذکر ہے جو شمال کی طرف کاکیشیا کے پہاڑی سلسلوں کی طرف تھی۔ اِس مہم میں ذوالقرنین کو ایسی قوم پر فتح حاصل ہوئی جو یاجوج ماجوج کی لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے عاجز آچکی تھی۔ اِس قوم کی درخواست پر ذوالقرنین نے بغیر کوئی معاوضہ یا خراج لیے لوہے کی گرم چادروں اور پگھلے ہوئے تانبے کے ذریعہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنائی تا کہ یاجوج ماجوج کی آمد کو روکا جاسکے۔ بعض روایات کے مطابق یہ دیوار ۵۰ میل طویل، ۲۹ فٹ بلند اور ۱۰ فٹ موٹی تھی۔ یاجوج ماجوج نہ اِس دیوار کو پھلانگ سکتے تھے اور نہ ہی اِس میں نقب لگا سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے آگاہ کیا کہ یہ دیوار اُسی وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اِس دیوار کو گرا دے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے ہماری کاریگری کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ ہے مادہ پرستی کی نفی جو اِس سورۂ مبارکہ میں بار بار کی گئی۔

یاجوج ماجوج کون ہیں؟

یاجوج ماجوج کے بارے میں مفسرین کی رائے ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حضرت یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ شمالی اقوام ہیں جن میں چینی، روسی، یورپی اور امریکی اقوام شامل ہیں۔ ماضی میں یہ غیر متمدن رہیں اور اکثر متمدن اقوام پر حملہ کر کے قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا ارتکاب کرتی رہیں۔ ہلاکو خان اور چنگیز خان کی درندگی اِس کی ایک مثال ہے۔ موجودہ دور میں متمدن ہونے کے باوجود امریکیوں کی دیگر اقوام کے خلاف سفاکی اور انتہائی وحشیانہ کارروائیاں بھی اِسی کا مظہر ہیں۔

آیات ۹۹ تا ۱۰۱

یاجوج ماجوج کا خروج ... قربِ قیامت کی ایک نشانی

وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ	اور ہم چھوڑیں گے اُن میں سے کچھ کو اُس دن کہ وہ گھس جائیں گے دوسروں میں
وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ	اور پھونکا جائے گا صور میں
فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾	پھر ہم جمع کریں گے اُنہیں سب کے سب کو
وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾	اور ہم سامنے لائیں گے جہنم کو اُس دن کافروں کے لیے بالکل سامنے۔
الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ	وہ کہ تھیں جن کی آنکھیں پردے میں میری یاد سے
ع ۱۹/۲ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ ع	اور نہ وہ توفیق رکھتے تھے سننے کی۔

یہ آیات خبر دے رہی ہیں کہ قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیا جائے گا اور وہ باہم دست و گریباں ہو جائیں گے۔ احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ یہود کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی حکومت قائم ہو گی اور دنیا میں

امن و امان کا دور دورہ ہو گا۔ اُس وقت یاجوج ماجوج کی یلغار ہو گی۔ اُن کی تعداد اِس قدر کثیر ہو گی کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں پر پناہ گزیں ہو جائیں گے۔ وسائل کے حصول کی جنگ میں یاجوج ماجوج ایک دوسرے کے خلاف بر سرِ پیکار ہو جائیں گے اور آخر کار قدرتی آفات سے ہلاکت سے دوچار ہوں گے۔ پھر جب قیامت برپا ہو گی تو جہنم ایسے بد نصیبوں کے سامنے لے آئی جائے گی جن کی آنکھیں حقائق دیکھنے سے محروم ہیں اور جو حق کا پیغام سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ ایسے لوگوں کی سب سے بڑی مثال دورِ حاضر کے سائنس دان ہیں جنہوں نے براہِ راست اللہ تعالیٰ کی بے شمار قدرتوں کا مشاہدہ کیا ہے لیکن پھر بھی اُس پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بقول اقبال ؎

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

آیت ۱۰۲

مشرکین کا گمان غلط ثابت ہو گا

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا	تو کیا سمجھ لیا ہے اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ	کہ وہ بنالیں گے میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی
اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾	بے شک ہم نے تیار کیا ہے جہنم کو کافروں کی مہمانی کے لیے۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ بعض مشرکین فرشتوںؑ یا انبیاءؑ یا اولیاء اللہؒ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اُن کے نام کی نذر و نیاز کر کے سمجھتے ہیں کہ وہ اِن کی دعاؤں کی قبولیت کے لیے وسیلہ بن جائیں گے اور روزِ قیامت اُن کی شفاعت کریں گے۔ ایسا ہر گز نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو مشرکین کی ضیافت کے لیے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۶

سب سے زیادہ خسارے میں کون جائے گا؟

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾	اے نبیؐ! فرمایئے کیا ہم خبر دیں تمہیں سب سے زیادہ خسارہ پانے والوں کی عمل کے لحاظ سے؟
اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	یہ وہ لوگ ہیں کہ ضائع ہو گئیں جن کی محنتیں دنیا کی زندگی میں
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾	جبکہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ بے شک وہ بڑا عمدہ کر رہے ہیں کام۔
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کی آیات اور اُس کی ملاقات کا
فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ	پس ضائع ہو گئے اُن کے اعمال
فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾	تو ہم نہیں رکھیں گے اُن کے لیے روزِ قیامت (اُن کے اعمال میں) وزن۔
ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ	یہ ہے اُن کا بدلہ جہنم
بِمَا كَفَرُوْا	اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے کفر کیا

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾	اور بنالیا میری آیات اور میرے رسولوںؑ کو مذاق۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ سب سے زیادہ خسارے میں ایسے بد نصیب لوگ ہوں گے جن کی ساری محنتیں صرف دنیا کے لیے ہیں اور وہ دنیوی کامیابیوں پر بہت ناز کر رہے ہیں۔ خود کو بڑا عقلمند اور آخرت کے لیے محنت کرنے والوں کو کم تر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے درحقیقت عملی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی اُن آیات کا کفر کیا ہے جو بار بار آگاہ کر رہی ہیں کہ دنیا دھوکے کا سامان ہے اور اصل زندگی آخرت کی ہے۔ اِسی طرح اُنہوں نے آخرت کی تیاری سے غافل ہو کر آخرت کے دن کے حساب کتاب کا بھی عملی اعتبار سے کفر کیا ہے۔ دنیاداری کرتے ہوئے یہ ضمیر کی آواز کو خاموش کرنے کے لیے جو نیکیاں کرتے ہیں وہ قبول نہیں کی جائیں گی اور قیامت کے روز اُن کے ایمان اور اخلاص سے تہی اعمال اِس قابل نہ ہوں گے کہ اُن کا وزن کیا جائے۔ اُن کا ٹھکانا جہنم ہے کیوں کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسولوںؑ کے طرزِ عمل کی پیروی نہیں کی بلکہ اِس معاملے میں لاپروائی اور غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔

آیات ۱۰۷ تا ۱۰۸

جنت کی نعمتوں سے جی نہیں بھرے گا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور عمل کرتے رہے اچھے
كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾	ہوں گے اُن کے لیے فردوس کے باغ مہمانی کے طور پر۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ
لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾	نہیں چاہیں گے وہاں سے کہیں اور جانا۔

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کریں گے اُن کی ضیافت کے لیے فردوس کی جنت ہے۔ فردوس دراصل جنت کا وہ حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے بالکل نیچے ہے۔ جنت میں بہنے والی نہریں فردوس ہی سے پھوٹتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ جنت کی نعمتیں اِس قدر حسین اور مرغوب ہوں گی کہ انسان کبھی بھی اُن سے نہیں اکتائے گا اور نہ ہی کسی تبدیلی کا خواہش مند ہو گا۔

آیت ۱۰۹

اللہ تعالیٰ کے کلمات کا شمار ناممکن ہے

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ	اے نبیؐ! فرمایئے اگر ہو سمندر سیاہی میرے رب کے کلمات (لکھنے) کے لیے
لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ	یقیناً ختم ہو جائے گا سمندر اِس سے پہلے کہ ختم ہوں میرے رب کے کلمات
وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾	اگرچہ ہم لے آئیں اِس جیسا اور سمندر مدد کے لیے۔

یہ آیت اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی شانِ خلاقیت کی عظمت و وسعت بیان کر رہی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر زمین پر موجود سمندر کے پانی کی سیاہی بنائی جائے اور مزید اتنی ہی سیاہی اور فراہم کر لی جائے۔ پھر اِس سیاہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے کلمات تحریر کیے جائیں تو سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات کی تحریر مکمل نہ ہو سکے گی۔ کائنات میں ہر مخلوق پہلی بار اللہ تعالیٰ کے کلمۂ کن سے وجود میں آتی ہے۔ اُس کی مخلوقات مسلسل دریافت ہو رہی ہیں۔ بقول اقبال ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

لہٰذا ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کو شمار کیا جاسکے اور ضبطِ تحریر میں لایا جاسکے۔

آیت ۱۱۰

نبی اکرم ﷺ کی بشریت کا اعلان ... شرک کا سدِباب

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک میں انسان ہی ہوں تمہاری طرح
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	وحی کیا جاتا ہے میری طرف کہ بے شک تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ	پس جو کوئی امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا	تو اُسے چاہیے کہ وہ عمل کرے اچھا
وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۲ ۹ ۳	اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ وہ بھی دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے نبی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بار بار نبی اکرم ﷺ کی بشریت کو نمایاں نہ کیا ہوتا تو ہم بھی آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیتے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ یہ ظلم کیا۔ سابقہ امتوں کی اِس گمراہی کی اصلاح آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے آکر کر دی۔ اگر ہم یہ ظلم کرتے تو پھر کون اصلاح کرتا؟ اِس آیت میں مزید فرمایا کہ اصل معبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اچھے اعمال کیے جائیں اور اُس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے یعنی اللہ کی مکمل اطاعت کی جائے اور اُس سے سب سے بڑھ کر محبت کی جائے۔ مخلوق کی اطاعت اُس کی اطاعت کے تابع ہو اور کسی کی محبت اُس کی محبت کے برابر نہ ہونے پائے۔

سورۃ مریم

انبیاءؑ پر انعامات کے بیان والی سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ میں دس انبیاء کرامؑ پر اللہ تعالیٰ کے مختلف انعامات کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنۡ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَ مِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ وَّ مِنۡ ذُرِّيَّةِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اِسۡرَآءِيۡلَ وَ مِمَّنۡ هَدَيۡنَا وَ اجۡتَبَيۡنَا (مریم:۵۸)

" یہ وہ لوگ ہیں، انعام فرمایا اللہ نے جن پر انبیاءؑ میں سے ، یہ تھے آدمؑ کی اولاد میں سے اور کچھ تھے اُن میں سے جنہیں ہم نے سوار کیا تھا (کشتی میں) نوحؑ کے ساتھ اور کچھ تھے ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی اولاد میں سے اور تھے اُن میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا"۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵۸ — انبیاء کرامؑ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات
- آیات ۵۹ تا ۶۳ — برے اور اچھے لوگوں کا انجام
- آیات ۶۴ تا ۶۵ — حضرت جبرائیلؑ کا نبی اکرم ﷺ سے خطاب
- آیات ۶۶ تا ۹۸ — مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۶

حضرت زکریاؑ کی رقت آمیز دعا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝۱	کاف۔ہا۔یا۔عین۔صاد۔

ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا ۚ ﴿۲﴾	اے نبیؐ! یہ ذکر ہے آپؐ کے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریاؑ پر۔
اِذۡ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾	جب اُنہوں نے پکارا اپنے رب کو دھیمی آواز سے۔
قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّىۡ	عرض کی اے میرے رب! بے شک کمزور ہو گئی ہیں ہڈیاں میری
وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَيۡبًا	اور چمک اٹھا ہے (سفید ہو کر) سر بڑھاپے سے
وَّلَمۡ اَكُنۡ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾	اور میں ہوا ہی نہیں تجھ سے مانگ کر اے میرے رب! کبھی نامراد۔
وَاِنِّىۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِىَ مِنۡ وَّرَآءِىۡ	اور بے شک میں ڈرتا ہوں اپنے رشتے داروں سے اپنے بعد
وَكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا	اور ہے میری بیوی بانجھ
فَهَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۙ ﴿۵﴾	پس عطا فرما مجھے اپنے پاس سے ایک وارث۔
يَّرِثُنِىۡ وَيَرِثُ مِنۡ اٰلِ يَعۡقُوۡبَ ۖ	جو وارث ہو میرا اور آلِ یعقوب کا
وَاجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾	اور بنا دے اُسے اے میرے رب! پسندیدہ بندہ۔

اِن آیات میں حضرت زکریاؑ کی اللہ تعالیٰ سے رقت آمیز مناجات کا ذکر ہے۔ حضرت زکریاؑ نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے پہلے اِس یقین کا اظہار کیا کہ اے میرے رب! میں تجھ سے مانگ کر کبھی بھی محروم نہیں رہا۔ اِس کے بعد التجا کی کہ میں بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے بعد بھی دعوتِ حق کی تبلیغ کا مشن جاری رہے۔ میرے رشتے داروں میں مجھے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو یہ سعادت حاصل کر سکے۔ میری بیوی بانجھ ہے اور اسباب کی رُو سے اولاد کی نعمت ملنا ناممکن

نظر آتا ہے۔ اے میرے رب! تو اسباب کے بغیر بھی عطا فرما سکتا ہے۔ مجھے نیک سیرت بیٹا عطا فرما جو میرے اور آلِ یعقوب کے مشن یعنی حق کی دعوت کو عام کرنے کے عظیم کام کو میرے بعد جاری و ساری رکھے۔

آیات ۷ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے محروم نہیں رہتے

یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۣ اسۡمُہٗ یَحۡیٰی ۙ	اے زکریاؑ! بے شک ہم بشارت دیتے ہیں تجھے ایک ایسے لڑکے کی جس کا نام ہو گا یحییٰ
لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا ۝۷	اور ہم نے پیدا نہیں کیا اُس کا اِس سے پہلے کوئی ہم نام۔
قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ	عرض کی زکریاؑ نے اے میرے رب! کیسے ہو گا میرے ہاں بیٹا
وَّ کَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا	حالاں کہ میری بیوی بانجھ ہے
وَّ قَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡکِبَرِ عِتِیًّا ۝۸	اور میں خود پہنچ گیا ہوں بڑھاپے کی انتہا کو۔
قَالَ کَذٰلِکَ ۚ	فرمایا اللہ نے ایسا ہی ہو گا
قَالَ رَبُّکَ ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ	فرمایا ہے تیرے رب نے وہ (بچہ عطا کرنا) میرے لیے آسان ہے
وَّ قَدۡ خَلَقۡتُکَ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ تَکُ شَیۡئًا ۝۹	اور یقیناً میں نے پیدا کیا تجھے اِس سے پہلے جبکہ تو نہیں تھا کچھ بھی۔
قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً ؕ	عرض کی زکریاؑ نے اے میرے رب! مقرر فرما دے

	میرے لیے کوئی نشانی
قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾	فرمایا اللہ نے تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم بات نہیں کر سکو گے لوگوں سے تین راتیں تندرست ہوتے ہوئے بھی۔
فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ	پس آپؑ نکل کر آئے اپنی قوم کی طرف اپنے حجرے سے
فَاَوۡحٰۤی اِلَیۡہِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُکۡرَۃً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾	پھر اشارہ کیا اُنہیں کہ تسبیح کرو (اپنے رب کی) صبح اور شام۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی دعا قبول فرمائی۔ اُنہیں امتیازی صفات والے سعادت مند بیٹے کی بشارت دی اور ایک ایسا انوکھا نام بھی بتا دیا جو اِس سے پہلے کسی آدمی کا نہیں رکھا گیا تھا یعنی "یحییٰ"۔ حضرت زکریاؑ نے تعجب سے پوچھا کہ میرے گھر میں یہ رونق کیسے آئے گی جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے یہ تعجب اِس لیے نہ تھا کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک تھا، بلکہ یہ انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ کوئی غیر معمولی خوشخبری سنتا ہے تو مزید اطمینان کے لیے اُس کی توثیق چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میرے لیے بغیر اسباب کے بھی کوئی کام کر دینا آسان ہے۔ پھر حضرت زکریاؑ کے دریافت کرنے پر اُنہیں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جب تندرست ہونے کے باجود آپؑ لوگوں سے گفتگو نہ کر سکیں تو یہی وہ وقت ہو گا جب حضرت یحییٰؑ کی ولادت ہو گی۔ چنانچہ جب وہ وقت آ گیا تو آپؑ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے اور دوسروں کو بھی اشارہ سے تاکید کر دی کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہیں اور اُس کا شکر ادا کرنے میں اُن کے ساتھ شریک ہوں۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

حضرت یحییٰؑ کی عظمت

یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ	اے یحییٰ! پکڑ لو کتاب کو مضبوطی سے
وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ۙ	اور ہم نے عطا فرمائی اُنہیں دانائی بچپن میں۔

وَّ حَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ زَکٰوۃً ؕ	اور (عطافرمائی) نرم دلی اپنے پاس سے اور پاکیزگی
وَ کَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾	اور وہ تھے پرہیزگار۔
وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیۡہِ	اور وہ حسنِ سلوک کرنے والے تھے اپنے ماں باپ کے ساتھ
وَ لَمۡ یَکُنۡ جَبَّارًا عَصِیًّا ﴿۱۴﴾	اور نہ تھے سرکش، نافرمان۔
وَ السَّلٰمُ عَلَیۡہِ یَوۡمَ وُلِدَ	اور سلامتی ہے اُن پر جس روز اُنہیں پیدا کیا گیا
وَ یَوۡمَ یَمُوۡتُ	اور جس روز وہ وفات پائیں گے
وَ یَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ ع	اور جس روز اُنہیں اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔

یہ آیات حضرت یحییٰؑ کی عظمت سے آگاہ کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں شریعت پر پوری پابندی سے عمل کرنے اور دوسروں تک اِس کی تعلیمات پورے جذبے کے ساتھ پہنچانے کی تلقین فرمائی۔ اُن کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ اُنہیں بچپن ہی سے دانائی اور معاملہ فہمی کی صلاحیت عطا کی گئی۔ وہ انتہائی نرم مزاج، پاکیزہ کردار کے حامل اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ والدین کے لاڈ پیار کے باوجود اُن سے حسنِ سلوک کرنے والے اور ہر طرح کی سرکشی و نافرمانی سے بچنے والے تھے۔ ولادت سے لے کر وفات تک اُن پر سلامتی چھائی رہی اور روزِ قیامت بھی وہ سلامتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

آیات ۱۶ تا ۲۱

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کی بشارت

وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مَرۡیَمَ ۘ	اور اے نبیؐ! ذکر کیجیے کتاب میں سے مریم کا
اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَہۡلِہَا مَکَانًا شَرۡقِیًّا ﴿۱۶﴾ۙ	جب وہ جدا ہوئیں اپنے گھر والوں سے ایک ایسی جگہ

وقف لازم

	کی طرف جو مشرق میں تھی۔
فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۫	پھر اُنھوں نے اختیار کر لیا اُن کی طرف سے پردہ
فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا	اور پھر ہم نے بھیجا ان کی طرف اپنی روح (جبرائیلؑ) کو
فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾	تو جبرائیلؑ نے صورت اختیار کی اُن کے سامنے ایک مکمل انسان کی۔
قَالَتۡ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ	فرمایا مریم نے بے شک میں پناہ طلب کرتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے
اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾	اگر تو پرہیز گار ہے۔
قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ ۖ	فرمایا جبرائیلؑ نے بے شک میں تو بھیجا ہوا ہوں آپ کے رب کی طرف سے
لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾	تاکہ میں عطا کروں آپ کو ایک پاکیزہ لڑکا۔
قَالَتۡ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ	فرمایا مریم نے کیسے ہوگا میرے ہاں لڑکا
وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِىۡ بَشَرٌ	جبکہ چھوا ہی نہیں مجھے کسی انسان نے
وَّلَمۡ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ الربع	اور نہ ہی ہوں میں بدکار۔
قَالَ كَذٰلِكِ ۚ	فرمایا جبرائیلؑ نے ایسا ہی ہوگا
قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۚ	فرمایا ہے آپ کے رب نے کہ وہ میرے لیے آسان ہے
وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ	اور تاکہ ہم بنا دیں اُسے نشانی لوگوں کے لیے

وَ رَحۡمَةً مِّنَّا ۚ	اور (بنادیں) رحمت اپنی طرف سے
وَ كَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا ﴿۲۱﴾	اور یہ ایک ایسا کام ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اِن آیات میں حضرت مریم سلامٌ علیھا کو حضرت عیسیٰؑ کی بغیر والد کے معجزانہ ولادت کی بشارت دی گئی۔ حضرت مریم سلامٌ علیھا کو جب حضرت جبرائیلؑ نے انسانی صورت میں آکر یہ بشارت دی تو حضرت مریم سلامٌ علیھا حیران ہو گئیں۔ اُنہوں نے تعجب سے پوچھا کہ میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہو گا جب کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا؟ حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ آپ کے رب کے لیے ایسا کرنا آسان ہے۔ آپ کا بیٹا رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی بن جائے گا اور نوعِ انسانی کے لیے رحمت ثابت ہو گا۔

آیات ۲۲ تا ۲۶

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کا ذکر

فَحَمَلَتۡهُ	پھر جب مریم حاملہ ہوئیں اُس بچہ سے
فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾	تو وہ الگ چلی گئیں اُس کے ساتھ ایک دور کی جگہ پر۔
فَاَجَآءَهَا الۡمَخَاضُ اِلٰى جِذۡعِ النَّخۡلَةِ ۚ	پھر لے آیا اُنہیں دردِ زہ ایک کھجور کے تنے کے پاس
قَالَتۡ يٰلَيۡتَنِىۡ مِتُّ قَبۡلَ هٰذَا	کہنے لگیں اے کاش! میں مر چکی ہوتی اِس سے پہلے
وَ كُنۡتُ نَسۡيًا مَّنۡسِيًّا ﴿۲۳﴾	اور ہو جاتی بھولی بسری۔
فَنَادٰٮهَا مِنۡ تَحۡتِهَاۤ	تو پکارا اُنہیں (فرشتے نے) اُن کے نیچے سے
اَلَّا تَحۡزَنِىۡ	کہ آپ غمگین نہ ہوں

قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾	یقیناً جاری کر دیا ہے آپ کے رب نے آپ کے نیچے سے ایک چشمہ۔
وَ هُزِّيۡۤ اِلَيۡكِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ	اور ہلایئے اپنی طرف کھجور کے تنے کو
تُسٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾	وہ گرائے گا آپ پر پکی کھجوریں۔
فَكُلِىۡ وَ اشۡرَبِىۡ	پس کھایئے اور پیجیے
وَ قَرِّىۡ عَيۡنًا ۚ	اور ٹھنڈا کیجیے آنکھوں کو (بچے کو دیکھ کر)
فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ	پھر اگر آپ دیکھیں انسانوں میں سے کسی کو
فَقُوۡلِىۡۤ اِنِّىۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا	تو کہیے (اشارے سے) بے شک میں نے نذر مانی ہے رحمٰن کے لیے روزے کی
فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡيَوۡمَ اِنۡسِيًّا ۚ ﴿۲۶﴾	پس میں ہر گز بات نہ کروں گی آج کسی انسان سے۔

جب حضرت مریم سلامٌ علیھا کو حمل ٹھہر گیا تو لوگوں کی طرف سے الزامات و ملامت کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا آپ ایک دور کے مقام پر منتقل ہو گئیں۔ پھر جب حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ اِس بات سے غمگین تھیں کہ اِس بچہ کو لے کر لوگوں میں کیسے جائیں گی اور اُن کا سامنا کیسے کریں گی۔ حضرت جبرائیل نے اُنہیں تسلی دی کہ آپ غمگین نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کھانے کے لیے تازہ پکی کھجوروں اور پینے کے لیے ایک چشمہ جاری کر کے ٹھنڈے پانی کا انتظام کر دیا ہے۔ کھجوریں کھایئے، پانی نوش فرمایئے اور بچہ کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کیجیے۔ پھر اِسے لے کر لوگوں کے پاس جایئے۔ جب وہ اِس کے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ اُنہیں اشارے سے بتادیں کہ میں نے ایسا روزہ رکھا ہے جس میں بولنے پر بھی پابندی ہے۔ جو سوال کرنا ہو اِسی بچے سے پوچھو۔

آیات ۲۷ تا ۳۶

ماں کی گود میں حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ گفتگو

فَاَتَتۡ بِہٖ قَوۡمَہَا تَحۡمِلُہٗ	پھر مریم آئیں بچے کے ساتھ اپنی قوم کے پاس اٹھائے ہوئے اُسے
قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡئًا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾	لوگوں نے کہا اے مریمؑ! یقیناً تم نے تو کی ہے بڑی عجیب حرکت
یٰۤاُخۡتَ ہٰرُوۡنَ	اے ہارون کی بہن!
مَا کَانَ اَبُوۡکِ امۡرَاَ سَوۡءٍ	نہیں تھے تمہارے والد برے آدمی
وَّ مَا کَانَتۡ اُمُّکِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾	اور نہ ہی تھیں تمہاری والدہ بدکار۔
فَاَشَارَتۡ اِلَیۡہِ	پھر اشارہ کیا مریم نے بچے کی طرف
قَالُوۡا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾	لوگوں نے کہا ہم کیسے بات کریں اُس سے جو گود میں ہے بچہ۔
قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ	فرمایا عیسیٰؑ نے بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں
اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ	اُس نے عطا کی ہے مجھے کتاب
وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾	اور بنایا ہے مجھے نبی۔
وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ	اور بنایا ہے مجھے بابرکت جہاں کہیں بھی میں ہوں

وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ	اور وصیت کی ہے مجھے نماز کی اور زکوٰۃ کی
مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾	جب تک میں زندہ رہوں۔
وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫	اور میں حسن سلوک کرنے والا ہوں اپنی والدہ کے ساتھ
وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾	اور اللہ نے نہیں بنایا مجھے سرکش، نامراد۔
وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ	اور سلامتی ہے مجھ پر جس روز میں پیدا کیا گیا
وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ	اور جس روز میں وفات پاؤں گا
وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾	اور جس روز میں اٹھایا جاؤں گا زندہ کر کے۔
ذٰلِکَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ ۚ	یہ ہیں عیسیٰؑ بن مریم
قَوۡلَ الۡحَقِّ الَّذِیۡ فِیۡہِ یَمۡتَرُوۡنَ ﴿۳۴﴾	سچی بات ہے جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔
مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ۙ	نہیں ہے اللہ کو ضرورت کہ وہ بنائے کسی کو بیٹا
سُبۡحٰنَہٗ ؕ	وہ تو پاک ہے
اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا	جب وہ فیصلہ فرماتا ہے کسی کام کا
فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ	تو بے شک وہ تو یہی کہتا ہے اُس کے لیے کہ ہو جا
فَیَکُوۡنُ ﴿۳۵﴾ ؕ	تو پھر وہ ہو جاتا ہے۔
وَ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبُّکُمۡ	اور بے شک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے

فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ	پس عبادت کرو اُسی کی
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿۳۶﴾	یہ سیدھا راستہ ہے۔

اِن آیات میں وہ منظر بیان کیا گیا جب حضرت مریم سلامٌ علیھا، حضرت عیسیٰؑ کو گود میں لیے اپنی قوم کے پاس جاتی ہیں۔ قوم نے حضرت مریم سلامٌ علیھا کے بارے میں گناہ کا گمان کیا لیکن اُنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے گود میں معجزانہ طور پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ وہ مجھے نبوت اور کتاب عطا فرمائے گا۔ اُس نے مجھے ہر اعتبار سے برکات سے نوازا۔ مجھے نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ مجھے اعلیٰ اخلاق سے مزین فرمایا۔ مجھے ولادت تا موت سلامتی سے سرفراز کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ جنسی خواہشات اور اولاد کی ضرورت سے پاک ہے۔ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ کام ہو جاتا ہے۔ وہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی۔ لہٰذا اُسی کی بندگی کرو، سیدھا راستہ یہی ہے۔

آیات ۳۷ تا ۴۰

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف کرنے والوں کا انجام

فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَيۡنِهِمۡ ۚ	پھر اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں
فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ مَّشۡهَدِ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۳۷﴾	تو ہلاکت ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا ایک بڑے دن کی حاضری کے وقت۔
اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَ اَبۡصِرۡ	(اُس دن) وہ خوب سننے والے ہوں گے اور خوب دیکھنے والے ہوں گے
يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا	جس دن وہ آئیں گے ہمارے پاس
لٰكِنِ الظّٰلِمُوۡنَ الۡيَوۡمَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۸﴾	لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ اِذۡ قُضِیَ الۡاَمۡرُ ۘ	اے نبیؐ! خبردار کیجیے اُنہیں حسرت کے دن سے جب معاملہ چکا دیا جائے گا
وَ هُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ	اور وہ غفلت میں ہیں
وَّ هُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۹﴾	اور وہ ایمان نہیں لا رہے۔
اِنَّا نَحۡنُ نَرِثُ الۡاَرۡضَ وَ مَنۡ عَلَیۡهَا	بے شک ہم ہی وارث ہیں زمین کے اور اُس کے بھی جو اِس پر ہے
ع ۲ ۲۵ ۵ وَ اِلَیۡنَا یُرۡجَعُوۡنَ ﴿۴۰﴾ ع	اور وہ ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے۔

وقف لازم

اِن آیات میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اختلاف کرنے والے گمراہوں کے برے انجام کا ذکر ہے۔ کوئی اُن کی معجزانہ ولادت کا انکاری ہے، کوئی اُن کی نبوت کو نہیں مانتا اور کوئی معاذاللہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے رہا ہے۔ آگاہ کیا گیا کہ روزِ قیامت ایسے لوگوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ آج وہ حق سننے اور دیکھنے کے لیے تیار نہیں لیکن اُس روز اللہ تعالیٰ کا اختلافات کے حوالے سے حتمی فیصلہ خوب سنیں گے اور اپنا سیاہ نامۂ اعمال اور پھر برا انجام خوب دیکھیں گے۔ اُس روز اُنہیں اپنے اِس اختلاف پر شدید ترین حسرت ہو گی۔ وہ جان لیں کہ اُنہیں آخر کار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جوابدہی کرنی ہے۔ بہتر ہے کہ غفلت سے نکل آئیں اور اس بات کو تسلیم کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، وہ اسباب کا پابند نہیں ہے اور بغیر والد کے بھی کسی انسان کو پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کی کوئی اولاد نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اور وہی معبودِ واحد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے

سورۂ نساء آیت ۶۹ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے چار ہیں۔ صالحین، شہداء، صدیقین اور انبیاءؑ۔ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والے نیک بندوں کا ابتدائی درجہ صالحین کا ہوتا ہے۔ اِن میں ایسے لوگ جن کے مزاج میں جوش اور حرکت ہو وہ دین حق کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے سرگرمی سے محنت کرتے کرتے شہداء کا درجہ پا لیتے ہیں۔ اِسی طرح وہ لوگ جن کا مزاج غور و فکر

کرنے والا ہوتا ہے، وہ اپنے من میں ڈوب کر زندگی کا سراغ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور زندگی اور کائنات کے حقائق پر غور کر کے معرفتِ حق کے حصول کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صدیقین کا مقام و مرتبہ پاتے ہیں۔ انبیاءؑ کا درجہ سب سے بلند تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی صدیقین میں سے کسی کو نبی کا مرتبہ عطا فرمایا اور کبھی شہداء میں سے۔ اگلی آیات میں ارشاد ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ادریسؑ صدیق نبی تھے اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ رسول نبی تھے۔ شہید مزاج کے نبی کے لیے رسول نبی کے الفاظ آئے ہیں کیونکہ رسول کا مقصد لوگوں کے سامنے حق کی شہادت دینا ہوتا ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۵

ابراہیمؑ کا والد کو تبلیغ کا حکیمانہ اسلوب

حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے حق کی دعوت اپنے والد کے لیے

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِبۡرٰہِیۡمَ ؕ	اے نبیؐ! ذکر کیجیے کتاب میں سے ابراہیمؑ کا
اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ﴿۴۱﴾	بے شک وہ صدیق نبی تھے۔
اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ	جب اُنہوں نے کہا اپنے والد سے
یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ	اے میرے والد! آپ کیوں عبادت کرتے ہیں اُس کی جو نہ سنتا ہے
وَّلَا یُبۡصِرُ	اور نہ دیکھتا ہے
وَّلَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا ﴿۴۲﴾	اور نہ کام آ سکتا ہے آپ کے کچھ بھی۔
یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ	اے میرے والد! بے شک یقیناً آ چکا ہے میرے پاس وہ علم

مَا لَمۡ یَاۡتِكَ	جو نہیں آیا آپ کے پاس
فَاتَّبِعۡنِیۡۤ	پس آپ پیروی کیجیے میری
اَهۡدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ﴿۴۳﴾	میں رہنمائی کروں گا آپ کی سیدھے راستے کی طرف۔
یٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ ؕ	اے میرے والد! بندگی نہ کیجیے شیطان کی
اِنَّ الشَّیۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾	بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔
یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ	اے میرے والد! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ کہیں پہنچے آپ کو عذاب رحمٰن کی طرف سے
فَتَكُوۡنَ لِلشَّیۡطٰنِ وَلِیًّا ﴿۴۵﴾	پھر آپ ہو جائیں شیطان کے ساتھی۔

حضرت ابراہیمؑ حقائق پر غور و فکر کرنے والے صدیق مزاج کے نبی تھے۔ یہ آیات اُن کی اپنے والد کے سامنے بڑے حکیمانہ اسلوب اور انداز میں حق کی دعوت پیش کرنے کا ذکر کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے والد کے ادب و احترام کو پوری طرح سے ملحوظ رکھا البتہ حق کے بیان کے سلسلے میں کسی قسم کی نرمی یا لچک کا مظاہرہ نہیں کیا۔ گویا اُن کا اندازِ بیان نرم لیکن موقف سخت تھا۔ بار بار والد کو محبت کے الفاظ یعنی یا اَبت (اے میرے والد) کہہ کر پکارا۔ کوئی لفظ ایسا استعمال نہیں کیا جس سے والد کی توہین یا دل آزاری ہو۔ اُسے گمراہ، کافر یا مشرک نہیں کہا۔ اُس کے سامنے بے جان بتوں کی بے بسی ظاہر فرمائی۔ اُس پر واضح کیا کہ بتوں کی پوجا دراصل شیطان کی عبادت یعنی اُس کی اطاعت ہے۔ پھر آخر میں اپنے والد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے بدترین انجام سے خبردار کیا۔

آیات ۴۶ تا ۴۸

والد کی دھمکی اور ابراہیمؑ کا مثالی صبر و تحمل

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِیۡ یٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ ۚ	کہا ابرہیمؑ کے والد نے کیا پھرے ہوئے ہو تم میرے

	معبودوں سے اے ابراہیمؑ!
لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّكَ	یقیناً اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور سنگسار کر دوں گا تمہیں
وَاهۡجُرۡنِیۡ مَلِیًّا ﴿۴۶﴾	دُور ہو جاؤ مجھ سے ہمیشہ کے لیے۔
قَالَ سَلٰمٌ عَلَیۡكَ ۚ	فرمایا ابراہیمؑ نے سلامتی ہو آپ پر
سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّیۡ ؕ	میں بخشش مانگوں گا آپ کے لیے اپنے رب سے
اِنَّهٗ كَانَ بِیۡ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾	بے شک وہ ہے مجھ پر بہت مہربان۔
وَاَعۡتَزِلُكُمۡ	اور میں چھوڑ رہا ہوں تمہیں
وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اور اُنہیں بھی جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا
وَاَدۡعُوۡا رَبِّیۡ ۖ	اور میں پکارتا ہوں اپنے رب کو
عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّیۡ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾	امید ہے کہ میں نہیں رہوں گا اپنے رب کو پکار کر نامراد۔

حضرت ابراہیمؑ کی پورے ادب و احترام سے دی گئی دعوت کے جواب میں والد نے اُن پر سخت غصہ کا اظہار کیا، رجم کرنے کی دھمکی دی اور فوری طور پر گھر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیمؑ بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلام کرتے ہوئے گھر سے نکل گئے اور اپنے والد کے لیے ہدایت اور بخشش کی دعا کرنے کا وعدے کیا۔ البتہ صاف صاف اعلان کیا کہ میں شرک کرنے والوں اور تمام معبودانِ باطل سے اعلانِ براءت کرتا ہوں۔ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کروں گا اور اُسی سے دعا کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میں اُس سے مانگ کر محروم نہیں رہوں گا۔ اپنے وعدے کی پاسداری میں حضرت ابراہیمؑ طویل عرصہ تک والد کے

لیے بخشش کی دعا مانگتے رہے۔ البتہ جب اُنہیں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اُن کا والد شرک سے توبہ کیے بغیر مر گیا ہے تو پھر آپ نے اُس سے بیزاری کا اظہار کیا اور اُس کے حق میں دعا مانگنا ترک کر دیا۔

آیات ۴۹ تا ۵۰

ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ	تو جب ابرہیمؑ علاحدہ ہوئے اُن سے
وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۙ	اور اُن سے بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا
وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ ؕ	ہم نے عطا فرمائے اُنہیں اسحاقؑ اور یعقوبؑ
وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾	اور ہر ایک کو ہم نے بنایا نبی۔
وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا	اور ہم نے عطا فرمایا اُنہیں اپنی رحمت سے
ع ۳ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع	اور کر دیا اُن کے حق میں سچائی کا بول بالا۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب مشرکین سے علاحدگی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نیک سیرت افراد کی رفاقت اور نعمت عطا فرمادی۔ حضرت اسحاقؑ جیسا پاکیزہ بیٹا اور حضرت یعقوبؑ جیسا صالح پوتا عنایت فرمایا۔ اِن سب پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور برکات کی بارش کی اور رہتی دنیا تک اُن کے حق میں سچائی کا بول بالا کر دیا۔ اکثر مذاہب کے لوگ اُن سے نسبت پر فخر کرتے رہیں گے اور قیامت تک مسلمان آلِ ابراہیمؑ پر درود و سلام کے نذرانے بھیجتے رہیں گے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

موسیٰؑ اور ہارونؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مُوۡسٰۤی ۫	اے نبیؐ! ذکر کیجیے کتاب میں سے موسیٰؑ کا
اِنَّہٗ کَانَ مُخۡلَصًا	یقیناً وہ چنے ہوئے تھے
وَّ کَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾	اور وہ رسول نبی تھے۔
وَ نَادَیۡنٰہُ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنِ	اور ہم نے پکارا اُنہیں طور پہاڑ کے داہنی جانب سے
وَ قَرَّبۡنٰہُ نَجِیًّا ﴿۵۲﴾	اور قریب کر لیا اُنہیں خاص سرگوشی کے لیے۔
وَ وَہَبۡنَا لَہٗ مِنۡ رَّحۡمَتِنَاۤ	اور ہم نے عطا فرمائے اُنہیں اپنی رحمت سے
اَخَاہُ ہٰرُوۡنَ نَبِیًّا ﴿۵۳﴾	اُن کے بھائی ہارون نبی کے طور پر۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک خاص کرم کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ حرکی مزاج رکھنے والے رسول نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر ہم کلامی کا شرف و اعزاز عطا فرمایا اور اُن سے کچھ راز و نیاز کی گفتگو فرمائی۔ پھر اُن کی درخواست پر، اُن کی مدد کے لیے، اُن کے بھائی حضرت ہارونؑ کو نبوت سے سرفراز فرما کر اپنی رحمت سے نوازا۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

حضرت اسمٰعیلؑ کی تحسین

وَ اذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِسۡمٰعِیۡلَ ۫	اے نبیؐ! ذکر کیجیے کتاب میں سے اسمٰعیلؑ کا
اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ	بے شک وہ وعدے کے سچے تھے

وَ كَانَ رَسُوۡلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾	اور وہ رسول نبی تھے۔
وَ كَانَ يَاۡمُرُ اَهۡلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ ۪	وہ اپنے گھر والوں کو حکم دیا کرتے تھے نماز اور زکوٰۃ کا
وَ كَانَ عِنۡدَ رَبِّهٖ مَرۡضِيًّا ﴿۵۵﴾	اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

یہ آیات حضرت ابراہیمؑ کے بڑے صاحبزادے سیدنا اسمٰعیلؑ کے محاسن بیان کر رہی ہیں۔ وہ اپنے وعدے کے سچے تھے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ جب والد نے اُنہیں بتایا کہ:

اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی (صافات:۱۰۲)

" بلاشبہ میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ بے شک میں ذبح کر رہا ہوں تمہیں تو دیکھو تم کیا رائے رکھتے ہو؟"۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے جواب دیا:

یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ○ (صافات:۱۰۲)

" اے میرے والد! کر گزریے جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ آپ پائیں گے مجھے اگر چاہا اللہ نے صبر کرنے والوں میں سے"۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی اِس بات کو نبھایا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں محفوظ رکھا اور اُن کی جگہ ایک اور قربانی کا فدیہ دیا گیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کا مزید وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے پر راضی تھے، لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اُن سے راضی تھے۔

آیت ۵۶ تا ۵۷

حضرت ادریسؑ کا مقامِ خاص

وَ اذۡكُرۡ فِی الۡكِتٰبِ اِدۡرِیۡسَ ۫	اے نبیؐ! ذکر کیجیے کتاب میں سے ادریسؑ کا
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیۡقًا نَّبِیًّا ﴿۵۶﴾	بے شک وہ صدیق نبی تھے۔

وَّ رَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾	اور ہم نے اٹھایا اُنہیں بلند مقام پر۔

اِن آیات میں حضرت ادریسؑ کی مدح کی گئی ہے۔ وہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح صدیق مزاج کے نبی تھے یعنی انتہائی غور و فکر کے ذریعے حقائق تک رسائی حاصل کرنے والے۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ وہ حضرت نوحؑ سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنی بارگاہ میں انتہائی بلند مقام سے سرفراز فرمایا۔ معراج کی شب نبی اکرم ﷺ کی چوتھے آسمان پر اُن سے ملاقات ہوئی۔

آیت ۵۸

انبیاء کرامؑ کی رقتِ قلبی کا بیان

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ	یہ وہ لوگ ہیں، انعام فرمایا اللہ نے جن پر انبیاءؑ میں سے
مِنۡ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۫	یہ تھے آدمؑ کی اولاد میں سے
وَمِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ۫	اور کچھ تھے اُن میں سے جنہیں ہم نے سوار کیا تھا (کشتی میں) نوحؑ کے ساتھ
وَّمِنۡ ذُرِّيَّةِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اِسۡرَآءِيۡلَ ۫	اور کچھ تھے ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی اولاد میں سے
وَمِمَّنۡ هَدَيۡنَا وَاجۡتَبَيۡنَا ؕ	اور تھے اُن میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا
اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُ الرَّحۡمٰنِ	جب اُن پر تلاوت کی جاتی ہیں رحمٰن کی آیات
خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ السجدة ۵ السجدة	وہ گر پڑتے ہیں سجدے میں روتے ہوئے۔

دس انبیاء کرامؑ پر عنایات کے ذکر کے بعد اِس آیت میں فرمایا کہ یہ وہ ہستیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعامات فرمائے۔ حضرت آدمؑ کی اولاد سے مراد بالخصوص حضرت ادریسؑ اور بعد میں آنے والے تمام انبیاءؑ ہیں۔ حضرت نوحؑ کی کشتی میں

سوار لوگوں کی اولاد سے مراد حضرت ابراہیمؑ اور بعد میں آنے والے تمام انبیاءؑ ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے مراد حضرت اسمٰعیلؑ ، حضرت اسحاقؑ اور بعد میں آنے والے تمام انبیاءؑ ہیں۔ حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے مراد حضرت موسیٰؑ ، حضرت ہارونؑ ، حضرت زکریاؑ ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو چن لیا اور ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ اُن سب کا حال یہ تھا کہ جب اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کی جاتی تھی تو اُن کے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی تھی اور وہ روتے روتے سجدے میں گر جاتے تھے۔

آیت ۵۹

نالائق امتیوں کا طرزِ عمل

فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ	پھر جانشین بنے اُن کے بعد ناخلف لوگ
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ	اُنھوں نے ضائع کی نماز
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ	اور پیروی کی خواہشات کی
فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾	پس وہ عنقریب پائیں گے گمراہی کی سزا۔

اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ انبیاء کرامؑ کے بعد اُن کی امتوں میں ایسے ناخلف اور نالائق لوگ آئے جو نمازوں کو ضائع کرنے والے تھے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہی نہیں تھے یا نمازوں میں باقاعدگی، آداب اور خشوع و خضوع کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ نماز وہ اوّلین رابطہ ہے جو مومن کا زندہ اور عملی تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ شب و روز جوڑے رکھتا ہے۔ ہر امت کے زوال و انحطاط اور بگڑنے کا پہلا قدم نماز ضائع کر دینا ہے۔ اِس کی وجہ سے تعلق مع اللہ میں کمی آتی ہے اور رفتہ رفتہ دل کی غفلت اِس حد تک پہنچتی ہے کہ امت کی اکثریت شریعت کی بجائے خواہشات کی پیروی کرنے لگتی ہے۔ پھر اگر وہ اِس روش سے باز نہ آئے تو جلد ہی اُسے برے عذاب کی صورت میں، اپنی گمراہی کی سزا سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

آیات ۶۰ تا ۶۳

پرہیز گاروں کا حسین انجام

اِلَّا مَنۡ تَابَ	سوائے اُس کے جس نے توبہ کی
وَ اٰمَنَ	اور ایمان لایا
وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور عمل کیا اچھا
فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ	پس یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں
وَ لَا يُظۡلَمُوۡنَ شَيۡـًٔا ۙ﴿۶۰﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا کچھ بھی۔
جَنّٰتِ عَدۡنِ ِۨالَّتِىۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ عِبَادَهٗ بِالۡغَيۡبِ ؕ	یہ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں سے اُن کے بن دیکھے
اِنَّهٗ كَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِيًّا ﴿۶۱﴾	بے شک ہے اُس کا وعدہ پورا ہونے والا۔
لَا يَسۡمَعُوۡنَ فِيۡهَا لَغۡوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ	وہ نہیں سنیں گے اِن میں کوئی غیر ضروری بات مگر سلامتی کی دعا
وَ لَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِيۡهَا بُكۡرَةً وَّ عَشِيًّا ﴿۶۲﴾	اور اُن کے لیے رزق ہوگا اِن میں صبح اور شام۔
تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِىۡ نُوۡرِثُ مِنۡ عِبَادِنَا مَنۡ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾	یہ وہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے اپنے بندوں میں سے اُس کو جو پرہیز گار ہوگا۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ جو لوگ گناہوں سے سچی توبہ کریں گے، اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہیں گے اور اچھے اعمال کریں گے اُن کے لیے جنت کی دائمی نعمت ہے۔ ایسی جنت کہ جس میں اُنہیں کوئی ناخوشگوار بات نہ سننی پڑے گی۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالیاں، فتنہ وفساد اور شہوانیت کی باتیں، فحش گانے، غرض ہر گندی بات سننے سے اُن کے پاکیزہ کان محفوظ رہیں گے۔ وہاں جو کلام بھی سنیں گے وہ سلامتی، بھلائی اور خوشی میں اضافہ کرے گا۔ پھر اُنہیں صبح وشام جنت کی عمدہ نعمتوں سے نوازا جائے گا۔ یہ عمدہ انعام ہے دنیا میں پرہیز گاری اختیار کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پرہیز گار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیات ۶۴ تا ۶۵

نبی اکرم ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّكَ ۚ	اور (اے جبرائیلؑ! کہو نبیؐ سے) ہم نہیں اترتے مگر آپؐ کے رب کے حکم سے
لَهٗ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡنَا	اُسی کے اختیار میں ہے جو ہمارے سامنے ہے
وَمَا خَلۡفَنَا	اور جو ہمارے پیچھے ہے
وَمَا بَيۡنَ ذٰلِكَ ۚ	اور جو کچھ اِس کے درمیان ہے
وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾	اور نہیں ہے آپؐ کا رب کبھی بھولنے والا۔
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ	وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا
وَمَا بَيۡنَهُمَا	اور اُس کا بھی جو اِن کے درمیان ہے
فَاعۡبُدۡهُ	پس آپؐ اُسی کی عبادت کیجیے

وَ اصۡطَبِرۡ لِعِبَادَتِہٖ ؕ	اور قائم رہیے اُس کی عبادت پر
ھَلۡ تَعۡلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ﴿۶۵﴾ ع ۷	کیا آپؐ جانتے ہیں اُس کا کوئی ہم نام؟۔

اِن آیات کے پس منظر میں نبی اکرم ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت ہے۔آپ ﷺ کو وحی کا شدت سے انتظار رہتا تھا۔ اگر کبھی وحی کا نزول طویل وقفہ کے بعد ہوتا تو آپ ﷺ حضرت جبرائیلؑ سے تاخیر سے آنے کا شکوہ اور وحی جلدی جلدی لانے کی فرمائش کرتے۔ جواب میں حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو آگاہ کیا کہ ہم خود نہیں آتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وحی لے کر آتے ہیں۔ ہم سراپا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہم کیا، کائنات کی ہر شے ہی اُس کے اختیار میں ہے۔آپ ﷺ پوری استقامت کے ساتھ اُسی کی بندگی کرتے رہیے خواہ وحی کی صورت میں دلجوئی و تسلی آنے میں تاخیر ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ہم نام کوئی نہیں اور صفات و کمال میں کوئی اُس کا مثیل نہیں۔لہٰذا بندگی کے لائق صرف اور صرف وہی ہے۔

آیات ۶۶ تا ۷۲

کیا مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

وَ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ	اور کہتا ہے انسان
ءَاِذَا مَا مِتُّ	کیا جب میں مر جاؤں گا
لَسَوۡفَ اُخۡرَجُ حَیًّا ﴿۶۶﴾	تو کیا واقعی نکالا جاؤں گا دوبارہ زندہ کر کے؟
اَوَ لَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَانُ	اور کیا یاد نہیں کرتا انسان
اَنَّا خَلَقۡنٰہُ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ یَکُ شَیۡئًا ﴿۶۷﴾	بے شک ہم ہی نے پیدا کیا اُسے اِس سے پہلے جبکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا۔
فَوَ رَبِّکَ لَنَحۡشُرَنَّہُمۡ وَ الشَّیٰطِیۡنَ	پس اے نبیؐ! قسم ہے آپؐ کے رب کی ہم ضرور جمع

	کریں گے اُنہیں اور تمام شیطانوں کو
ثُمَّ لَنُحۡضِرَنَّهُمۡ حَوۡلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾	پھر ہم ضرور حاضر کریں گے اُنہیں جہنم کے گرد کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔
ثُمَّ لَنَنۡزِعَنَّ مِنۡ كُلِّ شِيۡعَةٍ	پھر ہم ضرور علاحدہ نکالیں گے ہر گروہ میں سے
اَيُّهُمۡ اَشَدُّ عَلَى الرَّحۡمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾	اُسے جواُن میں زیادہ سخت تھا رحمان کے خلاف سرکشی میں۔
ثُمَّ لَنَحۡنُ اَعۡلَمُ بِالَّذِيۡنَ هُمۡ اَوۡلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾	پھر ہم ہی خوب جانتے ہیں اُنہیں جو زیادہ مستحق ہیں جہنم میں ڈالے جانے کے۔
وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا	اور تم میں سے کوئی نہیں مگر وہ گزرنے والا ہے جہنم پر
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ﴿۷۱﴾	یہ بات آپؐ کے رب کے ذمے ہے، طے شدہ ہے۔
ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا	پھر ہم بچالیں گے اُنہیں جو پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں
وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيۡنَ فِيۡهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾	اور ہم چھوڑ دیں گے ظالموں کو جہنم میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

مشرکین بار بار پوچھتے تھے کہ کیسے ممکن ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جاسکے؟ جواب دیا گیا کہ وہ غور نہیں کرتے کہ انسان تھا ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے وجود میں لے آیا! انسانوں کو پہلی بار وجود میں لانے والا قادرِ مطلق اللہ اپنی ذات کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہے کہ وہ نہ صرف تمام انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا بلکہ سب کو جہنم کے قریب لے آئے گا۔ پھر متقیوں کو جہنم سے بچالے گا اور نافرمانوں کو جہنم میں جھونک دے گا۔ ایسے مجرموں کو زیادہ سخت عذاب دے گا جو دنیا میں کافروں کے سردار اور قائدین تھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں انتہائی سرکش تھے۔ یہ لوگ گھٹنوں کے بل جہنم میں بے یارو مددگار پڑے ہوئے ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔) آمین!

آیات ۷۳ تا ۷۶

اللہ تعالیٰ مال نہیں اعمال دیکھتا ہے

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ	اور جب تلاوت کی جاتی ہیں اُن پر ہماری واضح آیات
قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا	تو پوچھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں سے جو ایمان لائے
اَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ خَیۡرٌ مَّقَامًا	دونوں گروہوں میں سے کون بہتر ہے مرتبے میں
وَّ اَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴿۷۳﴾	اور زیادہ اچھا ہے مجلس کے اعتبار سے؟
وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں اِن سے پہلے قومیں
ہُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءۡیًا ﴿۷۴﴾	وہ کہیں اچھی تھیں ساز و سامان اور شان و شوکت میں۔
قُلۡ مَنۡ کَانَ فِی الضَّلٰلَۃِ	اے نبیؐ! فرمایئے جو کوئی ہوتا ہے گمراہی میں
فَلۡیَمۡدُدۡ لَہُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا ۚ	تو مہلت دیتا ہے اُسے رحمان کافی مہلت
حَتّٰۤی اِذَا رَاَوۡا مَا یُوۡعَدُوۡنَ	یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں گے وہ چیز جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے
اِمَّا الۡعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَۃَ ؕ	یا تو عذاب اور یا قیامت
فَسَیَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ ہُوَ شَرٌّ مَّکَانًا	پھر وہ جان لیں گے کہ کون زیادہ برا ہے جگہ کے لحاظ سے
وَّ اَضۡعَفُ جُنۡدًا ﴿۷۵﴾	اور زیادہ کمزور ہے لشکر کے اعتبار سے۔

وَ یَزِیۡدُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اہۡتَدَوۡا ہُدًی ؕ	اور بڑھاتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جنہوں نے ہدایت پائی ہدایت میں
وَ الۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا	اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں آپؐ کے رب کے نزدیک بدلے کے اعتبار سے
وَّ خَیۡرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾	اور بہتر ہیں انجام کے لحاظ سے۔

مشرکینِ مکہ کو جب قرآنِ حکیم کی واضح آیات سنائی جاتیں تو وہ طنز کرتے کہ ہماری محفل میں تو بڑے بڑے سردار اور معاشرے کے اونچے طبقات ہوتے ہیں جبکہ اسلام قبول کرنے والوں کی اکثریت فقراء اور غرباء پر مشتمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہمیت مال و متاع کی نہیں صالح اعمال کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللہ لَا یَنۡظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمۡ وَ اَمۡوَالِکُمۡ وَلٰکِن یَّنۡظُرُ اِلٰی قُلُوۡبِکُمۡ وَ اَعۡمَالِکُمۡ (ترمذی)

"بے شک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتیں اور تمہارے مال
اور لیکن وہ دیکھتا ہے تمہارے دل اور تمہارے اعمال"۔

اللہ تعالیٰ نے ماضی میں ایسے کئی لوگوں کو ہلاک کیا جو دنیوی جاہ و حشمت میں بڑے نمایاں مقام پر تھے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اُسے دنیا میں مال و متاع دے کر اُس کی رسی دراز کرتا ہے۔ اگر وہ نافرمانی سے باز نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ اُس پر عذاب نازل فرماتا ہے اور پھر نافرمان کو اپنی اصل اوقات کا علم ہو جاتا ہے۔ اِس کے برعکس جو ہدایت کی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مدد فرماتا ہے۔ ہر آزمائش کے موقع پر اُسے صحیح راہ اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اُسے برائیوں سے بچاتا ہے اور نیکیوں کی توفیق بخشتا ہے۔ بلاشبہ یہ نیکیاں ہی باقی رہنے والی ہیں اور آخرت میں کام آنے والا بہترین توشہ ہیں۔

آیات ۷۷ تا ۸۰

کیا مال و اولاد کی کثرت اللہ کی رضا کی علامت ہے!

اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا	تو اے نبیؐ! کیا آپؐ نے دیکھا اُس شخص کو جس نے انکار کیا ہماری آیات کا
وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾	اور کہا مجھے ضرور دیا جائے گا مال اور اولاد ۔
اَطَّلَعَ الۡغَیۡبَ	کیا وہ آگاہ ہو گیا ہے غیب سے
اَمِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَہۡدًا ﴿۷۸﴾	یا اُس نے لے رکھا ہے رحمٰن سے کوئی وعدہ؟
کَلَّا ؕ سَنَکۡتُبُ مَا یَقُوۡلُ	ہر گز نہیں! ہم لکھ لیں گے جو یہ کہہ رہا ہے
وَ نَمُدُّ لَہٗ مِنَ الۡعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾	اور ہم اضافہ کریں گے اُس کے لیے عذاب میں سے خوب اضافہ۔
وَّ نَرِثُہٗ مَا یَقُوۡلُ	اور ہم وارث ہوں گے اُس کے جو وہ کہہ رہا ہے
وَ یَاۡتِیۡنَا فَرۡدًا ﴿۸۰﴾	اور وہ آئے گا ہمارے پاس تنہا۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی ایک گمراہی کا ازالہ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ دنیا میں ہمیں مال و اولاد سے نوازا گیا ہے۔ یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے اور قیامت میں بھی ہمیں اِسی طرح سے نعمتیں دی جائیں گی۔ جواب دیا گیا کہ کیا یہ غیب کا علم رکھتے ہیں جو مستقبل کی خبریں یعنی قیامت کے احوال بتا رہے ہیں۔ مال و اولاد کا ملنا اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت نہیں بلکہ آزمائش کی ایک صورت ہے۔ مشرکین اِس آزمائش میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اُنہوں نے مال و دولت کی وجہ سے تکبر کیا اور اللہ کے

رسول ﷺ کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ مال و اولاد دنیا میں رہ جائے گا یہ تنہا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ پھر اپنے جھوٹے دعوؤں اور سیاہ اعمال کا وبال چکھیں گے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اٰلِہَۃً	اور اُنہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا دوسرے معبود
لِّیَکُوۡنُوۡا لَہُمۡ عِزًّا ﴿۸۱﴾	تاکہ وہ بنیں اُن کے مددگار۔
کَلَّا ؕ سَیَکۡفُرُوۡنَ بِعِبَادَتِہِمۡ	ہرگز نہیں! وہ انکار کریں گے اُن کی عبادت کا
ع ۸ وَ یَکُوۡنُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ ع	اور ہو جائیں گے اُن کے مخالف۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا فرشتوں اور دیگر نیک ہستیوں کو معبود بناتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی سفارش کریں۔ معاملہ اِس کے برعکس ہو گا۔ اُن کے یہ معبود اُن کی تمام عبادات یعنی دُعاؤں اور نذر و نیاز سے اعلانِ براءت کریں گے اور شرک کرنے کی وجہ سے اُن سے نفرت کا اظہار کریں گے۔ وہ صاف کہیں گے کہ نہ ہم نے کبھی اِن سے کہا تھا ہماری عبادت کرو، اور نہ ہمیں یہ خبر تھی کہ یہ ہماری عبادت کر رہے ہیں۔

آیات ۸۳ تا ۸۷

روزِ قیامت کا حال

اَلَمۡ تَرَ اَنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ	اور کیا تم نہیں دیکھتے کہ بے شک ہم چھوڑتے ہیں شیطانوں کو کافروں پر

تَؤُزُّهُمۡ اَزًّا ﴿۸۳﴾	وہ اکساتے ہیں اُنہیں ابھار کر۔
فَلَا تَعۡجَلۡ عَلَيۡهِمۡ ؕ	پس اے نبیؐ ! جلدی نہ کیجئے اِن پر
اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمۡ عَدًّا ﴿۸۴﴾ ۚ	بے شک ہم تو گن رہے ہیں اِن کے لیے گنتی۔
يَوۡمَ نَحۡشُرُ الۡمُتَّقِيۡنَ اِلَى الرَّحۡمٰنِ وَفۡدًا ﴿۸۵﴾ ۙ	اُس روز ہم جمع کریں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر۔
وَّنَسُوۡقُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرۡدًا ﴿۸۶﴾ ۙ	اور ہم ہانک دیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف جبکہ وہ پیاسے ہوں گے۔
لَا يَمۡلِكُوۡنَ الشَّفَاعَةَ	وہ اختیار نہیں رکھتے ہوں گے سفارش کا
اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا ﴿۸۷﴾ ۘ	سوائے اُس کے جس نے لے لیا ہو رحمٰن سے کوئی وعدہ۔

وقف لازم

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ کافروں کو شیاطین اُکساتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی دعوت کے جواب میں طرح طرح کے اعتراضات، طنز اور سازشیں کرتے ہیں۔ عنقریب اُن کا برا انجام ہونے والا ہے۔ اِن کے بارے میں جلدی نہ کیجیے۔ اِن کے خاتمہ کے لیے الٹی گنتی شروع کی جا چکی ہے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی مہمانوں کی طرح آؤ بھگت کی جائے گی۔ اِس کے برعکس مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ کوئی بھی اُن کی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔

آیات ۸۸ تا ۹۵

بدترین شرک ... کسی کو اللہ کی اولاد قرار دینا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ ؕ	اور اُنہوں نے کہا بنالیا ہے رحمٰن نے بیٹا۔

لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَیۡئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾	اے مشرکو! یقیناً تم لائے ہو بہت بھاری بات۔
تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ	قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اِس سے
وَ تَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ	اور ٹکڑے ہو جائے زمین
وَ تَخِرُّ الۡجِبَالُ ہَدًّا ﴿۹۰﴾	اور گر پڑیں پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر۔
اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾	اِس لیے کہ اُنہوں نے دعویٰ کیا رحمٰن کے لیے بیٹے کا۔
وَ مَا یَنۡۢبَغِیۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾	اور نہیں ہے رحمٰن کی شایانِ شان کہ وہ بنائے بیٹا۔
اِنۡ کُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ	نہیں ہے کوئی آسمانوں میں اور زمین میں
اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ﴿۹۳﴾	مگر وہ آنے والا ہے رحمٰن کے پاس بندہ بن کر۔
لَقَدۡ اَحۡصٰىہُمۡ	یقیناً اللہ نے شمار کر رکھا ہے اُن سب کا
وَ عَدَّہُمۡ عَدًّا ﴿۹۴﴾	اور گن لیا ہے اُنہیں اچھی طرح سے۔
وَ کُلُّہُمۡ اٰتِیۡہِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾	اور اُن میں سے ہر ایک آنے والا ہے اُس کے پاس قیامت کے دن اکیلا۔

کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد قرار دینا بدترین شرک ہے۔ یہ شرک ایک ایسی گستاخی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ انتہائی گھٹیا کمزوریاں وابستہ کر دیتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اِس شرک کو اپنے خلاف گالی قرار دیا ہے۔ اِس شرک کی وجہ سے کائنات کی ہر شے غضبناک ہو جاتی ہے۔ آسمان پھٹ پڑنے کو تیار ہوتے ہیں، زمین ٹکڑے ٹکڑے ہونا چاہتی ہے اور پہاڑ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہونے والے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اُس نے ہر شے کو تھاما ہوا ہے۔ بلاشبہ اُس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔ اولاد سے جو مفادات وابستہ ہوتے ہیں اُن میں سے کسی ایک کی بھی اُسے ضرورت نہیں۔ ہر شے اُس کی مخلوق

ہے۔ روز قیامت ہر انسان یا فرشتہ اُس کے سامنے اُس کے بندے کے طور پر پیش ہو گا۔ پھر ہر انسان کو فرداً فرداً اُس کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا جواب دینے کے لیے حاضر ہونا ہو گا۔

آیت ۹۶

نیک لوگوں کے لیے دنیا میں انعام

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور عمل کرتے رہے اچھے
سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾	جلد ہی پیدا فرمادے گا اُن کے لیے رحمٰن محبت۔

یہ آیت بشارت دے رہی ہے کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اچھے اعمال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اُن کے لیے محبت کے جذبات پیدا فرما دیتا ہے۔ مکہ کی گلیوں میں آج جنہیں ستایا جا رہا ہے قریب ہے وہ وقت جب وہ اپنے اخلاص، اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے محبوبِ خلائق بن جائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیلَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْہُ فَیُحِبُّہُ جِبْرِیلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیلُ فِیْ اَھْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہُ اَھْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (بخاری)

"جب محبت فرماتا ہے اللہ اپنے کسی بندے سے تو ندا دیتا ہے جبرائیلؑ کو کہ اللہ محبت کرتا ہے فلاں سے لہٰذا تم بھی اُس سے محبت رکھو تو محبت کرنے لگتے ہیں اُس سے جبرائیلؑ، پھر ندا دیتے ہیں جبرائیلؑ تمام آسمان والوں کو کہ اللہ محبت کرتا ہے فلاں سے لہٰذا تم بھی اُس سے محبت رکھو تو محبت کرنے لگتے ہیں اُس سے آسمان والے بھی، پھر پیدا کر دی جاتی ہے اُس کی مقبولیت زمین میں بھی"۔

آیت ۹۷

تبلیغ کا فریضہ قرآنِ حکیم کے ذریعہ ادا کیا جائے

فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ	پس اے نبیؐ! بے شک ہم نے تو آسان کر دیا ہے قرآن کو آپؐ کی زبان میں
لِتُبَشِّرَ بِهِ الۡمُتَّقِیۡنَ	تاکہ آپؐ بشارت دیں اِس کے ذریعے پرہیزگاروں کو
وَ تُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾	اور خبردار کریں اِس کے ذریعے جھگڑنے والے لوگوں کو۔

اِس آیت میں خبر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کو واضح عربی زبان میں نازل فرما کر سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ یہ کتاب نہایت سہل و صاف زبان میں کھول کھول کر پرہیزگاروں کو بشارت سناتی ہے اور جھگڑالو لوگوں کو بدکرداریوں کے خراب نتائج سے خبردار کرتی ہے۔ اب نبی اکرم ﷺ کو چاہیے کہ اِسی قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں کو اچھے اجر کی خوشخبریاں دیں اور حق کے بارے میں جھگڑنے والوں کو اِسی کے ذریعے برے انجام کی وعید سنائیں۔ گویا تبلیغ کے ہر اسلوب کے لیے قرآنِ حکیم ہی کو ذریعہ بنایا جائے۔

آیت ۹۸

دنیا میں دوبارہ آکر گناہوں کی تلافی نہیں کی جاسکتی

وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں اِن سے پہلے قومیں
هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ	کیا محسوس کرتے ہو اُن میں سے کسی ایک کو بھی
اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾ ع	یا سنتے ہو اُن کی کوئی آہٹ؟

النصف ع ۶/۱۹

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ ماضی میں کتنی ہی بدبخت قومیں اپنے جرائم کی پاداش میں ہلاک کی جاچکی ہیں۔ اُن کا نام و نشان ہی صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ آج اُن کے اکڑ کر چلنے والے قدموں کی آہٹ یا تکبر سے کی جانے والی حق کی مخالفت کی ذرا سی بھنک بھی سنائی نہیں دیتی۔ لہٰذا جو لوگ نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے حق کا انکار کر رہے ہیں وہ ہوش کے ناخن لیں۔ ممکن ہے اُنہیں بھی کوئی تباہ کن عذاب آگھیرے اور تہس نہس کر ڈالے۔ پھر وہ آخرت میں بڑے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اُنہیں موقع نہیں ملے گا کہ وہ دنیا میں پھر سے آکر گناہوں کی تلافی کر سکیں اور اپنی آخرت سنوار سکیں۔

سورۃ طٰہٰ

حضرت موسیٰؑ کی داستانِ حیات

اِس سورۂ مبارکہ میں حضرت موسیٰؑ کی حیاتِ مبارکہ کے تین ادوار کا بیان ہے :

i. ولادت تا مدین روانگی — آیات ۳۸ تا ۴۰

ii. مدین سے مصر واپسی تا فرعون کی ہلاکت — آیات ۹ تا ۷۳ اور آیات ۴۱ تا ۷۹

iii. مصر سے صحراءِ سینا ہجرت تا وصال — آیات ۸۰ تا ۹۹

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۸ — پُر شکوہ تمہید
- آیات ۹ تا ۹۹ — حضرت موسیٰ کی داستانِ حیات
- آیات ۱۰۰ تا ۱۱۲ — احوالِ قیامت
- آیات ۱۱۳ تا ۱۱۴ — عظمتِ قرآن
- آیات ۱۱۵ تا ۱۲۳ — قصّۂ آدمؑ و ابلیس
- آیات ۱۲۴ تا ۱۲۸ — قرآن سے غفلت کا حسرتناک انجام
- آیات ۱۲۹ تا ۱۳۵ — مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۴

نبی اکرم ﷺ سے اظہارِ شفقت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰہٰ ۚ﴿۱﴾	طا۔ ہا۔

مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ﴿۲﴾	اے نبیؐ! ہم نے نہیں نازل کیا آپؐ پر یہ قرآن کہ آپؐ مشقت میں پڑ جائیں۔
اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ﴿۳﴾	مگر یہ یاد دہانی ہے اُس کے لیے جو ڈرتا ہے۔
تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَ السَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ؕ﴿۴﴾	نازل کیا گیا ہے اُس کی طرف سے جس نے پیدا فرمایا زمین اور بلند آسمانوں کو۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کے لیے دلجوئی کا مضمون ہے۔ اہلِ مکہ کی اکثریت نے قرآنِ حکیم کی ناقدری کی جس پر آپ ﷺ انتہائی دلگیر تھے۔ بعض اوقات خیال کرتے تھے کہ شاید میری کسی کوتاہی کی وجہ سے لوگ بات نہیں سمجھ پا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ قرآنِ حکیم وسیع و عریض زمین اور بلند و بالا آسمانوں کے خالق کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ یہ لوگوں کے لیے حقائق کی یاد دہانی کی خاطر نازل کیا گیا ہے۔ بلاشبہ آپ ﷺ نے یاد دہانی کرانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور آخرت کی جوابدہی کا احساس ہے وہ ضرور اِس قرآن سے یاد دہانی حاصل کر لیں گے۔ آپ ﷺ قرآنِ حکیم سے غفلت اختیار کرنے والوں کی محرومی پر غمگین نہ ہوں۔

آیات ۵ تا ۸

عظمتِ باری تعالیٰ

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴿۵﴾	وہ بے حد مہربان تختِ حکومت پر بیٹھا۔
لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ	اُسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے
وَ مَا فِى الۡاَرۡضِ	اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ مَا بَيۡنَهُمَا	اور جو کچھ اِن دونوں کے درمیان ہے

وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰی ۝۶	اور جو کچھ نیچے ہے گیلی زمین کے۔
وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ	اور اگر تم پکار کر کہو بات
فَاِنَّهٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفَی ۝۷	تو بے شک وہ جانتا ہے ہر راز کو اور پوشیدہ تر بات کو بھی۔
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ	اللہ، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۝۸	اُسی کے لیے ہیں سارے خوبصورت نام۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس کائنات کے تختِ حکومت کا تنِ تنہا مالک ہے۔ آسمانوں، زمین اور اُن کے درمیان کی ہر شے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ یہاں تک کہ زمین کی گیلی تہ کے نیچے جو کچھ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے تابع ہے۔ کوئی بات ظاہر ہو یا پوشیدہ، وہ سب سے واقف ہے۔ یہاں تک کہ مخفی ترین خبریں بھی اُس کے علم میں ہیں۔ تمام اعلیٰ صفات اُسی کی ذات میں ہیں۔ بلاشبہ اُس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنی عظمت اور بڑائی کا احساس پیدا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۳

حضرت موسیٰؑ پر ظہورِ نبوت

وَهَلۡ اَتٰىكَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی ۝۹	اور کیا آگئی تمہارے پاس خبر موسیٰؑ کی؟
اِذۡ رَاٰ نَارًا	جب اُنہوں نے دیکھی آگ
فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا	تو فرمایا اپنے گھر والوں سے ٹھہرو
اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا	بے شک میں نے دیکھی ہے آگ

وقف لازم

لَّعَلِّيۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ	شاید میں لے آؤں تمہارے پاس اُس میں سے کوئی انگارہ
اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰	یا میں حاصل کروں آگ کے پاس کوئی رہنمائی (راستہ کی)۔
فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا	توجب وہ آئے آگ کے پاس
نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ۝۱۱ ؕ	پکارا گیا اے موسیٰؑ !۔
اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ	بے شک میں تمہارا رب ہوں
فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ	پس اتار دو اپنے دونوں جوتے
اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۲ ؕ	بے شک تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو۔
وَ اَنَا اخۡتَرۡتُكَ	اور میں نے چن لیا ہے تمہیں
فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى ۝۱۳	پس غور سے سنو جو وحی کیا جاتا ہے۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ پر نبوت کے ظہور کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مدین سے مصر جا رہے تھے۔ دورانِ سفر ایک رات اُنہیں طویٰ کی مقدس وادی میں آگ نظر آئی۔ جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ ! میں تمہارا رب ہوں اور میں نے تمہیں اپنی نبوت و رسالت کے لیے چن لیا ہے۔ اب میری طرف سے چند ابتدائی ہدایات کو بہت غور سے سنو۔

آیات ۱۴ تا ۱۶

چار اہم ہدایات

اِنَّنِىۡۤ اَنَا اللّٰهُ	بے شک میں ہی اللہ ہوں

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا	نہیں ہے کوئی معبود سوائے میرے
فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ	پس عبادت کرو میری
وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾	اور قائم کرو نماز میری یاد کے لیے۔
اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ	بے شک قیامت آنے والی ہے
اَکَادُ اُخۡفِیۡهَا	میں چاہتا ہوں کہ پوشیدہ رکھوں اُسے
لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ﴿۱۵﴾	تاکہ بدلہ دیا جائے ہر جان کو اُس کا جو اُس نے کوشش کی ہے۔
فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ بِهَا	پس ہر گز نہ روکے تمہیں اُس (پر ایمان لانے) سے وہ جو ایمان نہیں رکھتا اُس پر
وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ	اور وہ پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی
فَتَرۡدٰی ﴿۱۶﴾	ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کو چار انتہائی اہم اور بنیادی ہدایات دی گئیں:

i. معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اُسی کی بندگی کی جائے۔

ii. نماز قائم کی جائے جس کی اصل حکمت ہے اللہ تعالیٰ کو بار بار یاد کرنا۔

iii. آخرت آنے والی ہے جس میں ہر انسان کو اُس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اُس کا وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہر انسان کو نیک اعمال کے ذریعہ اُس کی تیاری کرنی چاہیے۔

iv. کچھ بد نصیب آخرت کے حساب کتاب کا یقین نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگ شریعت کی بجائے خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے محتاط رہا جائے۔ کہیں وہ ہمیں بھی آخرت کی تیاری سے غافل کر کے ہمیشہ ہمیش کے عذاب کی طرف نہ لے جائیں۔

آیات ۱۷ تا ۲۴

حضرت موسیٰؑ کے دو اہم معجزات

وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۱۷﴾	اور کیا ہے وہ تمہارے دائیں ہاتھ میں اے موسیٰؑ؟
قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ	کہا موسیٰ ؑ نے وہ میرا عصا ہے
اَتَوَكَّؤُا عَلَيۡهَا	میں ٹیک لگاتا ہوں اُس پر
وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىۡ	اور میں پتے جھاڑتا ہوں اُس سے اپنی بکریوں کے لیے
وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰى	اور میرے لیے اُس میں کچھ اور فائدے بھی ہیں
قَالَ اَلۡقِهَا يٰمُوۡسٰى ﴿۱۹﴾	فرمایا اللہ نے نیچے ڈال دو اِسے اے موسیٰؑ!۔
فَاَلۡقٰهَا	تو آپؑ نے نیچے ڈال دیا اُسے
فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسۡعٰى ﴿۲۰﴾	پھر یکایک وہ سانپ تھا جو دوڑ رہا تھا۔
قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ ۟	فرمایا اللہ نے پکڑ لو اُسے اور مت ڈرو
سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى ﴿۲۱﴾	ہم لوٹا دیتے ہیں اُسے اُس کی پہلی حالت پر۔
وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ	اور دبا لو اپنا ہاتھ اپنے بغل میں

تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ	وہ نکلے گا بالکل سفید ہو کر بغیر کسی بیماری کے
اٰيَةً اُخۡرٰى ۙ﴿۲۲﴾	یہ دوسری نشانی ہے۔
لِنُرِيَكَ مِنۡ اٰيٰتِنَا الۡكُبۡرَى ﴿۲۳﴾	تاکہ ہم دکھائیں تمہیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے۔
اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ	جاؤ فرعون کے پاس
اِنَّهٗ طَغٰى ۚ﴿۲۴﴾ ع ۱۴	بے شک وہ حد سے بڑھ گیا ہے۔

نبوت پر سرفراز کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو دو معجزات عطا فرمائے اور مزید نشانیاں دکھانے کی بشارت دی۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا پھینکا تو وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر نکالا تو وہ چمک رہا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ اِن معجزات کے ساتھ فرعون کے پاس جائیں اور اُسے اصلاح کی دعوت دیں کیوں کہ وہ زمین میں فساد پھیلا رہا ہے اور حد سے بڑھ رہا ہے۔

آیات ۲۵ تا ۳۶

حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعا اور اُس کی قبولیت

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ۙ﴿۲۵﴾	عرض کی موسیٰ نے اے میرے رب! کشادہ کر دے میرے لیے میرا سینہ۔
وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ۙ﴿۲۶﴾	اور آسان فرما دے میرے لیے میرا کام۔
وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ۙ﴿۲۷﴾	اور کھول دے گرہ میری زبان کی۔
يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ۖ﴿۲۸﴾	تاکہ وہ لوگ سمجھ سکیں میری بات۔

وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ ﴿۲۹﴾	اور بنادے میرے لیے ایک مددگار میرے گھر والوں سے۔
هٰرُوۡنَ اَخِی ﴿۳۰﴾	ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔
اشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِیۡ ﴿۳۱﴾	مضبوط فرمادے اُس سے میری کمر۔
وَ اَشۡرِكۡهُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۳۲﴾	اور شریک کر دے اُسے میرے کام میں۔
كَیۡ نُسَبِّحَكَ كَثِیۡرًا ﴿۳۳﴾	تاکہ ہم دونوں پاکی بیان کریں تیری کثرت سے۔
وَّ نَذۡكُرَكَ كَثِیۡرًا ﴿۳۴﴾	اور ہم ذکر کریں تیرا کثرت سے۔
اِنَّكَ كُنۡتَ بِنَا بَصِیۡرًا ﴿۳۵﴾	بے شک تو ہمیں خوب دیکھنے والا ہے۔
قَالَ قَدۡ اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَكَ یٰمُوۡسٰی ﴿۳۶﴾	فرمایا اللہ نے یقیناً تجھے عطا کی گئی تیری مراد اے موسیٰؑ!

یہ آیات حضرت موسیٰؑ کی ایمان افروز دعا اور پھر اُس کی قبولیت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ اُن کا سینہ کھول دیا جائے تاکہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کا فہم اور اُن پر عمل آسان ہو۔ پھر اُن کی زبان اِس قابل ہو کہ وہ روانی اور فصاحت سے اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکیں اور لوگ اِس پیغام کو سمجھ سکیں۔ اُن کی معاونت کے لیے اُن کے بڑے بھائی حضرت ہارونؑ کو بھی نبوت و رسالت سے سرفراز کیا جائے تاکہ دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور لوگوں کو حق کی دعوت پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ حضرت موسیٰؑ کی تمام دعائیں قبول کر لی گئی ہیں۔

آیات ۳۷ تا ۴۰

حضرت موسیٰؑ کی حیات کا پہلا دور ... ولادت تا مدین روانگی

وَ لَقَدۡ مَنَنَّا عَلَیۡكَ مَرَّةً اُخۡرٰۤی ﴿۳۷﴾	اور اے موسیٰؑ یقیناً ہم نے احسان فرمایا تھا تم پر ایک اور

	بار بھی۔
اِذۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوۡحٰٓى ﴿۳۸﴾	جب ہم نے الہام کیا تھا تمہاری والدہ کو، وہ جو الہام کرنا تھا۔
اَنِ اقۡذِفِيۡهِ فِى التَّابُوۡتِ	یہ کہ رکھ دو اِس بچے کو صندوق میں
فَاقۡذِفِيۡهِ فِى الۡيَمِّ	پھر ڈال دو اِس صندوق کو دریا میں
فَلۡيُلۡقِهِ الۡيَمُّ بِالسَّاحِلِ	پھر ڈال دے گا اِسے دریا ساحل پر
يَاۡخُذۡهُ عَدُوٌّ لِّىۡ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ	اُٹھالے گا اُسے میرا دشمن اور اِس کا دشمن
وَاَلۡقَيۡتُ عَلَيۡكَ مَحَبَّةً مِّنِّىۡ ۚ	اور میں نے ڈال دی تھی تم پر محبت اپنی طرف سے
وَلِتُصۡنَعَ عَلٰى عَيۡنِىۡ ﴿۳۹﴾	تاکہ تمہاری پرورش کی جائے میری نگاہ کے سامنے۔
اِذۡ تَمۡشِىۡۤ اُخۡتُكَ	جب چلتی جارہی تھی تمہاری بہن
فَتَقُوۡلُ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى مَنۡ يَّكۡفُلُهٗ ؕ	تو کہنے لگی کیا میں بتاؤں تمہیں وہ جو پرورش کرے اِس کی؟
فَرَجَعۡنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ	پھر ہم نے لوٹا دیا تمہیں تمہاری والدہ کی طرف
كَىۡ تَقَرَّ عَيۡنُهَا	تاکہ ٹھنڈی ہو اُس کی آنکھ
وَلَا تَحۡزَنَ ؕ	اور وہ غم نہ کرے
وَقَتَلۡتَ نَفۡسًا	اور جب تم نے قتل کر دیا تھا ایک جان کو

وقف لازم

فَنَجَّيۡنٰكَ مِنَ الۡغَمِّ	تو ہم نے بچالیا تمہیں غم سے
وَ فَتَنّٰكَ فُتُوۡنًا ۟	اور ہم نے آزمایا تمہیں اچھی طرح سے
فَلَبِثۡتَ سِنِيۡنَ فِىۡۤ اَهۡلِ مَدۡيَنَ ۙ	پھر تم رہے کچھ برس تک مدین والوں میں
ثُمَّ جِئۡتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوۡسٰى ۞	پھر تم آئے ہو طے شدہ وقت پر اے موسیٰؑ!۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کی حیاتِ مبارکہ کے پہلے دور کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت ہوئی تو خطرہ تھا کہ وہ فرعون جو بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کروا رہا تھا، آپ کو قتل کروا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی والدہ کو الہام کیا اور اُنہوں نے ایک تابوت میں ڈال کر آپؑ کو دریا کے حوالے کر دیا۔ دریا نے تابوت کو فرعون کے گھر پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپؑ میں ایسی کشش پیدا کر دی کہ فرعون کی زوجہ نے فرعون کو آپؑ کو قتل کرنے سے روک دیا۔ پھر آپؑ نے کسی خاتون کا دودھ قبول نہیں کیا۔ ایسے میں آپؑ کی بہن کی وساطت سے آپؑ کی والدہ کو بلایا گیا اور اُنہوں نے ہی آپؑ کی پرورش کی۔ پھر جب آپؑ جوان ہوئے تو ایک روز شہر میں ایک قبطی (فرعون کی قوم کا آدمی) کو ایک اسرائیلی پر ظلم کرتے دیکھا۔ آپؑ نے اُسے ظلم کی سزا کے طور پر ایک گھونسا مارا جس سے وہ مر گیا۔ گویا یہ قتلِ خطا تھا۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی اور اللہ نے آپؑ کو معاف فرما دیا۔ البتہ فرعون آپؑ کی جان کا دشمن ہو گیا اور آپؑ جان بچانے کے لیے مصر سے مدین چلے گئے۔ مدین سے واپسی پر آپؑ طویٰ کی مقدس وادی میں پہنچے جہاں اللہ تعالیٰ سے وہ شرفِ ہمکلامی عطا ہوا جس کی کچھ تفصیل اِن آیات میں ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۸

فرعون کے سامنے دعوتِ حق

وَ اصۡطَنَعۡتُكَ لِنَفۡسِىۡ ۚ ﴿۴۱﴾	اور اے موسیٰؑ! میں نے چن لیا ہے تمہیں اپنے لیے۔
اِذۡهَبۡ اَنۡتَ وَ اَخُوۡكَ بِاٰيٰتِىۡ	جاؤ تم اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر

وَلَا تَنِيَا فِىۡ ذِكۡرِىۡ ﴿۴۲﴾	اور سستی نہ کرنا میری یاد میں۔
اِذۡهَبَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ	دونوں جاؤ فرعون کے پاس
اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾	بے شک وہ حد سے بڑھ گیا ہے۔
فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا	پھر کہنا اُس سے نرم بات
لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوۡ يَخۡشٰى ﴿۴۴﴾	شاید کہ نصیحت حاصل کرے یا ڈرنے لگے۔
قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ يَّفۡرُطَ عَلَيۡنَاۤ	دونوں نے کہا اے ہمارے رب! بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ زیادتی کرے گا ہم پر
اَوۡ اَنۡ يَّطۡغٰى ﴿۴۵﴾	یا یہ کہ حد سے بڑھ جائے۔
قَالَ لَا تَخَافَاۤ	فرمایا اللہ نے مت ڈرو
اِنَّنِىۡ مَعَكُمَاۤ	بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں
اَسۡمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾	میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔
فَاۡتِيٰهُ فَقُوۡلَاۤ	تو دونوں جاؤ، اُس کے پاس پھر کہو
اِنَّا رَسُوۡلَا رَبِّكَ	بے شک ہم دونوں تمہارے رب کے رسول ہیں
فَاَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ۙ	پس بھیج دو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو
وَلَا تُعَذِّبۡهُمۡ ؕ	اور اُنہیں عذاب نہ دو
قَدۡ جِئۡنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ	ہم لائے ہیں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡہُدٰی ﴿۴۷﴾	اور سلامتی ہے اُس پر جو پیروی کرے ہدایت کی۔
اِنَّا قَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡنَاۤ	بے شک واقعی وحی کیا گیا ہے ہماری طرف
اَنَّ الۡعَذَابَ عَلٰی مَنۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۴۸﴾	بے شک عذاب اُس پر ہو گا جس نے جھٹلایا اور رخ پھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ وہ فرعون کے پاس جائیں اور اُسے بڑی نرمی سے حق کی طرف بلائیں۔ دونوں نے فرعون سے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اُس کی طرف سے واضح نشانیاں لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لو اور اُس کی ہدایات پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی سلامتیاں حاصل کر لو۔ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کرو اور اُنہیں آزاد کر کے ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب تمہیں برباد کر دے گا۔

آیات ۴۹ تا ۵۶

حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان مکالمہ

قَالَ فَمَنۡ رَّبُّکُمَا یٰمُوۡسٰی ﴿۴۹﴾	پوچھا فرعون نے تو کون ہے تم دونوں کا رب اے موسیٰؑ!۔
قَالَ رَبُّنَا الَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی ﴿۵۰﴾	فرمایا موسیٰؑ نے ہمارا رب وہ ہے جس نے عطا فرمائی ہر چیز کو اُس کی صورت پھر (اُس کی بقا کے لیے) رہنمائی دی۔
قَالَ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰی ﴿۵۱﴾	پوچھا فرعون نے تو کیا معاملہ ہو گا پہلی قوموں کا۔
قَالَ عِلۡمُہَا عِنۡدَ رَبِّیۡ فِیۡ کِتٰبٍ ۚ	فرمایا موسیٰؑ نے اُن کا علم میرے رب کے پاس ہے کتاب میں
لَا یَضِلُّ رَبِّیۡ وَ لَا یَنۡسَی ﴿۵۲﴾ۙ	میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَہۡدًا	جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا
وَّ سَلَکَ لَکُمۡ فِیۡہَا سُبُلًا	اور چلا دیے تمہارے لیے اُس میں راستے
وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ	اور نازل کیا آسمان سے پانی
فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾	اور پھر ہم نے نکالے اُس کے ذریعہ سے جوڑے طرح طرح کے نباتات کے۔
کُلُوۡا وَ ارۡعَوۡا اَنۡعَامَکُمۡ ؕ	کھاؤ اور چراؤ اپنے جانوروں کو بھی
اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّہٰی ﴿۵۴﴾ ع	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔
مِنۡہَا خَلَقۡنٰکُمۡ	اِسی مٹی سے ہم نے پیدا کیا تمہیں
وَ فِیۡہَا نُعِیۡدُکُمۡ	اور اِسی میں ہم دوبارہ لوٹا دیں گے تمہیں
وَ مِنۡہَا نُخۡرِجُکُمۡ تَارَۃً اُخۡرٰی ﴿۵۵﴾	اور اِسی مٹی سے ہم نکالیں گے تمہیں دوسری بار۔
وَ لَقَدۡ اَرَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا کُلَّہَا	اور یقیناً ہم نے دکھائیں فرعون کو اپنی تمام ہی نشانیاں
فَکَذَّبَ وَ اَبٰی ﴿۵۶﴾	تو اُس نے جھٹلایا اور نہیں مانا۔

حضرت موسیٰؑ کی دعوت کے جواب میں فرعون نے پوچھا کہ آپ کا رب کون ہے؟ آپؑ نے جواب دیا وہ ہستی جس نے ہر مخلوق کو پیدا کیا، اپنی ضروریات پوری کرنے کی سمجھ دی اور طریقہ سکھایا۔ فرعون نے پوچھا ہمارے آباء واجداد کے پاس تمہاری دعوت نہیں پہنچی کیا وہ گمراہ تھے؟ اگر حضرت موسیٰؑ ہاں کہہ دیتے تو گویا پوری قوم اُن کی دشمن ہو جاتی اور فرعون اپنی سازش میں کامیاب ہو جاتا۔ حضرت موسیٰؑ نے حکیمانہ جواب دیا کہ آباء واجداد کا علم میرے رب کے پاس ہے اور اُس کا علم بالکل درست اور کامل ہے

۔ میرے رب کا ہی یہ فیض ہے کہ اُس نے تمہارے لیے زمین بنائی، اُس میں مختلف منازل تک پہنچنے کے لیے راستے بنائے، بارش برسائی اور بارش کے ذریعے تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے غذا کی طرح طرح کی قسمیں پیدا فرمائیں۔ یاد رکھو اِسی زمین کی مٹی سے اللہ تعالیٰ نے تم سب کو بنایا، اِسی میں مرنے کے بعد تم لوٹا دیے جاؤ گے اور پھر اِسی سے دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے ۔حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو معجزات دکھائے لیکن وہ بدنصیب ایمان لانے سے محروم رہا۔

آیات ۵۷ تا ۶۱

معجزات کا مقابلہ جادو سے کرنے کی ناپاک کوشش

قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۵۷﴾	کہا فرعون نے کیا تم آئے ہو ہمارے پاس اِس لیے کہ تم نکال دو ہمیں ہماری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے اے موسیٰؑ!۔
فَلَنَاۡتِيَنَّكَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ	تو ہم بھی ضرور لائیں گے تمہارے پاس جادو اِس جیسا
فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكَ مَوۡعِدًا	پس ٹھہراؤ ہمارے درمیان اور اپنے درمیان ایک وعدے کا وقت
لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ	نہ ہم خلاف کریں اُس کے اور نہ ہی تم
مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾	(جگہ ہونی چاہیے) ایک کھلا میدان۔
قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ	فرمایا موسیٰؑ نے تمہارے لیے وعدے کا وقت ہے زینت کا دن
وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾	اور یہ کہ جمع کیے جائیں لوگ چاشت کے وقت۔

فَتَوَلّٰی فِرۡعَوۡنُ	پس واپس ہوا فرعون
فَجَمَعَ کَیۡدَہٗ	پھر اُس نے جمع کیا اپنا مکر و فریب
ثُمَّ اَتٰی ﴿۶۰﴾	پھر آ گیا (مقابلے پر)۔
قَالَ لَہُمۡ مُّوۡسٰی وَیۡلَکُمۡ	فرمایا فرعونیوں سے موسیٰؑ نے ہلاکت ہو تمہارے لیے
لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا	مت گھڑو اللہ پر جھوٹ
فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ۚ	ورنہ وہ برباد کر دے گا تمہیں عذاب سے
وَ قَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی ﴿۶۱﴾	اور یقیناً وہ نامراد ہوا، جس نے جھوٹ گھڑا۔

فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔ یہ بہتان لگایا کہ آپؑ جادو کے ذریعے مصر کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اپنے اِس ناپاک عزم کا اظہار کیا کہ ہم موسیٰؑ کی پیش کردہ نشانیوں کا مقابلہ جادو کے ذریعہ کریں گے۔ اُس نے حضرت موسیٰؑ سے ایک کھلے میدان میں مقابلے کے لیے ایک دن اور وقت طے کیا۔ اُس دن وہ اپنے ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو مقابلے کے لیے لے آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعونیوں کو بڑے سخت الفاظ میں خبردار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ معجزات کو جادو اور اُس کے رسولؑ کو جادوگر کہہ کر بہتان نہ لگاؤ۔ اگر تم بہتان لگانے سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے قہر و غضب سے برباد کر دے گا۔

آیات ۶۲ تا ۶۴

جادوگروں کا مقابلے سے انکار

فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَہُمۡ بَیۡنَہُمۡ	پس وہ جھگڑ پڑے اپنے معاملے کے متعلق آپس میں

وَ اَسَرُّوا النَّجۡوٰی ﴿۶۲﴾	اور اُنہوں نے چپکے سے سرگوشی کی۔
قَالُوۡۤا اِنۡ ہٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ	کہنے لگے بے شک یہ دونوں یقیناً جادوگر ہیں
یُّرِیۡدٰنِ اَنۡ یُّخۡرِجٰکُمۡ مِّنۡ اَرۡضِکُمۡ بِسِحۡرِہِمَا	چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہاری سرزمین سے اپنے جادو کے ذریعے
وَ یَذۡہَبَا بِطَرِیۡقَتِکُمُ الۡمُثۡلٰی ﴿۶۳﴾	اور مٹادیں تمہاری مثالی تہذیب کو۔
فَاَجۡمِعُوۡا کَیۡدَکُمۡ	پس اکٹھی کرلو اپنی ساری چالیں
ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا ۚ	پھر آجاؤ (مقابلے کے لیے) صف باندھ کر
وَ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡیَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰی ﴿۶۴﴾	اور یقیناً وہی کامیاب ہوگا آج جو غالب آیا۔

حضرت موسیٰؑ نے جادوگروں کے سامنے جب پورے یقین اور جلال کے ساتھ حق کی دعوت رکھی اور اُنہیں حق کی مخالفت کرنے پر عذاب سے ڈرایا تو وہ سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰؑ جادوگر نہیں ہیں۔ جادوگر تو کرتب دکھا کر اور چاپلوسی کرکے لوگوں سے پیسا بٹورنے والا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کا للکارنے کا انداز تو کچھ اور ہی ہے۔ اِس انداز نے اُن کے حوصلے پست کر دیے اور اُنہوں نے مقابلے سے انکار کر دیا۔ فرعون اور اُس کے سرداروں نے اُنہیں سمجھایا کہ آج کا دن صرف مقابلے کا نہیں بلکہ ہار یا جیت کا ہے۔ اگر تم ہار گئے تو تمہارا حسین و رنگین تہذیب و تمدن اور مادر پدر آزاد ثقافت کا خاتمہ ہو جائے گا اور مصر میں ''ملائیت'' کا دور آجائے گا۔ اپنے جادو کی مہارت کو پوری طرح استعمال کرو اور میدان میں اتر کر مقابلے کے لیے ڈٹ جاؤ۔

آیات ۶۵ تا ۷۰

حضرت موسیٰؑ کا جادوگروں سے مقابلہ

قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِیَ	جادوگر بولے اے موسیٰؑ! یا تو یہ کہ آپ ڈالیں

وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾	اور یا یہ کہ ہم ہوں پہلے جو ڈالیں۔
قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ	فرمایا موسیٰؑ نے بلکہ تم ڈالو
فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ	تو یکایک اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں خیال میں آئیں موسیٰؑ کے ،اُن کے جادو کی وجہ سے
اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾	کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾	تو محسوس کیا اپنے جی میں کچھ خوف موسیٰؑ نے۔
قُلْنَا لَا تَخَفْ	ہم نے کہا مت ڈر واے موسیٰؑ !
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾	بے شک تم ہی غالب ہو گے۔
وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ	اور ڈال دو جو کچھ تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے
تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ	وہ نگل جائے گا اُسے جو اُنہوں نے کاریگری کی ہے
اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ	بے شک اُنہوں نے جو کاریگری کی ہے وہ جادو گر کا فریب ہی تو ہے
وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾	اور کامیاب نہیں ہوتا جادو گر جہاں بھی آئے۔
فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا	تو گرا دیے گئے جادو گر سجدے میں
قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ﴿۷۰﴾	کہنے لگے ہم ایمان لائے ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر۔

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ اور جادو گروں کے درمیان مقابلے کا واقعہ بیان ہوا۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو جادو گروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں اور لوگوں کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ سانپوں کی طرح رینگ رہی ہیں۔ اِس منظر کو دیکھ کر حضرت موسیٰؑ بھی ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تسلی دی کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ آپ اپنا عصا پھینکیں۔ اُن کا عصا حقیقی اژدھا بن گیا اور جادو گروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا۔ جادو گروں نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا حقیقی اژدھا بنا ہے اور ایسا کرنا جادو کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ یہ واقعی ایسا معجزہ ہے جسے اللہ کا کوئی رسول ہی دکھا سکتا ہے۔ وہ بے اختیار سجدے میں گر گئے اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی رسالت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے۔

آیات ۷۱ تا ۷۳

فرعون کی دھمکی اور نو مسلموں کی استقامت

قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَہٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَکُمۡ	کہا فرعون نے (جادو گروں سے) تم نے موسیٰ کی بات مان لی اِس سے پہلے کہ میں اجازت دیتا تمہیں
اِنَّہٗ لَکَبِیۡرُکُمُ الَّذِیۡ عَلَّمَکُمُ السِّحۡرَ ۚ	بے شک وہ یقیناً تمہارا بڑا ہے جس نے سکھایا ہے تمہیں جادو
فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ	تو یقیناً میں بری طرح سے کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرفوں سے
وَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمۡ فِیۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۫	اور ضرور صلیب پر لٹکاؤں گا تمہیں کھجور کے تنوں پر
وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۱﴾	اور تم ضرور جان لو گے کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ شدید اور دیر تک رہنے والا ہے۔
قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ	کہا جادو گروں نے ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھے اُس پر جو آ چکا ہے ہمارے پاس واضح نشانیوں میں سے

وَالَّذِیۡ فَطَرَنَا	اور اُس ہستی پر جس نے پیدا کیا ہے ہمیں
فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ	سو تو فیصلہ کر جو تو فیصلہ کرنے والا ہے
اِنَّمَا تَقۡضِیۡ هٰذِهِ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا ﴿۷۲﴾	بے شک تو فیصلہ کر سکتا ہے اِس دنیا ہی کی زندگی کے بارے میں۔
اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا	بے شک ہم تو ایمان لے آئے ہیں اپنے رب پر
لِیَغۡفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا	تاکہ وہ بخش دے ہماری خطاؤں کو
وَمَاۤ اَکۡرَهۡتَنَا عَلَیۡهِ مِنَ السِّحۡرِ ؕ	اور اُس کو جو تو نے مجبور کیا تھا ہمیں جادو پر
وَاللّٰهُ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی ﴿۷۳﴾	اور اللہ ہی بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

الغاشیۃ

جادوگروں کے ہار جانے اور پھر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آنے سے فرعون ڈر گیا کہ اب تو میری قوم بھی موسیٰؑ کے حق پر ہونے کو تسلیم کرلے گی۔ اُس نے بڑی عیاری سے اپنی قوم کی مت مار دی۔ اُس نے جادوگروں کو یہ کہہ کر کہ تم کیوں میری اجازت سے پہلے ہی ایمان لے آئے، قوم کو یہ تاثر دیا کہ میں تو خود چاہتا تھا کہ اگر موسیٰؑ کا حق پر ہونا ثابت ہو جائے تو سب کو اُن پر ایمان لانے کی اجازت دوں گا۔ پھر جادوگروں پر الزام لگایا کہ تم نے موسیٰؑ کے ساتھ مل کر خفیہ سازش کی ہے۔ تمہارا آپس کا مقابلہ جعلی تھا۔ تمہاری سازش کا مقصد شہر کے اصلی باشندوں کو بے دخل کر کے شہر پر قبضہ کرنا ہے۔ اِن چالاکیوں کے بعد اُس نے اپنی حکومت کی ہیبت طاری کرنے کے لیے جادوگروں کو بے دردی سے قتل کرنے کی دھمکی دی۔ فرعون کی یہ ساری مکاریاں ناکام ہو گئیں۔ جادوگروں کے جواب نے ثابت کر دیا کہ اُن کا ایمان لانا کسی سازش کا حصہ نہیں بلکہ اعترافِ حق کا نتیجہ ہے۔ جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم پر حق واضح ہو چکا ہے۔ تم نے جو کرنا ہے کر لو۔ تم ہماری دنیا کی زندگی ختم کر سکتے ہو لیکن آخرت میں جزا و سزا کا اختیار نہیں رکھتے۔ فیصلے آخرت میں ہوں گے۔ ہمیں امید ہے کہ اُس روز اللہ تعالیٰ ہماری سابقہ خطائیں معاف فرمادے گا اور اِس گناہ کو بھی جس پر تم نے ہمیں مجبور کیا اور ہم اُس کے رسولؑ کے سامنے مقابلے پر اتر آئے۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

مجرموں اور مومنوں کا انجام

اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا	بے شک جو آئے گا اپنے رب کے پاس مجرم کے طور پر
فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ	تو بے شک اُس کے لیے ہے جہنم
لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ﴿۷۴﴾	نہ وہ مرے گا اُس میں اور نہ ہی جیے گا۔
وَمَنۡ يَّاۡتِهٖ مُؤۡمِنًا	اور جو آئے گا اُس کے پاس ایسا مومن ہو کر
قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ	کہ جس نے واقعی عمل کیا تھا اچھا
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰى ﴿۷۵﴾	تو یہ وہ خوش نصیب ہیں جن کے لیے بلند درجات ہیں۔
جَنّٰتُ عَدۡنٍ	یعنی ہمیشہ بسنے والے باغات
تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ	بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ان میں
ع ۳ ۱۲ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ ع	یہ بدلہ ہے اُس کا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔

یہ آیات آخرت میں مجرموں اور مومنوں کے انجام کی نقشہ کشی کر رہی ہیں۔ بدنصیب مجرم جہنم میں اِس حال میں ہوں گے کہ عذاب اور تکلیف کی وجہ سے نہ زندوں میں شمار ہوں گے اور نہ ہی مردوں میں۔ اِس کے برعکس اچھے عمل کرنے والے مومنوں کے لیے جنت کی ہمیشہ ہمیش کی نعمتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اور جنت کی نعمتوں کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۷ تا ۷۹

فرعون اور اُس کے لشکروں کی ہلاکت

وَ لَقَدۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی ۙ	اور یقیناً ہم نے وحی کیا موسیٰؑ کی طرف
اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡ	کہ رات کو لے کر نکلو میرے بندوں کو
فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِیۡقًا فِی الۡبَحۡرِ یَبَسًا ۙ	پھر (عصا کی ضرب سے بناؤ) اُن کے لیے راستہ دریا میں بالکل خشک
لَّا تَخٰفُ دَرَکًا	نہ خوف رکھو پکڑے جانے کا
وَّ لَا تَخۡشٰی ﴿۷۷﴾	اور نہ ہی ڈر وڈوبنے سے۔
فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ	پھر تعاقب کیا اُن کا فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ
فَغَشِیَهُمۡ مِّنَ الۡیَمِّ مَا غَشِیَهُمۡ ﴿۷۸﴾	تو چھا گیا اُن پر دریا میں سے جو کچھ کہ چھا گیا اُن پر۔
وَ اَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ	اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو
وَ مَا هَدٰی ﴿۷۹﴾	اور نہ دکھائی اُنہیں سیدھی راہ۔

اِن آیات میں فرعون کی بربادی کا ذکر ہے۔ ایک طویل عرصے تک جب فرعون ایمان نہ لایا اور بنی اسرائیل پر ظلم و ستم کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو لے کر رات میں نکل جائیں۔ فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ حضرت موسیٰؑ اور اُن کی قوم کا تعاقب کیا۔ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی بحرِ احمر کی ایک شاخ خلیجِ سوئز تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کے اِس حصے یعنی خلیج کے پانی پر عصا مارا۔ معجزے کے ذریعہ پانی کے بیچوں بیچ ایک بالکل خشک راستہ وجود میں آ گیا۔ حضرت موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی خلیج عبور کر گئے۔ فرعون اور اُس کے لشکر جب خشک راستے کے وسط میں

پہنچے تو پانی دوبارہ مل گیا اور وہ سب کے سب غرق ہو گئے۔ فرعون کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنی قوم کو کامیابی کی راہ دکھائے گا، مگر دنیا میں اُس نے اُنہیں سمندر میں لاڈبویا اور روزِ قیامت اُنہیں جہنم میں لے جا گرائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گمراہ لیڈروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۰ تا ۸۲

بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات اور اُنہیں شکر گزاری کی تلقین

يٰبَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ قَدۡ اَنۡجَيۡنٰكُمۡ مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ	اے بنی اسرائیل! یقیناً ہم نے بچالیا تمہیں تمہارے دشمن سے
وَوٰعَدۡنٰكُمۡ جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَيۡمَنَ	اور ہم نے وعدہ کیا تم سے طور پہاڑ کے داہنی جانب
وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ﴿۸۰﴾	اور ہم نے نازل کیا تم پر من اور سلویٰ۔
كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ	کھاؤ اُن پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے عطا کی ہیں تمہیں
وَلَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ	اور حد سے نہ بڑھو اِس (رزق) میں
فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبِىۡ ۚ	ورنہ اترے گا تم پر میرا غضب
وَمَنۡ يَّحۡلِلۡ عَلَيۡهِ غَضَبِىۡ	اور جس پر بھی اترا میرا غضب
فَقَدۡ هَوٰى ﴿۸۱﴾	تو وہ یقیناً برباد ہو گیا۔
وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ	اور بے شک میں یقیناً بہت بخشنے والا ہوں اُسے جو توبہ کرے

وَاٰمَنَ	اور ایمان لائے
وَعَمِلَ صَالِحًا	اور عمل کرے اچھا
ثُمَّ اهۡتَدٰى ﴿۸۲﴾	اور پھر ہدایت کی راہ اختیار کرے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی۔ طور پہاڑ پر حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہمکلامی بخشا، تورات کی صورت میں ہدایت عطا فرمائی اور بنی اسرائیل سے عہدِ شریعت لیا۔ سیناء کے صحراء میں آسمان سے من اور سلویٰ کی صورت میں خوراک فراہم کی۔ اب اُن کے لیے احسان مندی کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ رزق کھا کر اُس کی نافرمانیاں نہ کریں، کھانے میں اسراف نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہ کریں۔ اگر اُنہوں نے ایسا کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو جائیں گے۔ ہاں کبھی غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ توبہ، ایمان کی تجدید اور نیکی کی روش اختیار کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۵

عجلت پسندی مناسب نہیں ہے

وَمَاۤ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾	(پوچھا اللہ نے) اور کس بات نے جلدی کرائی تمہیں اپنی قوم کے پاس سے آنے میں اے موسیٰؑ !؟
قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِىۡ	فرمایا موسیٰؑ نے وہ میرے ہی نقش قدم پر ہیں
وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾	اور میں نے جلدی کی آپ کی طرف آنے میں اے میرے رب! تاکہ آپ راضی ہو جائیں۔
قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ	فرمایا اللہ نے پھر بے شک ہم نے یقیناً آزمائش میں ڈال دیا ہے تمہاری قوم کو تمہارے بعد

وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾	اور گمراہ کر دیا ہے اُنہیں سامری نے۔

مصر سے ہجرت کے کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر بلایا کہ تورات عطا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضری کے شوق میں اُنہوں نے جلدی کی اور کوہِ طور پر مقررہ وقت سے پہلے چلے گئے۔ اُس وقت زیادہ ضرورت اِس بات کی تھی کہ آپؑ اپنی قوم میں رہ کر اُس کی تربیت کرتے اور فرعونیوں کی غلامی سے پڑنے والے برے اثرات اُس سے دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اِس عجلت کا نقصان یہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں آپؑ کی غیر حاضری طویل ہو گئی اور سامری نامی شخص کو قوم میں گمراہی پھیلانے کا موقع مل گیا۔ عجلت پسندی ایک بشری کمزوری ہے۔ نیک لوگوں میں اِس کا اظہار خیر کے لیے ہوتا ہے اور عام لوگوں میں دنیا کے مختلف امور کے لیے۔ دونوں صورتوں میں یہ نقصان دہ ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ جلد بازی پر قابو پایا جائے اور کسی بھی کام کی پائیداری کے لیے ضروری ہے کہ اُسے اُس کی فطری رفتار سے ہی مکمل ہونے دیا جائے۔

آیات ۸۶ تا ۸۹

سامری کی پیدا کردہ گمراہی

فَرَجَعَ مُوۡسٰۤی اِلٰی قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ	تو لوٹے موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف سخت غضبناک ہو کر، افسوس کرتے ہوئے
قَالَ یٰقَوۡمِ اَلَمۡ یَعِدۡکُمۡ رَبُّکُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ۬ؕ	فرمایا اے میری قوم! کیا وعدہ نہیں کیا تھا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ
اَفَطَالَ عَلَیۡکُمُ الۡعَهۡدُ	کیا طویل ہو گئی تھی تم پر وعدے کی مدت
اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ یَّحِلَّ عَلَیۡکُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ	یا تم نے چاہا کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کا؟
فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِیۡ ﴿۸۶﴾	سو تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی۔

قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا	کہا قوم کے لوگوں نے ہم نے خلاف ورزی نہیں کی آپؑ کے ساتھ وعدے کی اپنے اختیار سے
وَلٰكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ	اور لیکن ہم سے اٹھوایا گیا تھا بوجھ قومِ فرعون کے زیورات کا
فَقَذَفۡنٰهَا	تو ہم نے پھینک دیا اُنہیں
فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ ۙ﴿۸۷﴾	پھر اِس طرح ڈھالا اُسے سامری نے۔
فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا	پس بنا نکالا سامری نے اُن کے لیے ایک بچھڑا جو تھا ایک ڈھانچا
لَّهٗ خُوَارٌ	اُس میں تھی گائے کی آواز
فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى ۙ	تو اُنہوں نے کہا یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰؑ کا بھی معبود
فَنَسِىَ ﴿۸۸﴾	سو وہ تو بھول گئے۔
اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ	تو کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ جواب نہیں دیتا اُنہیں کسی بات کا
وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ﴿۸۹﴾ ع ۱۳	اور نہ ہی اختیار رکھتا ہے اُن کے لیے نقصان کا اور نہ ہی نفع کا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر آگاہ فرمادیا کہ آپؑ کی قوم نے آپؑ کے پیچھے بچھڑے کی مورتی کی پوجا شروع کر دی ہے۔ آپؑ انتہائی غصے میں قوم کی طرف واپس تشریف لائے۔ شرک کرنے والوں کو سختی سے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ اُنہوں نے کہا کہ

ہمیں سامری نے گمراہ کیا ہے۔ تفصیل اِس گمراہی کی یہ ہے کہ جب فرعونی سمندر میں غرق ہوئے تھے تو اُن کی لاشیں سمندر نے کنارے پر پھینک دی تھیں۔ بنی اسرائیل نے اُن کی لاشوں پر سے زیورات اتار لیے۔ اب اِن زیورات کا بوجھ اُنہیں صحرا میں بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ اُنہوں نے تمام زیورات ایک جگہ پھینک دیے۔ سامری نے اُنہیں پگھلا کر بچھڑے کی سی ایک مورتی بنادی جس میں ڈکرانے کی آواز آتی تھی۔ پھر اعلان کیا کہ حضرت موسیٰؑ کا معبود یہ بچھڑے کی مورتی ہے لیکن وہ بھول کر کہیں اور معبود سے ملاقات کے لیے چلے گئے ہیں۔ بچھڑے کی مورتی نہ کسی بات کا جواب دے سکتی تھی اور نہ ہی کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن پھر بھی بنی اسرئیل کے ستر ہزار افراد نے اُسے معبود مان کر اُس کی پوجا شروع کر دی۔

آیات ۹۰ تا ۹۴

قوم کی گمراہی اور حضرت ہارونؑ کا طرزِ عمل

وَ لَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ	اور یقیناً کہا تھا اُنہیں ہارونؑ نے اِس سے پہلے
يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ	اے میری قوم! بے شک تم تو فتنہ میں پڑ گئے ہو اِس بچھڑے سے
وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ	بے شک تمہارا رب تو رحمٰن ہے
فَاتَّبِعُوۡنِىۡ	پس پیروی کرو میری
وَ اَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ ﴿۹۰﴾	اور مانو میرا حکم۔
قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ	وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم برابر اِسی کے سامنے جمے بیٹھے رہیں گے
حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا مُوۡسٰى ﴿۹۱﴾	یہاں تک کہ لوٹ آئیں ہماری طرف موسیٰؑ۔

قَالَ یٰہٰرُوۡنُ مَا مَنَعَکَ	فرمایا موسیٰؑ نے اے ہارونؑ! کس چیز نے روکا تمہیں
اِذۡ رَاَیۡتَہُمۡ ضَلُّوۡۤا ﴿۹۲﴾	جب تم نے دیکھا انہیں کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔
اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ	کہ تم پیچھے نہیں آئے میرے
اَفَعَصَیۡتَ اَمۡرِیۡ ﴿۹۳﴾	تو کیا تم نے نافرمانی کی میرے حکم کی؟
قَالَ یَبۡنَؤُمَّ	جواب دیا ہارونؑ نے اے میری ماں کے بیٹے!
لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡیَتِیۡ وَ لَا بِرَاۡسِیۡ ۚ	نہ پکڑیے میری داڑھی اور نہ ہی میرے سر کے بال
اِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَیۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	میں ڈرتا تھا کہ آپ کہیں گے کہ تم نے پھوٹ ڈال دی ہے بنی اسرائیل کے درمیان
وَ لَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِیۡ ﴿۹۴﴾	اور انتظار نہیں کیا میرے فیصلے کا۔

یہ آیات قوم کی گمراہی کے حوالے سے حضرت ہارونؑ کے طرز عمل کی وضاحت کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے مشرکین کو بچھڑے کی پرستش سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی۔ مشرکین نے جواب دیا کہ ہم حضرت موسیٰؑ کی آمد تک یہ عمل نہ چھوڑیں گے۔ وہ اِس حوالے سے انتہائی ضد پر اتر آئے۔ اگر حضرت ہارونؑ مزید سختی کرتے تو مشرکین اور قوم کے دیگر افراد میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔ قبائلی روایات میں ایسا ہونا بہت بڑی تباہی کا باعث ہوتا۔ اُنہوں نے قوم کو تفرقہ سے بچانے اور اُس کی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے اپنی سختی کو ایک حد سے آگے بڑھنے نہیں دیا اور حضرت موسیٰؑ کی آمد کا انتظار کیا۔

آیات ۹۵ تا ۹۸

سامری اور اُس کے معبود کا انجام

قَالَ فَمَا خَطۡبُکَ یٰسَامِرِیُّ ﴿۹۵﴾	پوچھا حضرت موسیٰؑ نے تمہارا کیا معاملہ ہے اے سامری؟

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ	اُس نے کہا کہ میں نے دیکھا وہ کچھ کہ لوگوں نے نہیں دیکھا جس کو
فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ	تو میں نے بھر لی ایک مٹھی رسولؑ کے نقشِ قدم سے
فَنَبَذْتُهَا	پھر میں نے ڈال دیا اُسے (بچھڑے پر)
وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾	اور اِسی طرح سجھایا مجھے میرے جی نے۔
قَالَ فَاذْهَبْ	فرمایا موسیٰؑ نے پس چلا جا
فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ	پھر بے شک تیرے لیے اِس زندگی میں یہ (سزا) ہے کہ تو کہتا رہے گا مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے
وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ	اور بے شک تیرے لیے ایک اور وعدہ (عذاب کا) بھی ہے جس کی ہر گز تجھ سے خلاف ورزی نہیں کی جائے گی
وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ	اور دیکھ اپنے معبود کی طرف، تو سارا دن جس کے سامنے جم کر بیٹھا رہتا ہے
لَنُحَرِّقَنَّهٗ	ہم ضرور جلا دیں گے اُسے
ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾	پھر ہم ضرور بکھیر دیں گے اُسے دریا میں اڑا کر۔
اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ	بے شک تمہارا معبود اللہ ہے، وہ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾	وہ چھایا ہوا ہے ہر چیز پر اپنے علم سے۔

اِن آیات میں سامری اور اُس کے تراشیدہ معبود کا انجام مذکور ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے سامری سے باز پرس کی تو اُس نے حضرت موسیٰؑ کو خوش کرنے کے لیے کہا کہ میں نے آپؑ کے نقشِ قدم سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی تھی۔ وہ میں نے بچھڑے کے جسم میں ڈالی تو اُس میں ایک آواز سی پیدا ہو گئی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا جاؤ اب تم زندگی بھر اچھوت کی طرح رہو گے۔ کوئی تمہارے قریب آئے گا تو تمہیں تکلیف ہو گی اور تم اُسے اپنے پاس آنے سے روکو گے۔ تمہارے تراشے ہوئے معبود کو ہم جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیں گے اور اُس کی راکھ کو دریا میں بہا دیں گے۔ بلاشبہ معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

آیات ۹۹ تا ۱۰۱

قرآنِ حکیم میں بیان شدہ قصوں کی حکمت

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ مَا قَدۡ سَبَقَ ۚ	اِسی طرح اے نبیؐ! ہم سناتے ہیں آپؐ کو اُن واقعات میں سے جو گزر چکے ہیں
وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ مِنۡ لَّدُنَّا ذِكۡرًا ﴿۹۹﴾	اور یقیناً ہم نے عطا کی ہے آپؐ کو اپنے پاس سے نصیحت۔
مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ	تو جس نے رخ پھیرا اِس سے
فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ﴿۱۰۰﴾	تو بے شک وہ اٹھائے گا قیامت کے دن بوجھ۔
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهِ ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اُس میں
وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ حِمۡلًا ﴿۱۰۱﴾	اور برا ہو گا اُن کے لیے روزِ قیامت بوجھ۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآنِ حکیم میں واقعات کا بیان محض دلچسپی کے لیے نہیں بلکہ سبق آموزی کے لیے ہے۔ اب جس نے اِن واقعات سے سبق حاصل کر کے اپنی اصلاح نہ کی تو وہ روزِ قیامت نافرمانی کا ایک بھاری بوجھ لے کر آئے گا۔ یہ بوجھ بہت ہی برا ہو گا اور وہ ہمیشہ ہمیش اُس بوجھ کے عذاب میں مبتلا رہے گا۔ مفتی محمد شفیعؒ معارف القرآن میں آیت ۱۰۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قرآن سے اعراض کی مختلف صورتیں ہیں۔ اِس کی تلاوت کی طرف کوئی دھیان ہی نہ کرے، نہ کبھی قرآن پڑھنے اور سیکھنے کی فکر کرے، یا قرآن کو پڑھے مگر غلط سلط پڑھے، تصحیحِ حروف کی فکر نہ کرے۔ یا صحیح بھی پڑھے مگر بے دلی اور بے پروائی سے پڑھے، یا کسی دنیوی مال و عزت کی خواہش سے پڑھے۔ اِسی طرح قرآن کے احکام کو سمجھنے کی طرف توجہ نہ دینا بھی قرآن سے اعراض ہے اور سمجھنے کے بعد اُن پر عمل کرنے میں کوتاہی یا اُس کے احکام کی خلاف ورزی یہ تو اعراض کا انتہائی درجہ ہے۔ غرض قرآن کے حقوق سے بے پروائی کرنے کا بڑا وبال ہے جو قیامت کے روز بارِ گراں بنا کر اُس کی گردن پر لاد دیا جائے گا۔"

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

روزِ قیامت مجرموں کا حال

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ	جس روز پھونکا جائے گا صور میں
وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾	اور ہم جمع کریں گے مجرموں کو اُس روز اِس حال میں کہ اُن کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔
يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ	چپکے چپکے سرگوشی کریں گے باہم
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾	نہیں رہے تم (دنیا میں) مگر صرف دس دن۔
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ	ہم زیادہ جاننے والے ہیں اُسے جو وہ کہہ رہے ہوں گے
اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً	جب کہے گا اُن میں سے زیادہ سمجھ رکھنے والا رائے کے لحاظ سے
ع ۱۵/۱۴ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع	نہیں رہے تم (دنیا میں) مگر صرف ایک دن۔

روزِ قیامت کچھ مجرم اِس حال میں زندہ کیے جائیں گے کہ خوف سے اُن کی آنکھیں نیلی ہو چکی ہوں گی۔ باہم سرگوشیاں کر رہے ہوں گے کہ ہم دنیا میں صرف دس ہی دن تک رہے ہیں۔ گویا اُنہیں شدید ندامت ہو گی کہ ہم نے انتہائی مختصر سی مدت کو غفلت

میں بسر کر کے کیسا گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ ایسے میں اُن میں سے سب سے سمجھدار شخص کہے گا دس دن نہیں بلکہ تم تو صرف ایک ہی دن دنیا میں رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غفلت سے محفوظ فرمائے اور آخرت کی تیاری کے لیے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۸

پہاڑوں اور زمین کا مستقبل

وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡجِبَالِ	اور اے نبیؐ! وہ سوال کرتے ہیں آپؐ سے پہاڑوں کے بارے میں
فَقُلۡ یَنۡسِفُهَا رَبِّیۡ نَسۡفًا ﴿۱۰۵﴾	تو فرما دیجئے بکھیر دے گا اُنہیں میرا رب اڑا کر۔
فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفۡصَفًا ﴿۱۰۶﴾	پھر چھوڑ دے گا زمین کو صاف میدان بنا کر۔
لَّا تَرٰی فِیۡهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمۡتًا ﴿۱۰۷﴾	تم نہیں دیکھو گے زمین میں کوئی موڑ اور نہ ہی کوئی ٹیلہ۔
یَوۡمَئِذٍ یَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِیَ	اُس روز سب لوگ پیچھے آئیں گے ایک پکارنے والے کے
لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ	ممکن نہیں ہو گا رخ پھیرنا اُس (کی پکار) سے
وَ خَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ	اور پست ہو جائیں گی آوازیں رحمٰن کے سامنے
فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًا ﴿۱۰۸﴾	پھر تم نہیں سنو گے مگر مدھم سی آہٹ۔

اِن آیات میں روزِ قیامت پہاڑوں اور زمین کی بدلی ہوئی کیفیت کا بیان ہے۔ پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دے گا۔ زمین کو کوٹ کوٹ کر صاف میدان بنا دے گا۔ زمین پر نہ کوئی ابھار نظر آئے گا اور نہ ہی کوئی موڑ۔ گویا زمین ایک بہت بڑے اجتماع کے لیے میدانِ حشر کی صورت میں تبدیل کر دی جائے گی۔ اب حضرت آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک سب کو پکارا

جائے گا اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے سامنے میدانِ حشر میں حاضر ہو جائیں گے۔ خوف کی وجہ سے کوئی نہ بولے گا اور صرف قدموں کی آہٹ یا ہلکی ہلکی کھسر پھسر کی آواز سنائی دے گی۔

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۲

روزِ قیامت شفاعت کی حقیقت

يَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ	اُس روز نہیں فائدہ دے گی سفارش
اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ	سوائے اُس کے اجازت دی جسے رحمٰن نے
وَ رَضِيَ لَهٗ قَوۡلًا ﴿۱۰۹﴾	اور پسند فرمائی جس کی بات۔
يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَ مَا خَلۡفَهُمۡ	وہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے
وَ لَا يُحِيۡطُوۡنَ بِهٖ عِلۡمًا ﴿۱۱۰﴾	اور لوگ احاطہ نہیں کر سکتے اُس کا اپنے علم سے۔
وَ عَنَتِ الۡوُجُوۡهُ لِلۡحَىِّ الۡقَيُّوۡمِ ؕ	اور جھک جائیں گے چہرے اُس کے سامنے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا، قائم رکھنے والا ہے
وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ حَمَلَ ظُلۡمًا ﴿۱۱۱﴾	اور ناکام ہو گا وہ جس نے اٹھایا بوجھ ظلم کا۔
وَ مَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ	اور جو عمل کرتا ہے اچھا
وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ	اور وہ مومن بھی ہے
فَلَا يَخٰفُ ظُلۡمًا وَّ لَا هَضۡمًا ﴿۱۱۲﴾	تو وہ اندیشہ نہیں رکھے گا کسی ظلم کا اور نہ ہی حق تلفی کا۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت شفاعت قبول نہ ہو گی مگر تین شرائط کے ساتھ:

i. شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ اِس کی اجازت دے گا۔

ii. شفاعت اُسی کے لیے کی جاسکے گی جس کے حق میں ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا۔

iii. شفاعت کرنے والا صرف وہی بات کہے گا جسے اللہ تعالیٰ سننا پسند فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کے ہر عمل سے واقف ہے لہٰذا اُس کے سامنے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بندے کو بے قصور ہونے کے باوجود سزا دی جارہی ہے۔ اُس روز تمام چہرے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو گا۔ کسی بے قصور کو سزا نہیں دی جائے گی اور نہ کسی کو اُس کے اچھے عمل کے اجر سے محروم کیا جائے گا۔ ظلم کرنے والا برباد ہو گا اور خلوص کے ساتھ نیک اعمال کرنے والا کامیاب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱۳

مقصدِ نزولِ قرآن

وَ كَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا	اور اِسی طرح سے ہم نے نازل کیا ہے اُسے قرآنِ عربی کی صورت میں
وَّ صَرَّفۡنَا فِيۡهِ مِنَ الۡوَعِيۡدِ	اور طرح طرح سے بیان کی ہیں اُس میں ڈرانے کی باتیں
لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ	تاکہ وہ پرہیز گاری اختیار کریں
اَوۡ يُحۡدِثُ لَهُمۡ ذِكۡرًا ﴿۱۱۳﴾	یا پیدا کر دے قرآن اُن کے لیے نصیحت۔

اِس آیت میں قرآنِ حکیم کے نزول کا مقصد واضح کیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے قرآنِ حکیم کو زبانِ عربی میں نازل کیا تاکہ لوگ اِسے سمجھ سکیں۔ پھر اِس میں بار بار اور مختلف اسالیب سے گناہوں کے دنیا اور آخرت میں برے انجام کو بیان کیا تاکہ لوگوں کو عبرت و نصیحت حاصل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

آیت ۱۱۴

علم کی فضیلت

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ ۚ	پس بہت ہی بلند ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے
وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ	اور اے نبیؐ! جلدی نہ کیجیے قرآن کے بارے میں
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ ۫	اِس سے پہلے کہ پورا کر دیا جائے آپؐ کی طرف اِس کا وحی کرنا
وَ قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿۱۱۴﴾	اور دعا کیجیے اے میرے رب! بڑھا دے مجھے علم میں۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ بادشاہِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جس کا مقام انتہائی بلند ہے۔ قرآنِ مجید اُسی کے فرامین پر مشتمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ فرامینِ باری تعالیٰ یاد کرنے کے لیے جلدی نہ کریں۔ سکون سے وحی کے نزول کو وصول کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خود ہی یہ قرآن یاد کرا دے گا۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ "اے میرے رب! بڑھا دے مجھے علم میں"۔

آیات ۱۱۵ تا ۱۱۹

حضرت آدمؑ کی عظمت

وَ لَقَدۡ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنۡ قَبۡلُ	اور یقیناً ہم نے عہد لیا آدمؑ سے اِس سے پہلے
فَنَسِیَ	تو وہ بھول گئے
ع ۱۱ ۶ ۱۵ وَ لَمۡ نَجِدۡ لَہٗ عَزۡمًا ﴿۱۱۵﴾ ع	اور ہم نے نہیں پایا اُن میں کوئی ارادہ (لغزش کا)۔

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ	اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدمؑ کو
فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ	تو اُنہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
اَبٰى ﴿۱۱۶﴾	اُس نے انکار کیا۔
فَقُلۡنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوۡجِكَ	تو ہم نے کہا کہ اے آدمؑ! یقیناً یہ دشمن ہے تمہارا اور تمہاری بیوی کا
فَلَا يُخۡرِجَنَّكُمَا مِنَ الۡجَنَّةِ	تو کہیں وہ نکال نہ دے تم دونوں کو جنت سے
فَتَشۡقٰى ﴿۱۱۷﴾	پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔
اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوۡعَ فِيۡهَا وَ لَا تَعۡرٰى ﴿۱۱۸﴾ۙ	بے شک تمہارے لیے یہ ہے کہ تم بھوکے نہیں رہتے اِس میں اور نہ ہی تم برہنگی محسوس کرتے ہو۔
وَ اَنَّكَ لَا تَظۡمَؤُا فِيۡهَا وَ لَا تَضۡحٰى ﴿۱۱۹﴾	اور بے شک تمہیں نہ پیاس لگتی ہے اِس میں اور نہ ہی تمہیں دھوپ ستاتی ہے۔

اِن آیات سے قصۂ آدمؑ و ابلیس کا بیان شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تمام فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ ابلیس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بتا دیا کہ یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ اماں حوا سلامٌ علیھا کا دشمن ہے۔ وہ تمہیں اُس جنت سے نکلوانے کی کوشش کرے گا جس میں تمہارے لیے چین و سکون ہے۔ وہاں بغیر کسی مشقت کے تمام بنیادی ضروریات تمہیں فراہم کی جا رہی ہیں یعنی غذا، لباس، مکان اور پانی۔ جنت میں تمہیں نہ بھوک لگتی ہے نہ پیاس۔ نہ گرمی کی شدت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی لباس کی ضرورت۔ گویا اگر جنت سے نکل گئے تو پھر بنیادی ضروریات حاصل کرنے کے لیے بھی مشقت اٹھانی پڑے گی۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳

ابلیس کا دھوکہ اور اللہ تعالیٰ کا کرم

فَوَسۡوَسَ اِلَيۡهِ الشَّيۡطٰنُ	پھر وسوسہ پیدا کیا آدمؑ میں شیطان نے
قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ	کہنے لگا اے آدمؑ! کیا میں آگاہ کروں تمہیں دائمی زندگی کے درخت سے
وَ مُلۡكٍ لَّا يَبۡلٰى ﴿۱۲۰﴾	اور ایسی بادشاہی سے جو کبھی ختم نہ ہو۔
فَاَكَلَا مِنۡهَا	پس آدمؑ اور اُن کی زوجہ نے کھایا اُس درخت میں سے
فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا	تو ظاہر ہو گئیں اُن پر اُن کی شرم گاہیں
وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ ۟	اور لگ گئے دونوں ڈالنے اپنے اوپر جنت کے پتے
وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾	اور ٹال دیا حکم آدمؑ نے اپنے رب کا پھر بہہ گئے جذبات میں۔
ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ	پھر چن لیا اُنہیں اُن کے رب نے
فَتَابَ عَلَيۡهِ	سو نظرِ کرم کی اُن پر
وَ هَدٰى ﴿۱۲۲﴾	اور اُنہیں ہدایت دی۔
قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًا	فرمایا اللہ نے اُتر جاؤ تم دونوں اِس جنت سے اکٹھے
بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ	تم میں سے کچھ دوسروں کے دشمن ہوں گے

فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ہُدًی ۙ	پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت
فَمَنِ اتَّبَعَ ہُدَایَ	تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی
فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشۡقٰی ﴿۱۲۳﴾	پس نہ وہ گمراہ ہو گا اور نہ ہی مشقت میں پڑے گا۔

جنت میں ابلیس حضرت آدمؑ کو بہکانے میں کامیاب ہو گیا۔ اُن سے کہا کہ تم ایک خاص درخت کا پھل کھاؤ گے تو ہمیشہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے اور ایسی بادشاہت ملے گی جس پر کبھی زوال نہ آئے گا۔ حضرت آدمؑ اور اُن کی زوجہ سلامٌ علیھا نے اُس درخت کا پھل کھا لیا جسے اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا تھا۔ اب اُنہیں جنت کے لباس سے محروم کر دیا گیا لہٰذا اُنہیں برہنگی کا احساس ہونے لگا۔ اُنہوں نے جنت کے پتوں سے خود کو ڈھانپنا شروع کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور دنیا میں خلافت کے لیے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں آگاہ کیا کہ میں تمہاری ہدایت کے لیے وحی کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔ جس نے میری وحی کی پیروی کی وہ گمراہی اور بدبختی سے محفوظ رہے گا۔

آیات ۱۲۴ تا ۱۲۷

قرآن سے غفلت برتنے والا روزِ قیامت اندھا ہو گا

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ	اور جس نے رخ پھیرا میرے ذکر سے
فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا	تو بے شک اُس کے لیے ہو گی گزران تنگ
وَّ نَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی ﴿۱۲۴﴾	اور ہم اٹھائیں گے اُسے روزِ قیامت اندھا۔
قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی	وہ کہے گا اے میرے رب! کیوں تو نے اٹھایا ہے مجھے اندھا
وَ قَدۡ کُنۡتُ بَصِیۡرًا ﴿۱۲۵﴾	حالاں کہ میں تو تھا دیکھنے والا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا	فرمائے گا اللہ اِسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیات
فَنَسِيْتَهَا ۚ	پس تو نے بھلا دیا اُنہیں
وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾	اِسی طرح آج تو بھی فراموش کر دیا گیا ہے۔
وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ	اور اِسی طرح ہم بدلہ دیں گے اُسے جو حد سے گزرے
وَ لَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ	اور ایمان نہ لائے اپنے رب کی آیات پر
وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾	اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اِن آیات میں قرآنِ حکیم سے غفلت کا دردناک انجام بیان کیا گیا۔ جو بدنصیب قرآنِ حکیم کو پڑھنے، سمجھنے اور اِس کی تعلیمات کی پیروی سے غافل ہوتے ہیں وہ دنیا میں چین اور سکون سے محروم رہتے ہیں اور قیامت کے روز اُنہیں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ وہ فریاد کریں گے کہ ہمیں اندھا کر کے کیوں اٹھایا گیا۔ دنیا میں جب ہماری موت آئی تھی تو ہم دیکھنے والے تھے۔ جواب دیا جائے گا جس طرح تم دنیا میں قرآنِ حکیم کے حقوق کے معاملے میں جان بوجھ کر اندھے بنے ہوئے تھے، آج تمہیں اِسی روش کی وجہ سے اندھا کر کے اٹھایا گیا ہے۔ قرآنِ حکیم سے غفلت برتنے والے حقیقت میں اِس کتاب پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ اِس طرح زیادتی کرنے والے برے انجام ہی کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب کی تلاوت اِس کے فہم، اِس کے احکام پر عمل، اِس کے اجتماعی احکام کے نفاذ کے لیے جدوجہد اور اِس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

اَفَلَمۡ یَهۡدِ لَهُمۡ	تو کیا اِس بات نے ہدایت نہیں دی اُنہیں
كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ	کہ کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں اُن سے پہلے قومیں
یَمۡشُوۡنَ فِیۡ مَسٰكِنِهِمۡ ؕ	وہ چلتے پھرتے ہیں جن کی بستیوں میں
اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ ۱۳	بے شک اِس میں یقیناً نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لیے۔
وَ لَوۡ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ	اور اے نبیؐ! اگر نہ ہوتی ایک بات طے کر دی گئی آپؐ کے رب کی طرف سے
لَكَانَ لِزَامًا	تو ضرور ہو جاتا (اُن کے ساتھ) چمٹنا (عذاب کا)
وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّی ﴿۱۲۹﴾ ؕ	اور اگر نہ ہوتی ایک مقررہ مدت۔

یہ آیات مشرکینِ مکہ کو جھنجھوڑ رہی ہیں کہ وہ اُن ہلاک شدہ مجرم قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں، جن کی بستیوں کے کھنڈرات سے وہ اپنے تجارتی سفر کے دوران گزرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوموں کو مہلت دینے اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کے لیے موقع فراہم کرنے کا دستور نہ ہوتا تو مشرکینِ مکہ کو بھی فوری طور پر ہلاکت سے دوچار کر دیا جاتا۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۲

نبی اکرم ﷺ سے خصوصی خطاب

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ	پس اے نبیؐ! صبر کیجیے اُس پر جو وہ کہہ رہے ہیں

وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ	اور تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے
وَ قَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ	اور اُس کے غروب ہونے سے پہلے
وَ مِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ	اور رات کی گھڑیوں میں بھی پھر تسبیح کیجیے اُس کی
وَ اَطۡرَافَ النَّهَارِ	اور دن کے اوّل و آخر میں بھی
لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ﴿۱۳۰﴾	تاکہ آپؐ خوش رہیں۔
وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ	آپؐ ہر گز نہ اُٹھائیں اپنی آنکھیں اُس (مال و اسباب) کی طرف ہم نے فائدہ پہنچایا ہے جس سے مختلف طبقات کو اِن میں سے
زَهۡرَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ	دنیوی زندگی کی رونق کے طور پر
لِنَفۡتِنَهُمۡ فِيۡهِ ؕ	تاکہ ہم آزمائیں اُنہیں اِس کے ذریعے
وَ رِزۡقُ رَبِّكَ خَيۡرٌ وَّ اَبۡقٰى ﴿۱۳۱﴾	اور آپؐ کے رب کا عطا کردہ رزق بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔
وَ اۡمُرۡ اَهۡلَكَ بِالصَّلٰوةِ	حکم دیجیے اپنے گھر والوں کو نماز کا
وَ اصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا ؕ	اور خود بھی قائم رہیے اُس پر
لَا نَسۡـَٔـلُكَ رِزۡقًا ؕ	نہیں سوال کرتے ہم آپؐ سے رزق کا
نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ	ہم ہی رزق دیتے ہیں آپؐ کو

وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی ﴿۱۳۲﴾	اور اچھا انجام پرہیز گاری کا ہی ہوتا ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو مشرکین کے طنز و ایذا رسانی کو برداشت کرنے کی تلقین کی گئی۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے، رات کی گھڑیوں میں اور دن کے اطراف میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے قلبی سکون حاصل کریں۔ بعد ازاں اِنہی اوقات میں نمازیں فرض کر دی گئیں۔ مزید یہ کہ آپ ﷺ کافروں کی شان و شوکت اور مال و اسباب سے متاثر نہ ہوں۔ یہ اُن کے لیے صرف چار دن کی چاندنی ہے۔ جو مادی و روحانی رزق اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے وہ بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کے لیے خود بھی نماز پڑھیے اور گھر والوں کو بھی نماز کی تلقین کیجیے۔ نماز آپ ﷺ کے گھر والوں کے زاویۂ نظر کو بدل دے گی۔ وہ پاک رزق پر صابر و مطمئن ہو جائیں گے۔ اُس بھلائی کو جو ایمان و تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے، اُس عیش پر ترجیح دیں گے جو فسق و فجور اور دنیا پرستی سے دنیاداروں نے حاصل کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو کر ساری محنت دنیا کا رزق حاصل کرنے کے لیے لگا دیں۔ لوگوں کا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا میں وہ ہر ایک کو رزق دے رہا ہے۔ البتہ آخرت کی نعمتیں صرف متقیوں کے لیے ہیں۔

آیات ۱۳۳ تا ۱۳۵

نبی اکرم ﷺ کا اصل معجزہ قرآنِ حکیم ہے

وَ قَالُوۡا لَوۡ لَا یَاۡتِیۡنَا بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ	اور کافر کہتے ہیں کہ وہ (نبیؐ) کیوں نہیں لے آتے ہمارے پاس کوئی معجزہ اپنے رب کے پاس سے؟
اَوَ لَمۡ تَاۡتِہِمۡ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۳۳﴾	اور کیا نہیں آ گیا اُن کافروں کے پاس واضح بیان اُن تعلیمات کا جو پہلی کتابوں میں تھیں۔
وَ لَوۡ اَنَّاۤ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِہٖ	اور اگر بے شک ہم ہلاک کر دیتے اُنہیں کسی عذاب سے اِس سے پہلے

لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا	تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے رب! کیوں نہیں بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ	سو ہم پیروی کرتے تیری آیات کی
مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰى ﴿۱۳۴﴾	اِس سے پہلے کہ ہم ذلیل ہوتے اور رسوا ہوتے۔
قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ	اے نبیؐ! فرمایئے ہر ایک انتظار کرنے والا ہے
فَتَرَبَّصُوۡا	تو تم بھی انتظار کرو
فَسَتَعۡلَمُوۡنَ	پس عنقریب تم جان لو گے
مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِىِّ	کون ہیں سیدھی راہ والے؟
ع ۷ وَمَنِ اهۡتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع	اور کس نے ہدایت پائی؟

مشرکینِ مکہ اعتراض کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ پر اُن کی فرمائش کے مطابق معجزہ نازل کیوں نہ ہوا؟ جواب دیا گیا کہ کیا یہ قرآنِ حکیم معجزہ نہیں ہے جس کی تلاوت اِن مشرکین کے سامنے کی جارہی ہے اور وہ اِس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے کہ اُن کے سامنے ایسی کتاب پیش کی جارہی ہے جس میں تمام سابقہ آسمانی کتابوں کے مضامین اور تعلیمات کا عطر نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔ انسان کی ہدایت کے لیے اُن کتابوں میں جو کچھ تھا، وہ سب نہ صرف یہ کہ اِس میں جمع کر دیا گیا ہے، بلکہ اُسے ایسا کھول کر واضح کیا گیا ہے کہ عام بدو تک اُس کو سمجھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کو قرآنِ حکیم کے نزول سے پہلے ہی نافرمانیوں کی سزا دے دیتا تو وہ شکوہ کرتے کہ اے اللہ! تو نے کیوں نہ ہماری طرف رسول بھیجا اور کتاب نازل کی تاکہ ہم سزا سے بچ جاتے۔ اب جبکہ رسول ﷺ آچکے ہیں اور کتاب نازل ہو چکی ہے تو پھر بھی وہ ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے وہ انتظار کر لیں، عنقریب ظاہر ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ پر ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے۔

سورۃ الانبیاء

انبیاء کرامؑ پر رحمتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ۱۷ انبیاء کرامؑ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایات کے بیان کے بعد آیت ۱۰۷ میں ارشاد ہوا :

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:۱۰۷)

"اور اے نبی ﷺ! ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے۔"

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴۷ — توحید، رسالت اور آخرت کا بیان
- آیات ۴۸ تا ۹۳ — ۱۷ انبیاء کرامؑ پر عنایاتِ ربّانی کا بیان
- آیات ۹۴ تا ۱۰۶ — ایمان بالآخرت کا بیان
- آیات ۱۰۷ تا ۱۱۲ — نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور اُن کے معاملے میں شرک کا سد باب

آیات ۱ تا ۲

لوگوں کی بے حسی اور غفلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ	قریب آ گیا ہے لوگوں کے لیے اُن کا حساب
وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝	اور وہ غفلت میں رخ پھیرنے والے ہیں۔
مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ	نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نئی نصیحت اُن کے رب کی طرف سے

اِلَّا اسۡتَمَعُوۡهُ وَهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ۙ﴿۲﴾	مگر وہ سنتے ہیں اُسے اِس حال میں کہ ہنسی میں ٹال دیتے ہیں۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ لوگوں کے لیے یومِ حساب انتہائی قریب ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت اِس بات کی علامت ہے کہ نوعِ انسانی کی تاریخ اب اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے ایک موقع پر اپنی شہادت کی اور وسطی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''میں اور قیامت ایسے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں'' (بخاری)۔ البتہ انسانوں کی بے حسی پر افسوس ہے کہ وہ آخرت کی تیاری اور اُس روز ہونے والے حساب کتاب سے غفلت برت رہے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس حوالے سے بار بار اور نئے نئے اسالیب میں یاددہانی کرائی گئی ہے لیکن پھر بھی لوگ سنجیدہ ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ کس قدر محرومی اور بد بختی کی روش ہے۔

آیات ۳ تا ۵

مشرکین کی ایذا رسانی اور نبی اکرم ﷺ کا صبر و تحمل

لَاهِيَةً قُلُوۡبُهُمۡ	غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اُن کے دل
وَاَسَرُّوا النَّجۡوَى ۖ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ	اور خفیہ کی سرگوشی اُن لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا
هَلۡ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۚ	یہ نہیں ہیں مگر انسان تم جیسے
اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳﴾	تو کیا تم آتے ہو جادو کے اثر میں جبکہ تم دیکھ رہے ہو؟
قٰلَ رَبِّىۡ يَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۖ	فرمایا نبیؐ نے میرا رب جانتا ہے ہر بات کو آسمان اور زمین میں
وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۴﴾	اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ	بلکہ وہ کہتے ہیں (قرآن کی آیات) پریشان خواب ہیں
بَلِ افۡتَرٰىهُ	بلکہ اُس (یعنی نبیؐ) نے گھڑ لیا ہے اِسے
بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ ۚ	بلکہ وہ شاعر ہے
فَلۡيَاۡتِنَا بِاٰيَةٍ	پس اُسے چاہیے کہ لائے ہمارے پاس کوئی معجزہ
كَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ۝	جیسے کہ بھیجے گئے تھے پہلے رسول (معجزات کے ساتھ)۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو ستانے اور دکھ دینے کا ذکر ہے۔ اگر کوئی نبی اکرم ﷺ سے قرآنِ حکیم سن کر اور آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمہ سے متاثر ہو جاتا تو مشرکینِ مکہ اُس کو ورغلانے کے لیے کہتے :

i. حضرت محمد ﷺ تو ہماری طرح کے انسان ہیں۔ کیا تم اپنی طرح کے انسان کی پیروی کرو گے۔

ii. قرآن اللہ کا کلام نہیں جادو ہے۔ جادو کے زیرِ اثر مت آؤ۔

iii. قرآن کے مضامین پریشان خیالات کا مظہر ہیں۔

iv. قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ اِسے محمد ﷺ نے خود ہی بنا لیا ہے۔

v. حضرت محمد ﷺ نبی نہیں (معاذ اللہ) شاعر ہیں۔

vi. اگر محمد ﷺ سچے نبی ہیں تو ایسا معجزہ دکھائیں جیسے معجزے سابقہ انبیاء نے دکھائے تھے۔

اِن تمام گستاخیوں کے جواب میں نبی اکرم ﷺ کمالِ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے اور ارشاد فرماتے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو میرا رب اُس سے واقف ہے۔ گویا عنقریب اللہ تعالیٰ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر دے گا۔ سچ بولنے والے سرخرو اور جھوٹ بولنے والے رسوا ہوں گے۔

آیات ۶ تا ۹

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دلجوئی

مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا ۚ	ایمان نہیں لائی اِن سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے تباہ کیا تھا
اَفَهُمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝۶	تو کیا یہ ایمان لائیں گے؟
وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا	اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں بھیجے آپؐ سے پہلے مگر کچھ مرد
نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ	ہم وحی کرتے تھے جن کی طرف
فَسۡـَٔـلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ	تو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے
اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۷	اگر تم نہیں جانتے۔
وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ	اور ہم نے نہیں بنائے تھے اُن کے ایسے جسم جو نہ کھاتے ہوں کھانا
وَمَا كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ ۝۸	اور نہ ہی وہ تھے (اِس دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے۔
ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ	پھر ہم نے سچ کر دکھایا اُن سے وعدہ
فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ	پس ہم نے بچالیا اُنہیں اور اُسے جسے ہم نے چاہا
وَاَهۡلَكۡنَا الۡمُسۡرِفِيۡنَ ۝۹	اور ہم نے ہلاک کر دیا حد سے گزرنے والوں کو۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ماضی میں بھی برباد ہونے والی قوموں نے رسولوںؑ کی دعوت کے جواب میں جھٹلانے کی مجرمانہ روش اختیار کی تھی۔ آج آپ ﷺ کی بشریت پر اعتراض کیا جارہا ہے حالانکہ ماضی میں آنے والے تمام رسولؑ بشر ہی تھے۔ اُن کے بھی بشری تقاضے تھے یعنی زندہ رہنے کے لیے وہ کھانا کھاتے تھے اور اُنہیں بھی موت کے مرحلے سے گزر کر دنیا سے رخصت ہونا پڑا۔ البتہ اُنہوں نے تمام بشری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کر کے لوگوں کے لیے قابل عمل نمونہ پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد فرمائی، اُنہیں اور ایمان لانے والوں کو سرخرو کیا اور گستاخیاں کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

آیت ۱۰

قرآنِ حکیم میں تمہارا بھی ذکر ہے

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا	یقیناً ہم نے نازل کی ہے تمہاری طرف ایک کتاب
فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ	جس میں تمہارا ذکر ہے
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ ع	تو کیا تم غور نہیں کرتے؟

یہ آیت اِس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ قرآنِ حکیم میں ہر انسان کا ذکر موجود ہے۔ دراصل قرآنِ حکیم بار بار تین طرح کے کردار بیان کرتا ہے جو ہر دور میں رہے ہیں۔ ایک حق کا دل و جان سے ساتھ دینے والے، دوسرے حق کی بھرپور مخالفت کرنے والے اور تیسرے منافقت کا مظاہرہ کرنے والے۔ انسان قرآنِ حکیم کے آئینے میں اپنے طرزِ عمل سے اپنا کردار دیکھ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ قرآنِ حکیم میں ایسی آیات بھی ہیں جن کا تاویلِ عام کے اعتبار سے ہمارے دور کے کسی واقعے پر ہو بہو اطلاق ہوتا ہے۔ اِس آیت میں قرآنِ حکیم کی جو شان بیان ہوئی اِس کا ذکر نبی اکرم ﷺ نے اِن الفاظِ مبارکہ میں کیا:

فِيْهِ خَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ (ترمذی)

"اِس قرآن میں تمہارے بعد کی خبریں بھی موجود ہیں"۔

آیات ۱۱ تا ۱۵

عذاب کے وقت ظالم قوم کا حال

وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً	اور کتنی ہی ہم نے برباد کر دیں بستیاں جو کہ ظالم تھیں
وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾	اور ہم نے پیدا کی اُن کے بعد ایک اور قوم۔
فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ	تو جب اُنہوں نے محسوس کیا ہماری پکڑ کو
اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾	تو فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔
لَا تَرْكُضُوْا	(اُن سے کہا گیا) مت بھاگو
وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ	اور لوٹو اُس طرف تمہیں خوشحالی دی گئی تھی جہاں
وَ مَسٰكِنِكُمْ	اور اپنے گھروں کی طرف
لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾	تاکہ تم سے باز پرس کی جائے۔
قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ	وہ فریاد کرنے لگے ہائے ہماری خرابی!
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾	بے شک ہم ہی تھے ظالم۔
فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ	تو برابر رہی اُن کی یہی فریاد
حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾	یہاں تک کہ ہم نے کر دیا اُنہیں کٹی ہوئی کھیتی، بجھی ہوئی آگ کی طرح۔

یہ آیات اُس منظر کا نقشہ کھینچ رہی ہیں جب کسی ظالم قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اُس وقت وہ قوم عذاب سے بچنے کے لیے بھاگنے کی کوشش کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرار کے تمام راستے بند فرمادیتے ہیں۔ اب وہ اپنے ظالم ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے نالہ و فریاد کرتی ہے لیکن عذاب سامنے آنے کے بعد فریادرسی کا وقت ختم ہوچکا ہوتا ہے۔ اب اُسے اِس طرح تباہ کردیا جاتا ہے جیسے کوئی فصل جو کٹنے کے بعد جل کر راکھ ہوگئی ہو۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

کائنات کھیل تماشا نہیں بلکہ یہاں معرکۂ حق و باطل برپا ہے

وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَهُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۱۶﴾	اور ہم نے نہیں بنایا آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے کھیل تماشا کرتے ہوئے۔
لَوۡ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نَّتَّخِذَ لَهۡوًا	اگر ہم چاہتے کہ بنائیں کوئی کھیل تماشا
لَّاتَّخَذۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّاۤ ۖ	تو ضرور بنالیتے اُسے اپنے پاس سے
اِنۡ كُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۷﴾	اگر ہم ہوتے ایسا کرنے والے۔
بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَی الۡبَاطِلِ	بلکہ ہم دے مارتے ہیں حق کو باطل پر
فَیَدۡمَغُهٗ	پھر وہ بھیجا نکال دیتا ہے اُس کا
فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ	اور یکایک وہ (باطل) مٹ جاتا ہے
وَ لَكُمُ الۡوَیۡلُ مِمَّا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۸﴾	اور تمہارے لیے بربادی ہے اُس (جھوٹ) کی وجہ سے جو تم بیان کررہے ہو۔

اِن آیات میں اِس گمراہ کن تصور کی نفی کی گئی ہے کہ خالق نے محض شغل کے لیے کائنات بنائی ہے۔ در حقیقت کائنات میں انسانوں اور جنات کی آزمائش جاری ہے۔ یہ آزمائش حق و باطل کے درمیان ایک کشمکش کی صورت میں ہے۔ کچھ لوگ حق کے علمبردار ہیں اور کچھ باطل کے طرفدار۔ اِن دونوں کے درمیان ایک معرکۂ خیر و شر برپا ہے۔ بقول اقبال ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

جب بھی اہلِ حق پامردی دکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرماتا ہے اور وہ باطل کا سر کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ حضرت طالوت کی فتح اور نبی اکرم ﷺ کی غلبۂ دین کی جدوجہد کی کامیابی اِس حقیقت کے درخشاں مظاہر ہیں۔

آیات ۱۹ تا ۲۳

آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	اور اُسی (اللہ) کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ	اور جو اُس کے پاس ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اُس کی عبادت سے
وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۚ﴿۱۹﴾	اور نہ ہی تھکتے ہیں۔
يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ	تسبیح کرتے ہیں رات اور دن
لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾	وقفہ نہیں کرتے۔
اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾	کیا اُنہوں نے بنا لیے ہیں معبود زمین سے جو دوبارہ زندہ کریں گے؟

لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا	اگر ہوتے زمین اور آسمان میں معبود اللہ کے سوا تو یقیناً یہ دونوں برباد ہو جاتے
فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۲۲﴾	پس پاک ہے اللہ جو عرش کا رب ہے اُن باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔
لَا يُسۡـَٔـلُ عَمَّا يَفۡعَلُ	نہیں پوچھا جاتا اُس سے اُس کے بارے میں جو وہ کرتا ہے
وَهُمۡ يُسۡـَٔـلُوۡنَ ﴿۲۳﴾	باقی سب سے بازپرس کی جائے گی۔

کچھ لوگوں نے آسمانوں میں موجود فرشتوں کو معبود بنالیا اور کچھ نے زمین میں بسنے والی مخلوقات کو یہ درجہ دے دیا۔ یہ آیات اِن دونوں گمراہیوں کی نفی کر رہی ہیں۔ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زمین و آسمان اُسی کے اختیار میں ہیں۔ فرشتے ہر وقت اُس کی تسبیح کر کے اُس کے سامنے اظہارِ عاجزی کرتے ہیں۔ زمین کی جملہ مخلوقات اُس کے سامنے لاچار اور بے بس ہیں۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے جبکہ جملہ مخلوقات اُس کے سامنے اپنے کیے کی جوابدہ ہیں۔ اگر واقعی زمین و آسمان میں دیگر معبود ہوتے تو وہ کسی موقع پر اختلاف کا شکار ہوتے اور باہم دست و گریبان ہو جاتے جس سے ایک فساد برپا ہو جاتا۔ کائنات کے نظام کا بغیر کسی رکاوٹ اور انتشار کے جاری رہنا اِس بات کی دلیل ہے کہ یہاں صرف ایک ہی ہستی کی مرضی جاری و ساری ہے اور وہ ہستی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔

آیات ۲۴ تا ۲۵

ہر رسولؑ کی دعوت، دعوتِ توحید تھی

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ	کیا اُنہوں نے بنا لیے ہیں اُس (اللہ) کے سوا دوسرے معبود؟
قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے لاؤ اپنی دلیل

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ	یہ (کلمۂ توحید) ذکر ہے اُن کا جو میرے ساتھ ہیں
وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ	اور یہی ذکر ہے اُن (رسولوںؑ) کا جو مجھ سے پہلے تھے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ	بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے حق
فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾	سو وہ رُخ پھیرنے والے ہیں۔
وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ	اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ سے پہلے کوئی رسولؑ
اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ	مگر ہم نے وحی کی تھی اُس کی طرف
اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا	کہ بے شک نہیں ہے کوئی معبود سوائے میرے
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾	پس عبادت کرو میری۔

اِن آیات میں رسولوںؑ کی دعوت کی یکسانیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک ہر رسولؑ نے معبودِ واحد اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اُسی کی بندگی کرنے کی دعوت دی۔ کائنات وانسان کے بارے میں ایک ہی جیسے حقائق بیان کیے۔ اِس کے برعکس فلسفیوں اور ہر دور کے مشرکین نے طرح طرح کے گمراہ کن تصورات اختیار کیے۔ اُن کی گمراہی کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے تصورات کے حق میں کوئی ٹھوس دلیل پیش نہیں کر سکے۔ یہاں تک کہ سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف کے باوجود شرک کے حق میں کوئی دلیل موجود نہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۹

فرشتوں کا اصل مقام

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا	اور اُنہوں نے کہا بنالیا ہے رحمٰن نے بیٹا

سُبْحٰنَهٗ	وہ تو پاک ہے
بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾	بلکہ وہ (فرشتے) تو عزت دیے گئے بندے ہیں۔
لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ	نہیں پہل کرتے اُس کے سامنے بات کرنے میں
وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾	اور وہ اُس کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں۔
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ	وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے
وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى	اور وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اُسی کی جس کے لیے وہ پسند فرمائے
وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾	اور وہ اُس کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔
وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ	اور جس نے کہا اُن میں سے کہ بے شک میں معبود ہوں اُس (اللہ) کے سوا
فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ	پس یہی ہے ہم بدلے میں دیں گے جسے جہنم (کی سزا)
ع ۲ ۲ ۲ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع	اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

مشرکینِ مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی پرستش کرتے تھے۔ اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں بلکہ اُس کے عزت و شرف کے حامل بندے ہیں۔ اُس کے سامنے عاجزی کے ساتھ خاموش رہتے ہیں۔ اُس کے کسی فیصلے کے خلاف رائے نہیں دیتے اور اُسی کے حکم کے مطابق ہی اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ اُس کی اجازت ہی سے کسی

کے حق میں شفاعت کرتے ہیں۔ بالفرض اگر اُن میں سے کسی نے معبود ہونے کا دعوی کیا تو وہ ظالم قرار پائے گا اور اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۰ تا ۳۳

اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں

اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا	اور کیا نہیں دیکھا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا	کہ بے شک آسمان اور زمین دونوں تھے بند
فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ	تو ہم نے کھول دیا اِن دونوں کو
وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ	اور ہم نے رکھا پانی کے ذریعے ہر شے کو زندہ
اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾	تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟
وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪	اور ہم نے رکھ دیے زمین میں بوجھ (یعنی پہاڑ) کہ وہ ہلاتی نہ رہے اُنہیں
وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾	اور ہم نے بنادیے اِس میں کشادہ راستے تاکہ وہ رہنمائی حاصل کریں (اپنی منزلوں کی)۔
وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ	اور ہم نے بنادیا آسمان کو مضبوط چھت
وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾	اور وہ اُس کی نشانیوں سے رخ پھیرنے والے ہیں۔
وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ	اور وہی (اللہ) ہے جس نے بنائے ہیں رات اور دن

وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ	اور سورج اور چاند
كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۳۳﴾	وہ سب کے سب اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی حسبِ ذیل قدرتوں اور بیش بہا نعمتوں کا بیان ہے :

i. آسمان جس سے اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے۔

ii. زمین جو بارش کے پانی کو جذب کر کے طرح طرح کی نعمتیں اگاتی ہے۔

iii. پانی جس پر جملہ مخلوقات کی زندگی کا انحصار ہے۔

iv. پہاڑ جن کے بوجھ کی وجہ سے زمین ایک توازن رکھتی ہے اور کوئی بڑا سیارہ زمین کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا۔

v. زمین پر موجود قدرتی راستے جن کے ذریعے ہم اپنی مطلوب منزلوں تک پہنچتے ہیں۔

vi. آسمان اِس اعتبار سے بھی نعمت ہے کہ یہ اہلِ زمین کے لیے ایک محفوظ چھت ہے۔

vii. رات جو انسانوں کے آرام کے لیے ہے۔

viii. دن جو انسانوں کی مختلف سرگرمیوں کو انجام دینے کے لیے ہے۔

ix. سورج جس کی گردش انسانوں کے لیے کئی فوائد کے حصول کا ذریعہ ہے مثلاً حرارت کا حصول، فصلوں کا پکنا، دن اور سالوں کا حساب وغیرہ۔

x. چاند جس کی گردش رات میں روشنی بھی دیتی ہے اور دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب بھی طے کرتی ہے۔

افسوس کہ انسانوں کی اکثریت مذکورہ بالا نعمتوں سے استفادہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یعنی ناشکری کرتی ہے۔

آیت ۳۳ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حرکت کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی پسندیدہ سرگرمیوں کے لیے متحرک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ بقول اقبال۔

اِس راہ میں مقام بے محل ہے — پوشیدہ قرار میں اجل ہے
چلنے والے نکل گئے ہیں — جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں

آیات ۳۴ تا ۳۵

موت وحیات کا سلسلہ ... انسانوں کی آزمائش کا ذریعہ

وَ مَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ الۡخُلۡدَ ؕ	اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں رکھی کسی انسان کے لیے آپؐ سے پہلے ہمیشگی
اَفَاۡئِنۡ مِّتَّ فَهُمُ الۡخٰلِدُوۡنَ ﴿۳۴﴾	پھر کیا اگر آپؐ فوت ہوگئے تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے؟
كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ	ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے
وَ نَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَيۡرِ فِتۡنَةً ؕ	اور ہم تمہیں آزماتے ہیں شر سے اور خیر سے جانچنے کے لیے
وَ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۳۵﴾	اور ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔

مشرکینِ مکہ اِس خوش فہمی کا شکار تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی دعوت کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکے گا۔ اِن آیات میں مشرکین کو آگاہ کیا گیا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے دنیا سے جانا ہے تو مشرکین کو بھی بہر حال مرنا ہے۔ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہی ہے۔ دنیا میں کبھی نعمتوں کی فراوانی سے بندوں کے شکر اور کبھی تکالیف سے صبر کا امتحان ہوتا رہتا ہے۔ دنیا ہے ہی دارالامتحان، نتائج آخرت میں نکلیں گے۔ اُس روز اللہ کے رسول ﷺ اور اُن کے پیروکار عظیم کامیابی حاصل کریں گے اور آپ ﷺ کے دشمن اور نافرمان ابدی ناکامی کی ذلت سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۳۶ تا ۴۱

مشرکینِ مکہ کی گستاخیوں کا جواب

وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اور اے نبیؐ! جب دیکھتے ہیں آپؐ کو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا	وہ نہیں بناتے آپؐ کو مگر مذاق
اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ	(کہتے ہیں) کیا یہ ہیں وہ جو (برائی سے) ذکر کرتے ہیں تمہارے معبودوں کا؟
وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾	جبکہ وہ خود رحمٰن کے ذکر ہی کے انکاری ہیں۔
خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ	بنایا گیا ہے انسان کو جلد باز
سَاُوْرِيْكُمْ اٰيٰتِيْ	میں عنقریب دکھاؤں گا تمہیں اپنی نشانیاں
فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾	پس جلدی نہ کرو مجھ سے۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے طنز اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیوں کا ذکر اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے لیے وعید کا بیان ہے۔ جب مشرکین آپ ﷺ کو دیکھتے تو مذاق اڑاتے اور آپ ﷺ کی طرف سے اپنے معبودوں کی نفی پر اظہارِ تعجب کرتے۔ مگر اُنہیں خود اپنے حال پر شرم نہ آتی کہ اللہ تعالیٰ کو خالق و رازق ماننے کے باوجود اُس کے ساتھ شرک کرتے ہیں، اُس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اُسی کی نافرمانی کرتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ سے اُس کی توحید کا ذکر سن کر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں خبردار کیا کہ اب عنقریب تمہیں کچھ نشانیاں دکھائی جائیں گی جن کے

بارے میں جلدی نہ کرو۔ اب مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں گی، تم پر دنیا میں عذاب کے کوڑے برسیں گے اور پھر آخرت میں جہنم کا دائمی عذاب تمہیں المناک اذیت دیتا رہے گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہٰذَا الۡوَعۡدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (عذاب کا) وعدہ
اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۳۸﴾	اگر تم سچے ہو۔
لَوۡ یَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	کاش! جان لیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
حِیۡنَ لَا یَکُفُّوۡنَ عَنۡ وُّجُوۡہِہِمُ النَّارَ	جب وہ نہ روک سکیں گے اپنے چہروں پر سے آگ کو
وَ لَا عَنۡ ظُہُوۡرِہِمۡ	اور نہ ہی اپنی پشتوں پر سے
وَ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۳۹﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔
بَلۡ تَاۡتِیۡہِمۡ بَغۡتَۃً	بلکہ وہ آئے گی اُن پر اچانک
فَتَبۡہَتُہُمۡ	تو وہ ہوش اڑا دے گی اُن کے
فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ رَدَّہَا	پھر وہ قابل نہ ہوں گے اُسے لوٹانے کے
وَ لَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۴۰﴾	اور نہ ہی اُنہیں مہلت دی جائے گی۔
وَ لَقَدِ اسۡتُہۡزِیٔ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ	اور بلاشبہ مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپؐ سے پہلے
فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡہُمۡ	تو گھیر لیا اُن لوگوں کو کہ جنہوں نے مذاق اڑایا تھا اُن

	میں سے
ع ۳ ۱۳ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع	اُسی چیز نے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

مشرکین کہتے تھے کہ آئے دن ہمیں ڈرایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت کا انکار کروگے تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑے گا اور قیامت میں تم جہنم کا ایندھن بن جاؤ گے۔ ہم روز اِن باتوں کا انکار کرتے ہیں لیکن دندناتے پھر رہے ہیں۔ نہ کوئی عذاب آتا دکھائی دیتا ہے اور نہ کوئی قیامت ہی ٹوٹی پڑ رہی ہے۔ پھر وہ طنزیہ انداز سے پوچھتے کہ اگر ہم مجرم ہیں تو ہمیں ہمارے جرائم کی سزا کب ملے گی؟ جواب دیا گیا تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اچانک آئے گا اور وہ تمہارے ہوش اڑادے گا۔ پھر نہ تم اپنے چہروں کو عذاب سے بچاسکو گے اور نہ ہی پشتوں کو۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسولوںؑ کا اُن کی قوموں نے مذاق اڑایا تھا۔ پھر اُن قوموں کو اُسی عذاب نے گھیر لیا تھا جسے وہ مذاق سمجھ رہے تھے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

مشرکینِ مکہ کے لیے دعوتِ غور و فکر

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ	اے نبیؐ! پوچھیے کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات اور دن رحمٰن کے مقابلے میں
بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾	بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے رخ پھیرنے والے ہیں۔
اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ	کیا اُن کے ایسے معبود ہیں جو بچاتے رہتے ہیں اُنہیں ہمارے سوا
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ	وہ تو طاقت نہیں رکھتے اپنی بھی مدد کی
وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾	اور نہ ہی اُن کا ہماری طرف سے ساتھ دیا جاتا ہے۔

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ	بلکہ ہم نے دیا سامانِ عیش اُنہیں اور اُن کے باپ دادا کو
حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ	یہاں تک کہ طویل ہو گیا اُن پر عرصہ
اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا	تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ بے شک ہم آرہے ہیں زمین کی طرف (اِس طرح کہ) ہم تنگ کر رہے ہیں اُسے اُس کے اطراف سے (کافروں کے لیے)
اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾	پھر کیا وہ غالب آسکیں گے؟۔

یہ آیات مشرکینِ مکہ کو دعوت دے رہی ہیں کہ ذرا سوچو! کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہاری حفاظت کر سکتا ہے؟ تم اپنی سرکشی کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہو۔ تم پر عذاب رات میں بھی آسکتا ہے اور دن میں بھی۔ کیا تمہارے معبود اِس قابل ہیں کہ تمہیں ہمارے عذاب سے بچا سکیں؟ اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ تمہارے اطراف کے علاقوں میں اسلام قبول کرنے والے بڑھتے جا رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا دائرۂ اثر بڑھ رہا ہے اور تمہارا دائرۂ اثر کم ہو رہا ہے۔ تمہارے گرد زمین تنگ ہو رہی ہے۔ کیا اب بھی تم غالب رہ سکو گے؟

آیات ۴۵ تا ۴۷

دلسوزی کے ساتھ وعظ و نصیحت

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۫	اے نبیؐ! فرمائیے میں خبردار کر رہا ہوں تمہیں صرف وحی کے ذریعہ
وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾	اور نہیں سنا کرتے بہرے پکار کو جب اُنہیں خبردار کیا جاتا ہے۔

وَ لَئِنۡ مَّسَّتۡهُمۡ نَفۡحَةٌ مِّنۡ عَذَابِ رَبِّكَ	اور اگر چھو جائے اُنہیں ہلکا سا جھونکا آپؐ کے رب کے عذاب کا
لَيَقُوۡلُنَّ يٰوَيۡلَنَاۤ	تو وہ یقیناً کہیں گے ہائے ہماری خرابی!
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۴۶﴾	بے شک ہم ہی ظالم تھے۔
وَ نَضَعُ الۡمَوَازِيۡنَ الۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ	اور ہم رکھیں گے عدل والے ترازو قیامت کے دن
فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡـًٔا ؕ	تو ظلم نہیں کیا جائے گا کسی جان پر کچھ بھی
وَ اِنۡ كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ	اور اگر ہو گا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر
اَتَيۡنَا بِهَا	ہم لے آئیں گے اُن سب (اعمال) کو
وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيۡنَ ﴿۴۷﴾	اور کافی ہیں ہم حساب لینے والے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کا بڑی دلسوزی کے ساتھ مشرکینِ مکہ کو خبر دار کرنے کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ مشرکین کو آگاہ کر دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی بنیاد پر تمہیں حقائق بتا رہا ہوں لیکن تم بہروں کی طرح میرے بیان کا کوئی اثر نہیں لے رہے۔ اگر تمہیں دنیا میں فوری سزا دے دی جائے تو فریاد کرو گے کہ ہائے ہم ہی ظالم ہیں۔ البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ہر عمل کا حساب لے کر رہے گا۔ اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہے تو اُس کی بھی باز پرس ہو گی۔ اب سوچ لو! اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا کیا حال ہو گا؟

آیات ۴۸ تا ۵۰

اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے کون فیض پاتے ہیں؟

وَ لَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى وَ هٰرُوۡنَ الۡفُرۡقَانَ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حق اور

	باطل میں فرق کی کسوٹی
وَ ضِیَآءً وَّ ذِکۡرًا لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۴۸﴾	اور روشنی اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔
الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ	وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے
وَ ہُمۡ مِّنَ السَّاعَۃِ مُشۡفِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾	اور وہ قیامت کے احساس سے خوفزدہ رہنے والے ہیں۔
وَ ہٰذَا ذِکۡرٌ مُّبٰرَکٌ اَنۡزَلۡنٰہُ ؕ	اور یہ (قرآن) برکت والا ذکر ہے، ہم نے نازل کیا ہے جسے
اَفَاَنۡتُمۡ لَہٗ مُنۡکِرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ ع	تو کیا تم اِس کا انکار کرنے والے ہو؟

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے محاسن بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تورات حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو عطا کی۔ تورات اپنی اصل صورت میں حق و باطل میں فرق کی کسوٹی، سیدھی راہ دکھانے کے لیے ایک روشنی اور درد بھری نصیحت تھی۔ البتہ اِس کتاب کے اِن اوصافِ حمیدہ سے فیض صرف وہی سعادت مند حاصل کر سکتے تھے جو متقی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہتے تھے اور آخرت میں جوابدہی کے احساس سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ ہر دور میں ایسے ہی پاکیزہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتابیں مفید یعنی ہدایت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم نازل فرمایا جو بے شمار برکتوں کا حامل ہے۔ افسوس کہ کافر اور مشرکین اِس عظیم نعمت کی ناقدری کر کے اِس کا انکار کر رہے ہیں!

آیات ۵۱ تا ۵۶

حقیقی رب کون ہے؟

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اِبۡرٰہِیۡمَ رُشۡدَہٗ مِنۡ قَبۡلُ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا ابراہیمؑ کو اُن کا فہم و فراست اِس سے پہلے

وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾	اور ہم اُن کے بارے میں خوب جاننے والے ہیں۔
اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ	جب فرمایا اُنہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾	یہ کیا مورتیاں ہیں کہ تم جن کے سامنے جمے بیٹھے رہتے ہو؟
قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾	اُنہوں نے کہا ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اِن کی عبادت کرنے والا۔
قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾	فرمایا ابراہیمؑ نے یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہو۔
قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ	اُنہوں نے کہا کیا آپ پیش کر رہے ہیں ہمارے سامنے واقعی حق بات
اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾	یا آپ یوں ہی دل لگی کرنے والے ہیں۔
قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	فرمایا ابراہیمؑ نے بلکہ تمہارا رب (وہ ہے جو) آسمانوں اور زمین کا رب ہے
الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۫	وہ کہ جس نے بنایا ہے اِن سب کو
وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾	اور میں اِس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جانے والی دانائی اور پھر اُس کے مظاہر کا تذکرہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور قوم سے دریافت کیا کہ اِن مورتیوں کی حقیقت کیا ہے جن کے سامنے تم سر جھکا کر بڑے ادب سے بیٹھے

رہتے ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ عبادت کا یہ طریقہ ہم نے اپنے آباء واجداد سے سیکھا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا بلاشبہ تم بھی کھلی گمراہی کا شکار ہو اور یہی حال تمہارے آباء واجداد کا بھی تھا۔ قوم نے پوچھا کہ اے ابراہیمؑ! کیا آپ شغل کر رہے ہیں یا واقعی سنجیدہ ہیں؟ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ربِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جس نے کائنات کی ہر شے کو وجود بخشا اور جو اِس کی ہر اعتبار سے نگرانی، پرورش اور حفاظت فرما رہا ہے۔

آیات ۵۷ تا ۶۴

بت پرستوں پر اتمامِ حجت

وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ	اور (فرمایا ابراہیمؑ نے) اللہ کی قسم میں ضرور خفیہ تدبیر کروں گا تمہارے بتوں کے خلاف
بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾	اِس کے بعد کہ تم چلے جاؤ پیٹھ پھیر کر۔
فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا	تو کر دیا ابراہیمؑ نے اُنہیں ٹکڑے ٹکڑے
اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ	سوائے اُن کے ایک بڑے کے
لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾	تاکہ وہ اُس کی طرف رجوع کریں۔
قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ	اُنہوں نے کہا کس نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ؟
اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾	بے شک وہ یقیناً ظالموں میں سے ہے۔
قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ	کچھ نے کہا ہم نے سنا ہے ایک نوجوان کو جو (برائی سے) ذکر کرتا ہے اُن کا

يُقَالُ لَهٗۤ اِبۡرٰهِيۡمُ ﴿۶۰﴾	کہا جاتا ہے اُسے ابراہیم۔
قَالُوۡا فَاۡتُوۡا بِهٖ عَلٰۤى اَعۡيُنِ النَّاسِ	اُنھوں نے کہا لے آؤ اُسے لوگوں کی نگاہوں کے سامنے
لَعَلَّهُمۡ يَشۡهَدُوۡنَ ﴿۶۱﴾	تاکہ وہ گواہی دیں۔
قَالُوۡۤا ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ﴿۶۲﴾	اُنھوں نے کہا کیا تم نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ اے ابراہیم!؟
قَالَ بَلۡ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيۡرُهُمۡ هٰذَا	فرمایا ابراہیمؑ نے بلکہ کیا ہوگا یہ اُن کے اِس بڑے نے
فَسۡـَٔـلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ ﴿۶۳﴾	سو پوچھ لو اُن سے اگر وہ بولتے ہیں۔
فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ	تو وہ پلٹے اپنے ضمیر کی طرف
فَقَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۶۴﴾	پھر کہہ اٹھے بے شک تم ہی ظالم ہو۔

یہ آیات بت پرستوں پر حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے اتمامِ حجت کا واقعہ بیان کر رہی ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ شہر کے بت خانے میں داخل ہو گئے۔ تمام بتوں کو توڑ دیا البتہ بڑے بت کو سلامت رہنے دیا۔ جب قوم کے پنڈتوں نے آپؑ سے پوچھا کہ ہمارے معبودوں کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ بڑا بت سلامت ہے اور اِسی نے بقیہ بتوں کو توڑا ہو گا۔ جاؤ شکستہ بتوں سے پوچھ لو کہ اُن کو اِس حال سے کس نے دوچار کیا ہے؟ پنڈت اور پوری قوم کو اپنے معبودوں کی بے بسی اور لاچارگی کا احساس ہو گیا۔ گویا اُن پر اتمامِ حجت ہو گئی۔

آیات ۶۵ تا ۶۷

ابراہیمؑ کی طرف سے بت پرستوں کو ملامت

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ	پھر وہ الٹے پھرا دیے گئے (شرک کی طرف) اپنے سروں پر
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾	(ہٹ دھرمی سے بولے) یقیناً تم جانتے ہو (اے ابراہیم!) یہ بولتے نہیں ہیں۔
قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	فرمایا ابراہیمؑ نے تو کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اُن کی
مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا	جو نہ فائدہ دیں تمہیں کچھ بھی
وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾	اور نہ ہی نقصان پہنچائیں تمہیں۔
اُفٍّ لَّكُمْ	تف ہے تم پر
وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ	اور اُن پر بھی جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾	کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے۔ قوم پر واضح ہو چکا تھا کہ جن بتوں کی وہ پوجا کرتے ہیں وہ لاچار اور بے اختیار ہیں۔ اِس کے باوجود آباء و اجداد کی اندھی تقلید، پنڈتوں کی مذہبی چودھراہٹ اور دیگر مفادات نے جاہلی عصبیت کی صورت اختیار کر لی۔ اُنہوں نے کہا اے ابراہیم! آپ تو جانتے ہیں کہ یہ بت بول نہیں سکتے۔ حضرت ابراہیمؑ اُن کی زبانوں سے یہی سننا چاہتے تھے۔ جواب دیا غور تو کرو! تم کیسے بے جان اور بے اختیار بتوں کو معبود بنائے بیٹھے ہو جو اپنی زبان سے یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ اُن پر کیا

بیتی اور کون اُنہیں توڑ پھوڑ گیا؟ وہ تمہیں کیا فائدہ دیں گے یا کس نقصان سے بچائیں گے جو اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں۔ افسوس ہے تم پر بھی اور تمہارے باطل معبودوں پر بھی! کیا تم سوچتے نہیں ہو؟

آیات ۶۸ تا ۷۱

آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے گلستان بن گئی

قَالُوۡا حَرِّقُوۡهُ	بت پرست کہنے لگے جلا دو اُس (ابراہیم) کو
وَانۡصُرُوۡۤا اٰلِهَتَكُمۡ	اور مدد کرو اپنے معبودوں کی
اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ﴿۶۸﴾	اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔
قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۶۹﴾	ہم نے کہا اے آگ! ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیمؑ پر۔
وَاَرَادُوۡا بِهٖ كَيۡدًا	اور بت پرستوں نے چاہی ابراہیمؑ کے خلاف ایک سازش
فَجَعَلۡنٰهُمُ الۡاَخۡسَرِيۡنَ ﴿۷۰﴾	تو ہم نے کر دیا اُنہی کو انتہائی خسارے میں جانے والا
وَنَجَّيۡنٰهُ وَلُوۡطًا	اور ہم نے بچا لیا ابراہیمؑ اور لوطؑ کو
اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۱﴾	ایک ایسی سرزمین (فلسطین) کی طرف کہ ہم نے برکت رکھی تھی جس میں تمام جہان والوں کے لیے۔

جہُلاء کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے کہ جب وہ دلیل کے میدان میں ہار جاتے ہیں تو تشدد اور ظلم پر اتر آتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے سامنے لاجواب ہونے کے بعد بت پرستوں نے طے کیا کہ جیسے بھی ہو سکے اپنے مشکل کشاؤں کی عزت اور بھرم بچاؤ۔ ابراہیمؑ کو بھڑکتی آگ میں جلا کر راکھ کر دو۔ اُنہوں نے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اُس میں ڈالنے کا

فیصلہ کیا۔ اُن کی سازش یہ تھی کہ ابراہیمؑ آگ کے ڈر سے لرز جائیں گے اور پھر سے قوم کے باطل معبودوں کے سامنے سر جھکا دیں گے لیکن۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی جان کی محبت معبودِ حقیقی کی محبت کے سامنے قربان کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اِس عظیم بندے کی قربانی کو شرفِ قبولیت عطا کیا اور آگ کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے نہ صرف ٹھنڈی بلکہ سلامتی والی ہو جائے۔ آگ کیا کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔ آگ نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی اور حضرت ابراہیمؑ پر گل و گلزار بن گئی۔ سچ کہا ہے اقبال نے۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

مشرکین کو ناکامی و ذلت سے دوچار ہونا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے بھتیجے حضرت لوطؑ کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ فلسطین کی مبارک سرزمین میں عمدہ ٹھکانا عطا فرمایا۔

آیات ۷۲ تا ۷۳

جو گمراہوں سے کٹتا ہے اللہ اُسے صالحین سے جوڑتا ہے

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ	اور ہم نے عطا کیے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ
وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ	اور (عطا کیے) یعقوبؑ اضافی طور پر
وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾	اور سب کو بنایا نیک۔

وَ جَعَلۡنٰهُمۡ اَئِمَّةً یَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا	اور بنادیا اُنہیں پیشوا کہ وہ رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے
وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡهِمۡ فِعۡلَ الۡخَیۡرٰتِ	اور ہم نے وحی کیے اُن کی طرف نیکیوں کے کام
وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ	اور قائم کرنا نماز کا
وَ اِیۡتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ	اور ادا کرنا زکوٰۃ کا
وَ كَانُوۡا لَنَا عٰبِدِیۡنَ ﴿۷۳﴾	اور وہ ہماری ہی بندگی کرنے والے تھے۔

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص کا بیان ہے۔ وہ مشرک قوم سے علاحدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نہ صرف فلسطین کی مبارک سرزمین میں بسایا بلکہ حضرت اسحاقؑ جیسا نیک بیٹا اور حضرت یعقوبؑ جیسا باسعادت پوتا عطا کیا۔ اُن دونوں کو اللہ تعالیٰ نے منصبِ امامت پر فائز کیا۔ اُنہیں نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی اور دیگر افعالِ خیر کی تلقین و توفیق عطا فرمائی۔ بلاشبہ وہ ذوق و شوق سے اللہ تعالیٰ ہی بندگی کرنے والے صالحین بندوں میں سے تھے۔

آیات ۷۴ تا ۷۵

حضرت لوطؑ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

وَ لُوۡطًا اٰتَیۡنٰهُ حُكۡمًا وَّ عِلۡمًا	اور لوطؑ، ہم نے دی تھی جنہیں حکمت اور علم
وَّ نَجَّیۡنٰهُ مِنَ الۡقَرۡیَةِ الَّتِیۡ كَانَتۡ تَّعۡمَلُ الۡخَبٰٓئِثَ ؕ	اور ہم نے بچالیا تھا اُنہیں اُس بستی سے جو کام کیا کرتی تھی گندے
اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فٰسِقِیۡنَ ﴿۷۴﴾	بے شک وہ برائی کرنے والی نافرمان قوم تھی۔

وَ اَدۡخَلۡنٰهُ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ	اور ہم نے داخل کیا لوطؑ کو اپنی رحمت میں
اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۷۵﴾ ع ۵	بے شک وہ نیک لوگوں میں سے تھے۔

یہ آیات خبر دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت لوطؑ کو علم و حکمت کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ اُن کے سامنے اُن کی اُس فاسق قوم کو ہلاک کیا تھا جو ہم جنس پرستی کے جرم کی عادی تھی اور حضرت لوطؑ کے خلاف دست درازی کے ناپاک منصوبے بنا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے وقت حضرت لوطؑ کی حفاظت فرمائی اور اُنہیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا۔ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے باسعادت صالح بندوں میں سے تھے۔

آیات ۷۶ تا ۷۷

حضرت نوحؑ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

وَ نُوۡحًا اِذۡ نَادٰی مِنۡ قَبۡلُ	اور نوحؑ، جبکہ اُنہوں نے پکارا اِس سے پہلے
فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ	تو ہم نے جواب دیا اُن کی پکار کا
فَنَجَّیۡنٰهُ وَ اَهۡلَهٗ مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۷۶﴾ ۚ	پھر ہم نے بچا لیا اُنہیں اور اُن کے گھر والوں کو ایک بڑی مصیبت سے۔
وَ نَصَرۡنٰهُ مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ	اور ہم نے مدد کی اُن کی ایسے لوگوں کے مقابلے میں جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ	بے شک وہ برائی والے لوگ تھے
فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۷۷﴾	سو ہم نے غرق کر دیا اُن سب کو۔

حضرت نوحؑ نے ۹۵۰ برس تک اپنی قوم کو حق کی دعوت دی۔ قوم کی اکثریت فاسق تھی۔ اُن فاسقین نے نہ صرف یہ کہ دعوتِ حق کو جھٹلایا بلکہ حضرت نوحؑ اور اُن کے گھر والوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی "بے شک میں مغلوب ہوا چاہتا ہوں، پس تو میری قوم سے انتقام لے" (القمر: آیت ۱۰)۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد فرمائی۔ فاسق قوم کو ایک طوفان کے ذریعے غرق کر دیا۔ حضرت نوحؑ، اُن کے اہلِ ایمان گھر والوں اور مومن ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔

آیات ۷۸ تا ۸۰

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ	اور داؤدؑ اور سلیمانؑ، جبکہ وہ دونوں فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کے بارے میں
اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ	جب رات کو چر گئی تھیں اُس میں ایک قوم کی بکریاں
وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾	اور ہم اُن کے فیصلے کے گواہ تھے۔
فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ	تو ہم نے سمجھا دیا وہ (عدل کا فیصلہ) سلیمانؑ کو
وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫	اور ہر ایک کو ہم نے عطا کی تھی حکمت اور علم
وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ	اور ہم نے تابع کر دیے تھے داؤدؑ کے ساتھ پہاڑ
يُسَبِّحْنَ	وہ تسبیح کرتے تھے
وَالطَّيْرَ ؕ	اور (تابع کر دیے تھے) پرندے بھی
وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾	اور ہم ہی (یہ سب) کرنے والے تھے۔

وَعَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ	اور ہم نے سکھایا تھا داؤدؑ کو لباس (زرہیں) بنانا تمہارے لیے
لِتُحۡصِنَكُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِكُمۡ ۚ	تاکہ وہ محفوظ رکھے تمہیں تمہاری لڑائی کے دوران
فَهَلۡ اَنۡتُمۡ شٰكِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾	تو کیا تم شکر کرنے والے ہو؟۔

اِن آیات میں حضرت داؤدؑ اور اُن کے بیٹے حضرت سلیمانؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا تذکرہ ہے۔ اُن کو اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا، عادلانہ شریعت دی اور شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کے لیے حکمت اور بصیرت بھی عطا فرمائی۔ ایک موقع پر اُن دونوں کے سامنے دو فریق باہمی تنازع کا فیصلہ کرانے کے لیے حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک فریق کی بکریاں دوسرے فریق کی پوری فصل کو چٹ کر گئی تھیں۔ حضرت داؤدؑ نے فیصلے دیا کہ پہلا فریق دوسرے فریق کے نقصان کا ازالہ کرے اور اپنی تمام بکریاں اُس کے حوالے کر دے۔ حضرت سلیمانؑ کی رائے تھی کہ اِس فیصلے سے پہلا فریق مشکل میں پڑ جائے گا۔ فیصلہ یوں کیا جائے کہ فی الحال بکریاں متاثرہ فریق کو دے دی جائیں تاکہ وہ اُن کے دودھ سے استفادہ اور آمدنی حاصل کریں۔ پہلا فریق دوسرے فریق کی زمین پر کھیتی باڑی کرے اور جب اُس زمین پر فصل اتنی بڑی ہو جائے جتنی کہ بکریوں نے کھائی تھی تو اب زمین اُس فصل کے ساتھ دوسرے فریق کو دے کر اُس سے اپنی بکریاں واپس لے لے۔ بلاشبہ یہ فیصلہ بڑا حکیمانہ اور عادلانہ تھا۔ حضرت داؤدؑ پر اللہ تعالیٰ کی مزید عنایات یہ ہوئیں کہ اُن کی حمد کے ترانے سن کر پہاڑ اور اُڑتے ہوئے پرندے وجد میں آجاتے اور اُن کے ساتھ حمدِ باری تعالیٰ میں شریک ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو زرہیں اور جنگی لباس بنانے کا بھی ہنر سکھایا تاکہ جنگ کے دوران دشمن کے وار سے محفوظ رہا جا سکے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

حضرت سلیمانؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً	اور (ہم نے تابع کر دی) سلیمانؑ کے لیے ہوا تند و تیز
تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ	وہ چلتی تھی اُن کے حکم سے اُس سرزمین (فلسطین) کی طرف، ہم نے برکت رکھی تھی جس میں
وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾	اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔
وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ	اور (ہم نے تابع کر دیے) کئی شیاطین جو غوطہ لگاتے تھے (سمندروں میں) اُن کے لیے
وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ	اور کرتے تھے کام کچھ دوسرے بھی
وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾ۙ	اور ہم ہی تھے اُن کی نگرانی کرنے والے۔

یہ آیات حضرت سلیمانؑ پر اللہ تعالیٰ کی دو عنایات کا ذکر کر رہی ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تند و تیز ہوا کو اُن کے تابع کر دیا تھا۔ وہ اُن کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ ہوا کے دوش پر اُن کا تخت آدھے دن میں اتنی مسافت طے کرتا تھا جتنی مسافت لوگ عام سواریوں پر ایک ماہ میں طے کر پاتے تھے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی طاقتور جنات اُن کے اختیار میں دے دیے تھے۔ یہ جنات سمندروں میں غوطے لگا کر قیمتی موتی اور مونگے نکالتے تھے۔ ایسے بڑے بڑے برتن بناتے تھے جن میں حضرت سلیمانؑ کے لشکر پانی پیتے تھے اور ایسی بڑی بڑی دیگیں بھی جن میں لشکروں کے لیے کھانا تیار ہوتا تھا۔ مزید یہ کہ حضرت سلیمانؑ اِن جنات سے عمارات کی تعمیر اور اُن پر نقش و نگاری کا کام بھی لیتے تھے۔ جنات کو سرکشی سے باز رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی اُن پر

سخت نگرانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عنایات حضرت سلیمانؑ پر اِس لیے کیں تاکہ وہ اور اُن کا پورا خاندان اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت ونفاذ کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۴

حضرت ایوبؑ کے صبر کا اجر

وَ اَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ	اور ایوبؑ، جب اُنھوں نے پکارا اپنے رب کو
اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ	بے شک پہنچی ہے مجھے تکلیف
وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۸۳﴾ۚ	اور تو تمام رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔
فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ	تو ہم نے جواب دیا اُن کی پکار کا
فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ	پھر ہم نے دور کر دی جو بھی اُنہیں تکلیف تھی
وَّ اٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ	اور ہم نے دیے اُنہیں اُن کے گھر والے
وَ مِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ	اور اُن کے برابر اور بھی اُن کے ساتھ
رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا	یہ رحمت ہے ہماری طرف سے
وَ ذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ ﴿۸۴﴾	اور نصیحت ہے بندگی کرنے والوں کے لیے۔

حضرت ایوبؑ پر کئی تکالیف آئیں لیکن اُنھوں نے صبر کیا اور راضی برضائے رب رہنے کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ اِن آیات میں حضرت ایوبؑ کے صبر کی مدح کی گئی اور اُنہیں عطا کیے جانے والے اجر کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ جلد کی ایک تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہو کر چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ پھر ایک آفت کے نتیجے میں اولاد سے بھی محروم ہو گئے۔ آخر کار اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے رحم

فرمانے کی التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آزمائش ختم کی، اُنہیں صحت دی اور پہلے کے مقابلے میں دوگنا اولاد کی نعمت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر آزمائش سے محفوظ فرمائے اور اگر آزمائش آ ہی جائے تو راضی برضائے رب کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۵ تا ۸۶

صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت عطا کی جاتی ہے

وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِدۡرِیۡسَ وَ ذَا الۡکِفۡلِ ؕ	اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ
کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ ۚ﴿۸۵﴾	وہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔
وَ اَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ	اور ہم نے داخل کیا اُن سب کو اپنی رحمت میں
اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۶﴾	بے شک وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

اِن آیات میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے والی تین ہستیوں حضرت اسماعیلؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت ذوالکفلؑ کا ذکر ہے۔ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ادریسؑ انبیاءؑ میں سے تھے۔ حضرت ذوالکفلؑ کے حوالے سے اختلاف ہے کہ آیا وہ نبی تھے یا محض کوئی مردِ صالح۔ اللہ تعالیٰ نے اِن سب کے صالح کردار کی تحسین فرمائی اور اُنہیں اپنی رحمت میں داخل کرنے کا اعلان فرمایا۔

آیات ۸۷ تا ۸۸

حضرت یونسؑ کی فریاد رسی

وَ ذَا النُّوۡنِ اِذۡ ذَّہَبَ مُغَاضِبًا	اور مچھلی والے (یونسؑ)، جب وہ چل دیے ناراض ہو کر
فَظَنَّ اَنۡ لَّنۡ نَّقۡدِرَ عَلَیۡہِ	پھر اُنہوں نے خیال کیا کہ ہم گرفت نہیں کریں گے اُن کی

فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ	تو اُنہوں نے پکارا اندھیروں میں
اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ	کہ (اے اللہ!) نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے
سُبۡحٰنَکَ ۖ	تو پاک ہے
اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۸۷﴾	بے شک میں ہی ہوں ظالموں میں سے۔
فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ	تو ہم نے جواب دیا اُن کی پکار کا
وَ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ	اور نجات دی اُنہیں غم سے
وَ کَذٰلِکَ نُنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸۸﴾	اور اِسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو۔

حضرت یونسؑ شرک اور سرکشی کے جرائم پر اپنی قوم سے ناراض تھے۔ اُنہوں نے اِس ناراضی کی وجہ سے قوم کو چھوڑا اور سمندر کے راستے ہجرت کا سفر اختیار کر لیا۔ اِس ہجرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی واضح اجازت آنے کا انتظار نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس عمل کو لغزش قرار دیا اور آزمائش کے طور پر سمندر میں سفر کے دوران ایک مچھلی کو حکم دیا کہ آپؑ کو نگل جائے۔ آپؑ کو اپنی لغزش پر ندامت ہوئی۔ آپؑ نے مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں رب کو پکارا اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا کہ "اے اللہ! نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے، تو پاک ہے، بے شک میں ہی ہوں ظالموں میں سے"۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی فریاد سنی، لغزش کو معاف کیا اور اُنہیں مچھلی کے پیٹ سے آزاد فرما دیا۔

آیات ۸۹ تا ۹۰

حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت

وَ زَکَرِیَّاۤ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ	اور زکریاؑ، جب اُنہوں نے پکارا اپنے رب کو

رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا	اے میرے رب! نہ چھوڑ مجھے اکیلا
وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۸۹﴾	اور تو بہترین وارث ہے۔
فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ	تو ہم نے جواب دیا اُن کی پکار کا
وَ وَہَبۡنَا لَہٗ یَحۡیٰی	اور عطا کیے اُن کو یحییٰؑ
وَ اَصۡلَحۡنَا لَہٗ زَوۡجَہٗ	اور تندرست کر دیا اُن کے لیے اُن کی زوجہ کو
اِنَّہُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ	بے شک وہ سب جلدی کیا کرتے تھے نیکیوں میں
وَ یَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّ رَہَبًا	اور پکارتے تھے ہمیں امید اور خوف سے
وَ کَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ ﴿۹۰﴾	اور وہ ہمارے سامنے عاجزی اختیار کرنے والے تھے۔

اِن آیات میں حضرت زکریاؑ کی دعا اور اُس کی قبولیت کا ذکر ہے۔ حضرت زکریاؑ نے بڑھاپے کے عالم میں جب کہ اُن کی زوجہ بھی بانجھ تھیں اللہ تعالیٰ سے ایسے بیٹے کا سوال کیا جو اُن کے بعد اُن کے مشن کا وارث ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کہ بیٹا ملے یا نہ ملے ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی بہترین وارث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا پوری فرمائی، اُن کی زوجہ کو تندرست کر دیا اور اُنہیں حضرت یحییٰؑ کی صورت میں ایک سعادت مند بیٹا عطا فرمایا۔ مزید ارشاد ہوا کہ تمام انبیاء کرامؑ نیکی کے کاموں میں سبقت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کو امید اور خوف سے پکارتے تھے اور بڑی عاجزی و انکساری سے اُس کی بندگی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انبیاء کرامؑ کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۹۱

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ ؑ کے لیے اعزاز

وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا	اور وہ خاتون جس نے حفاظت کی اپنی عصمت کی
فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا	پھر ہم نے پھونکا اُس میں اپنی روح میں سے
وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾	اور ہم نے بنا دیا اُسے اور اُس کے بیٹے کو نشانی تمام جہان والوں کے لیے۔

اِس آیت میں حضرت مریم سلامٌ علیھا کے پاکیزہ کردار کی تحسین کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بغیر کسی مرد کے ساتھ تعلق کے معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ ؑ کی صورت میں اولاد کی نعمت عطا فرمائی۔ اِس معجزانہ ولادت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ ؑ اور اُن کی والدہ حضرت مریم سلامٌ علیھا اب رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانی کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔ بلاشبہ یہ ایک امتیازی اعزاز ہے جو اِن دو مبارک ہستیوں کو عطا ہوا۔

آیات ۹۲ تا ۹۳

تمام انبیاءؑ کا ایک ہی مقصد... بندگیٔ رب

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ	بے شک یہ ہے تمہاری امت جو ایک ہی امت ہے
وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾	اور میں تمہارا رب ہوں سو میری ہی بندگی کرو۔
وَ تَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ؕ	اور اُنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اپنے (دین کے) معاملے کو آپس میں
كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۶ ۱۸ ۲	سب ہماری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ تمام انبیاء کرامؑ ایک ہم مقصد اُمت تھے۔ اُن کا مقصد تھا اللہ تعالیٰ ہی کو رب مان کر اُس کی بندگی کرنا۔ ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کا راستہ اختیار کر کے انبیاءؑ کی اُمت میں شامل ہونا چاہیے۔ بدقسمتی سے لوگوں کی اکثریت نے انبیاءؑ کی تعلیمات کی پیروی کی بجائے دنیادار پیشواؤں کی پیروی شروع کر دی۔ اِن پیشواؤں نے اپنی گدیوں اور مفادات کے لیے لوگوں کو شرک کی راہ دکھائی اور بغیر اچھے اعمال کے بھی بخشش کے سبز باغ دکھائے۔ لہٰذا لوگوں نے بندگیٔ رب کے مطلوب راستے کو چھوڑ کر گمراہی کے مختلف راستے اختیار کر کے دینِ توحید کے حصے بخرے کر دیے۔ عنقریب تمام انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور ہر کوئی اپنے اپنے کیے کا بدلہ پائے گا۔

آیات ۹۴ تا ۹۵

اچھے اعمال کرنے کا موقع دوبارہ نہ ملے گا

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ	پھر جو کوئی عمل کرتا ہے اچھا
وَهُوَ مُؤۡمِنٌ	اور وہ ہے مومن
فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ ۚ	تو کوئی ناقدری نہیں ہو گی اُس کی کوشش کی
وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ﴿۹۴﴾	اور بے شک ہم اُسے لکھنے والے ہیں۔
وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَاۤ	اور ناممکن ہے کسی بستی کے لیے، ہم نے برباد کر دیا جسے
اَنَّهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۹۵﴾	کہ بے شک وہ (بستی والے دنیا میں) پلٹ کر نہیں آئیں گے۔

یہ آیات بشارت دے رہی ہیں کہ جو شخص بھی ایمان اور اخلاص کے ساتھ اچھے اعمال کر رہا ہے اُسے بھرپور صلہ ملے گا۔ اُس کی ہر نیکی محفوظ کی جا رہی ہے۔ البتہ جن بدنصیبوں نے غفلت کی زندگی گزار دی اور اپنے گناہوں کی پاداش میں برباد کر دیے گئے،

اُنہیں دوبارہ دنیا میں آنے اور سابقہ گناہوں کی تلافی کا موقع نہیں ملے گا۔ ہر انسان کو دنیا میں ایک ہی بار آنے اور آخرت کی تیاری کا موقع ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کر کے اِس موقع سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۶ تا ۹۷

قرب قیامت کی ایک نشانی ... یاجوج ماجوج کی یلغار

حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ	یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں گے یاجوج اور ماجوج
وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾	اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اترتے چلے آئیں گے۔
وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ	اور قریب آگیا سچا وعدہ
فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	تو یکایک وہ پتھرا جانے والی ہوں گی یعنی آنکھیں اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا
یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا	(کہیں گے) ہائے ہماری خرابی! یقیناً ہم تو غفلت میں تھے اِس سے
بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾	بلکہ ہم تھے ہی ظالم۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کی ایک نشانی ہے یاجوج ماجوج کی یلغار۔ وہ زمین کے بلند حصوں سے زیریں حصوں کی طرف نکل کر دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پھر کچھ ہی عرصے بعد قیامت برپا ہو جائے گی۔ تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ غفلت میں زندگی گزارنے والے اُس روز سکتے کی حالت میں ہوں گے۔ اُن کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ وہ حسرت سے فریاد کریں گے کہ ہائے ہماری بدبختی! ہم نے اِس روز کی تیاری سے غفلت برت کر اپنے ساتھ کتنا بڑا ظلم کیا۔ ایسا ظلم کہ جس کا مداوا اب ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی حسرت سے محفوظ فرمائے اور آخرت کی تیاری کے لیے بھلائیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۸ تا ۱۰۰

معبودانِ باطل مشرکین کے ساتھ جہنم میں جلیں گے

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	(اے مشرکو!) بے شک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا
حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ	وہ جہنم کا ایندھن ہیں
اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾	اور تم اُس میں داخل ہونے والے ہو۔
لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً	اگر ہوتے یہ سب معبود
مَّا وَرَدُوْهَا ؕ	نہ داخل ہوتے جہنم میں
وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور وہ سب اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ	اُن کے لیے اُس میں چیخنا چلانا ہے
وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	اور وہ اُس میں کچھ نہیں سنیں گے۔

یہ آیات خبر دے رہی ہیں کہ جہنم میں مشرکین کے ساتھ اُن کے معبودانِ باطل بھی عذاب سے دوچار ہوں گے۔ معبودانِ باطل سے مراد شیطان، دنیادار قائدین، سردار اور مذہبی پیشوا ہیں جن کی احکام شریعت کے خلاف پیروی کی گئی۔ ابنِ کثیر نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "ہر وہ شخص جس نے پسند کیا کہ اللہ کی بجائے اُس کی بندگی کی جائے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہو گا جنہوں نے اُس کی بندگی کی"۔ اِسی طرح پتھر اور لکڑی کے جن بتوں کی پوجا کی گئی وہ بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ بلکہ وہ جہنم کی آگ کے اور زیادہ بھڑکنے کا سبب بنیں گے۔ یہ دیکھ کر مشرکین کو مزید تکلیف ہو گی کہ جن سے وہ شفاعت کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے، وہ الٹے اُن پر عذاب کی شدت بڑھا رہے ہیں۔ اگر یہ سب واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جلتے۔ پھر اہلِ جہنم کے

نصیب میں چیخ، پکار اور ایسی فریادیں کرنا ہو گا جن کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار (اے اللہ محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔) آمین!

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

نیک لوگوں کے لیے بشارتیں

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓی ۙ	بے شک وہ لوگ جن کے لیے طے ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی
اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ ۙ	وہ جہنم سے دور رکھے جانے والے ہیں۔
لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَھَا ۚ	وہ نہیں سنیں گے اُس کی آہٹ
وَھُمْ فِیْ مَا اشْتَھَتْ اَنْفُسُھُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ۚ	اور وہ ایسی چیزوں میں جن کی خواہش کریں گے اُن کے جی، ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
لَا یَحْزُنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ	غمگیں نہیں کرے گی اُنہیں سب سے بڑی گھبراہٹ
وَ تَتَلَقّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ؕ	اور استقبال کریں گے اُن کا فرشتے
ھٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾	(کہیں گے) یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اِن آیات کے مطابق نیک لوگ جہنم کی ہولناک آواز تو کیا اُس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ وہ بڑی گھبراہٹ جو گناہ گاروں کے ہوش اڑا دے گی، اِن نیک لوگوں پر کوئی اثر نہ ڈال سکے گی۔ اُن پر ایک اطمینان کی کیفیت طاری رہے گی۔ سب کچھ اُن کی توقعات کے مطابق ہو رہا ہو گا۔ ایمان اور اچھے اعمال کی جو پونجی لیے ہوئے وہ دنیا سے رخصت ہوئے تھے، وہ اُس وقت اُن کی

ڈھارس بندھائے گی۔ خوف اور غم کی بجائے اُن کے دلوں میں یہ امید پیدا کرے گی کہ عنقریب وہ اپنی نیکیوں کے حسین نتائج دیکھنے والے ہیں۔ فرشتے اُن سے ملیں گے اور بشارت دیں گے کہ وہ دن آچکا ہے جس میں تمہیں نیکیوں کا بھرپور اجر عطا کیا جائے گا۔ پھر وہ خوش نصیب اپنی پسندیدہ نعمتیں حاصل کریں گے اور ہمیشہ ہمیش اُن سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۰۴

اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور قدرت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے

یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ ؕ	اُس روز ہم لپیٹ لیں گے آسمان کو جیسے لپیٹنا ہوتا ہے طومار میں لکھے ہوئے کاغذات کا
کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ	جس طرح ہم نے ابتدا کی پہلی تخلیق کی
نُّعِیۡدُہٗ	ہم دوبارہ پیدا کریں گے اُسے
وَعۡدًا عَلَیۡنَا ؕ	یہ وعدہ ہمارے ذمے ہے
اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۰۴﴾	بے شک ہم ایسا کرنے والے ہیں۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور قدرت کا بے مثال نقشہ کھینچ رہی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اتنا بڑا ہے کہ روزِ قیامت وسیع و عریض آسمان اُس کے ہاتھ میں اِس طرح لپٹا ہوگا جیسے کتابوں کے طومار لپیٹے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ تمام مردوں کو دوبارہ اِسی طرح زندہ فرمائے گا جیسے کہ اُس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اب ہر انسان کو اُس کے اعمال کے اعتبار سے بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۶

زمین کے وارث بالآخر نیک لوگ ہوں گے

وَ لَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ	اور یقیناً ہم نے لکھ دیا تھا زبور میں نصیحت کے بعد
اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾	بے شک زمین کہ وارث ہوں گے اُس کے میرے نیک بندے۔
اِنَّ فِیۡ ہٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾	بے شک اِس میں یقیناً ایک پیغام ہے عبادت گزار بندوں کے لیے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ زبور میں وعظ و نصیحت کے بعد بشارت دی گئی کہ زمین کے وارث آخر کار نیک لوگ ہی بنیں گے۔ بلاشبہ یہ بشارت نیک لوگوں کے لیے انتہائی حوصلہ افزا اور خوش کن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِس بشارت کو یوں واضح فرمایا:

عَنۡ ثَوۡبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الۡاَرۡضَ فَرَاَیۡتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا وَاِنَّ اُمَّتِیۡ سَیَبۡلُغُ مُلۡکُہَا مَا زُوِیَ لِیۡ مِنۡہَا (مسلم)

"حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا۔ پس میں نے اُس کے تمام مشرق و مغرب دیکھ لیے اور میری امت کی حکومت زمین پر وہاں تک پہنچ کر رہے گی جو میرے لیے لپیٹ دی گئی"۔

اِس دنیا میں زمین کی وراثت تو اُن ہی نیک لوگوں کو ملے گی جو غلبۂ دین کی تکمیل کے وقت موجود ہوں گے۔ البتہ جنت کی سرزمین کے وارث تو تمام ہی نیک لوگ ہوں گے۔ وہ اِس نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر اِن الفاظ میں ادا کریں گے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَہٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَنَّۃِ حَیۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ۝ (الزمر: ۷۴)

"کل شکر اللہ کے لیے ہے کہ جس نے سچا کر دیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں جنت کی زمین کا کہ ہم رہیں جنت میں جہاں ہم چاہیں۔ پس کیا ہی عمدہ بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔"

آیت ۱۰۷

نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾	اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے۔

یہ آیت خوشخبری دے رہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت کا پیکر ہیں۔ اِس دنیا میں اگر صدقِ دل سے آپ ﷺ پر ایمان لایا جائے اور پورے خلوص کے ساتھ آپ ﷺ کی پیروی کی جائے تو انفرادی طور پر انسان بے جا رسوم، بدعات، نمائشی قسم کے تکلفات، بلاضرورت اخراجات، بے بنیاد اوہام سے بچ کر ایک پرسکون زندگی بسر کرتا ہے۔ اجتماعی طور پر ایک ایسے عادلانہ نظام کے نفاذ کی کوشش کرتا ہے جس میں ہر شخص کو اُس کا جائز حق مل رہا ہوتا ہے۔ عالمِ برزخ میں ہر مسلمان قبر میں اللہ کے رسول ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل کرے گا۔ جس کی زندگی آپ ﷺ کی عطا کردہ شریعت کے مطابق ہو گی وہ آپ ﷺ کو پہچان لے گا اور اُس کے لیے قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔ پھر عالمِ آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت مومنوں کے لیے سب سے عظیم رحمت کا ذریعہ بن جائے گی۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اِس حقیقت کا مظہر ہیں کہ آپ ﷺ کی رحمت صرف عالم انسانیت تک محدود نہیں بلکہ عالم جنات اور تمام مخلوقات تک پھیلی ہوئی ہے۔

آیات ۱۰۸ تا ۱۱۲

نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے شرک کے امکانات کا سدباب

قُلۡ اِنَّمَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک یہی وحی کیا گیا ہے میری طرف
اَنَّمَآ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ۚ	بے شک تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾	تو کیا تم فرماں برداری کرنے والے ہو؟
فَاِنْ تَوَلَّوْا	پھر اگر وہ رخ پھیر لیں
فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ	تو فرمایئے میں نے خبردار کر دیا ہے تمہیں پوری طرح
وَ اِنْ اَدْرِیْۤ	اور میں نہیں جانتا
اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ	آیا قریب ہے یا دور ہے
مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾	وہ (عذاب) جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔
اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ	بے شک وہ (اللہ) جانتا ہے جو ظاہر کیا گیا ہے کسی بات میں سے
وَ یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو۔
وَ اِنْ اَدْرِیْ	اور میں نہیں جانتا
لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ	شاید وہ (مہلت) آزمائش ہو تمہارے لیے
وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾	اور فائدہ اٹھانا ہو ایک وقت تک۔
قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ	پکارا نبیؐ نے اے میرے رب! فیصلہ فرما دے حق کے ساتھ
وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ	اور (اے کافرو!) ہمارا رب ہی وہ بے حد مہربان ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے
عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع	اُس پر جو تم بیان کرتے ہو۔

النصف ع

سابقہ آیت میں نبی اکرم ﷺ کی بے مثال عظمت بیان کی گئی۔ اِس بات کا امکان تھا کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والے حد سے تجاوز کرتے ہوئے آپ ﷺ کو خدائی میں شریک کر دیں گے۔ اِن آیات میں مذکورہ بالا امکان کا سدباب اِس طرح کیا گیا:

i. نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ اعلان فرمادیں کہ معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور تمام انسانوں کو اُس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔

ii. جو لوگ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اختیار نہیں کریں گے اُن پر عذاب آکر رہے گا۔ البتہ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ عذاب کے قریب یا دور ہونے کے بارے میں اپنی لاعلمی بیان کر کے اظہارِ عاجزی کر دیں۔

iii. آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر ظاہر اور چھپائی جانے والی بات کو جانتا ہے۔

iv. آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ نافرمانوں کو بتادیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ عذاب سے قبل کا وقت تمہارے لیے محض وقتی مزے اڑانے کے لیے مہلت ہے یا پھر ایک آزمائش ہے تاکہ شاید تم اپنے کیے پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی راہ پر آجاؤ۔

v. آخری آیت میں نبی اکرم ﷺ اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی التجا کر رہے ہیں اور دوسری طرف کافروں کو آگاہ فرما رہے ہیں کہ تمہارے مکر و فریب کے مقابلے میں میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

سورۃ الحج

برزخی یعنی مکی و مدنی سورۂ مبارکہ

سورۂ حج وہ سورۂ مبارکہ ہے جس کی کچھ آیات مکی دور کے آخر میں، کچھ دورانِ سفر ہجرت اور کچھ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ گویا یہ برزخی سورۂ مبارکہ ہے جس کا کچھ حصہ مکی ہے اور کچھ حصہ مدنی۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۲۴ ایمان بالآخرت
- آیات ۲۵ تا ۳۷ حج اور قربانی
- آیات ۳۸ تا ۴۱ قتال فی سبیل اللہ کی اجازت اور حکمت
- آیات ۴۲ تا ۷۲ مشرکین کے ساتھ کشمکش
- آیات ۷۳ تا ۷۸ قرآنِ حکیم کی دعوت

آیات ۱ تا ۲

وقوعِ قیامت کا ہولناک منظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ ۚ	اے لوگو! بچو اپنے رب کی نافرمانی سے
اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ۝۱	بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔
یَوۡمَ تَرَوۡنَهَا	جس روز تم دیکھو گے اُس (قیامت) کو
تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ	غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی اُس سے جسے اُس

	نے دودھ پلایا
وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا	اور گرادے گی ہر حمل والی اپنے حمل کو
وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى	اور تم دیکھو گے لوگوں کو نشے میں
وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى	حالانکہ وہ نہیں ہوں گے نشے میں
وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲	اور لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔

یہ آیات اُس ہولناک منظر کا نقشہ کھینچ رہی ہیں جب اچانک صور میں پھونک ماری جائے گی اور قیامت کا پہلا مرحلہ واقع ہو گا۔ دوسرے مرحلہ میں صور پھونکنے پر تمام مخلوقات مر جائیں گی سوائے اُن کے جنہیں اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے۔ تیسرے مرحلے میں صور پھونکنے پر تمام انسان اور جن زندہ ہو کر میدانِ حشر کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ پہلے مرحلے کے وقت ایک بہت بڑا زلزلہ آئے گا۔ لوگوں پر شدید گھبراہٹ طاری ہو گی۔ مائیں دودھ پیتے بچوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوں گی، حمل والیاں خوف سے حمل گرادیں گی اور لوگ دہشت کی وجہ سے دیوانے محسوس ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کی ہر صورت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳ تا ۴

بغیر علم کے دینی تعلیمات پر اعتراضات کا انجام

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم کے
وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳	اور پیروی کرتا ہے ہر سرکش شیطان کی۔
كُتِبَ عَلَيْهِ	لکھ دیا گیا ہے اُس (شیطان) کے بارے میں
اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ	کہ بے شک جو دوستی کرے گا اُس سے

فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ	تو بے شک وہ گمراہ کرے گا اُسے
وَيَهۡدِيۡهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ ۞	اور راہ دکھائے گا اُسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف۔

بعض لوگ اپنی بے عملی اور نفس پرستی کے لیے جواز کے طور پر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اُس کی عطا کردہ تعلیمات پر بے علم ہونے کے باجود اعتراض کرتے ہیں۔ یہ آیات رہنمائی دے رہی ہیں کہ ایسے لوگ در اصل شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔ شیطان نے بھی حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم پر اعتراض کیا تھا۔ شیطان اور اُس کے ایجنٹوں کی پیروی انسان کو گمراہیوں میں دھکیلنے والی اور جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم صحیح عطا فرمائے، اُس کی روشنی میں رسولوںؑ اور اللہ تعالیٰ کے دیگر نیک بندوں کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی غیر ضروری بحث اور حجت بازی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۷

دوبارہ زندہ کیے جانے کے دو ثبوت

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اے لوگو!
اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ	اگر تم ہو شک میں دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں
فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ	تو بے شک ہم نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے
ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ	پھر نطفے سے
ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ	پھر جمے ہوئے خون سے
ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ	پھر ایسی بوٹی سے جو شکل والی تھی اور بے شکل بھی

لِّنُبَيِّنَ لَكُمۡ ؕ	تاکہ ہم ظاہر فرمادیں تمہارے لیے
وَنُقِرُّ فِي الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں رحموں میں جسے چاہیں ایک مقررہ مدت تک
ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا	پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں بچے کی صورت میں
ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡٓا اَشُدَّكُمۡ ۚ	پھر تاکہ تم پہنچو اپنی جوانی کو
وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى	اور تم میں سے کچھ کو وفات دے دی جاتی ہے
وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ	اور تم میں سے کچھ کو لوٹایا جاتا ہے نکمّی عمر تک
لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـًٔا ؕ	تاکہ وہ نہ جانے، جاننے کے بعد، کچھ بھی
وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً	اور تم دیکھتے ہو زمین کو بالکل خشک
فَاِذَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ	تو جب ہم نے نازل کیا اُس پر پانی
اهۡتَزَّتۡ وَرَبَتۡ	اُس نے حرکت کی، اور وہ اوپر ابھری
وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۝۵	اور اُس نے اگائیں ہر قسم کی بارونق چیزیں۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَـقُّ	یہ اِس لیے ہے کہ بے شک اللہ ہی اصل حق ہے
وَاَنَّهٗ يُحۡىِ الۡمَوۡتٰى	اور بے شک وہ زندہ کرے گا مردوں کو
وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝۶	اور بے شک وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ	اور بے شک قیامت آنے والی ہے

لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا ؕ	نہیں ہے کوئی شک اِس میں
وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ۝	اور بے شک اللہ زندہ کرے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں۔

اِن آیات میں ایسے لوگوں کی گمراہی کا رد کیا گیا جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر یقین نہیں رکھتے۔ اِس رد کے لیے دو مثالیں دی گئیں:

i. اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو مٹی سے تخلیق فرمایا۔ اُن کے بعد ہر انسان کو نطفہ سے تخلیق کیا جاتا ہے۔ ماں کے وجود میں نطفہ جما ہوا خون بنتا ہے۔ پھر ایک بوٹی کی صورت اختیار کرتا ہے۔ بعد ازاں بوٹی پر نقش و نگار بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس بچے کو چاہتا ہے تکمیل تک ماں کے بطن میں سلامت رکھتا ہے۔ پھر بچہ مکمل انسان کی صورت میں دنیا میں آتا ہے اور رفتہ رفتہ بچپن، لڑکپن اور جوانی کے مراحل سے ہوتا ہوا بڑھاپے کی منزل کو پہنچ جاتا ہے۔ کسی کو درمیان کے کسی مرحلے پر ہی وفات دے دی جاتی ہے۔

ii. زمین بالکل ویران سی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس پر بارش برساتا ہے۔ زمین میں موجود بیج بظاہر بے جان ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھٹ جاتے ہیں اور اُن سے طرح طرح کی نباتات برآمد ہوتی ہیں۔

جو اللہ مٹی اور نطفے سے مکمل انسان بنا سکتا ہے اور مردہ زمین اور بے جان دانوں سے طرح طرح کی نباتات پیدا کر سکتا ہے وہ اِس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کر سکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

دینی تعلیمات پر اعتراض کرنے والوں پر عذاب

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم کے
وَّ لَا هُدًى	اور بغیر کسی ہدایت کے

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ﴿۸﴾	اور بغیر کسی واضح کتاب کے۔
ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	موڑنے والا ہے اپنا پہلو (تکبر سے) تاکہ گمراہ کرے اللہ کے راستے سے
لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ	اُس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے
وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾	اور ہم چکھائیں گے اُسے قیامت کے دن جلانے والے عذاب کا مزہ۔
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ	یہ ہے جو آگے بھیجا تیرے دونوں ہاتھوں نے
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ ع ۱ ۸	اور بے شک اللہ تو ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے بندوں پر۔

یہ آیات ایسے لوگوں کا برا انجام بتا رہی ہیں جو دینی تعلیمات میں مین میخ نکالتے ہیں حالاں کہ اُن کے پاس نہ کوئی علم ہوتا ہے، نہ کوئی عقلی دلیل ہوتی ہے اور نہ ہی کسی الہامی کتاب کی بنیاد پر کوئی ہدایت۔ ایسا شخص خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے، دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اُس کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بھون دینے والے عذاب کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس پر ظلم نہیں کرے گا بلکہ یہ اُس کے اپنے سیاہ اعمال کا وبال ہو گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

منافقانہ طرزِ عمل

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ	اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو عبادت کرتا ہے اللہ کی کنارے پر رہ کر
فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ	پھر اگر پہنچے اُسے کوئی بھلائی تو مطمئن ہوتا ہے اِس سے

وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ	اور اگر پہنچے اُسے کوئی آزمائش
اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ	الٹا پھر جاتا ہے اپنے چہرے کے بل
خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ	وہ خسارے میں رہا دنیا میں اور آخرت میں
ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪	وہی ہے بالکل واضح خسارہ۔
يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ مَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ	وہ پکارتا ہے اللہ کے سوا ایسے معبود کو جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اُسے اور نہ ہی نفع پہنچا سکتا ہے اُسے
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫	وہی تو ہے بہت دور کی گمراہی۔
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ	وہ پکارتا ہے اُسے یقیناً جس کا نقصان قریب تر ہے اُس کے نفع سے
لَبِئْسَ الْمَوْلٰى	یقیناً وہ برا دوست ہے
وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬	اور یقیناً وہ برا ساتھی ہے۔

اِن آیات میں ایک نام نہاد مسلمان کے منافقانہ طرزِ عمل کی مذمت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے لیکن اپنے مال اور جان کو محفوظ رکھتے ہوئے۔ جہاں مال و جان کی قربانی کا معاملہ ہو وہاں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے کنی کترا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے دنیا میں کافروں کی طرح ہر خواہش پوری نہیں کر سکتا۔ پھر آخرت میں جزوی اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے دوچار ہو گا۔ گویا وہ ایسا بد نصیب ہے جسے دنیا میں بھی نقصان رہا اور آخرت میں بھی۔ ایسے ہی لوگ آخرت میں عذاب سے بچنے کے لیے اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں تاکہ اُن کی شفاعت کے ذریعے آخرت میں دین پر جزوی عمل کی سزا سے بچ سکیں۔ شفاعتِ باطلہ کے تصورات کے زیر اثر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر اور جری ہو جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے یہ شریک اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔ یہ شریک دنیا میں بھی مشرکین کو

نقصان یا فائدہ پہنچانے کے قابل نہ تھے،البتہ اُنہیں اللہ کا شریک ماننے کا جرم آخرت میں مشرکین کے لیے دائمی نقصان کا باعث بنے گا۔

آیت ۱۴

باعمل مومنوں کے لیے بشارت

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	بے شک اللہ داخل فرمائے گا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور کرتے رہے اچھے عمل
جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ	اُن باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ ﴿۱۴﴾	بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

یہ آیت بشارت دے رہی ہے کہ جو شخص ایمان لائے گا اور اُس کے ساتھ اچھے اعمال بھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کی لازوال نعمتیں عطا فرمائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ وہ بندوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، ایک ایک شخص سے اُس کے اعمال کی بازپرس کر سکتا ہے، جسے چاہے معاف فرما سکتا ہے، جسے چاہے سزا دے سکتا ہے اور جسے چاہے بھرپور انعامات سے نواز سکتا ہے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

امید کی رسی تھامے رکھو

مَنۡ کَانَ یَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ یَّنۡصُرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ	اور جو کوئی یہ گمان کرتا رہا ہے کہ ہرگز مدد نہیں کرے گا اُس کی اللہ دنیا اور آخرت میں
فَلۡیَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ	اُسے چاہیے کہ تان لے ایک رسی آسمان کی طرف

ثُمَّ لۡيَقۡطَعۡ	پھر اُسے کاٹ دے
فَلۡيَنۡظُرۡ هَلۡ يُذۡهِبَنَّ كَيۡدُهٗ مَا يَغِيۡظُ ﴿۱۵﴾	پھر دیکھے کہ آیا دور کر دیا اُس کی تدبیر نے اُس چیز کو جو اُسے غصّہ دلا رہی تھی۔
وَ كَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ	اور اِسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اُس (قرآن) کو واضح آیات کی صورت میں
وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ ﴿۱۶﴾	اور بے شک اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ سے امید کی رسی تھامے رکھنے کی ہدایت ہے۔ اُس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ کیسی ہی مشکلات کا ہجوم ہو اگر انسان اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا رہے اور اُس سے اچھی امید رکھے تو یہ انسان کے لیے صبر و استقامت کا بہت بڑا سہارا ہے۔ بقول حسرت موہانی۔

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

امید کی رسی کاٹ کر یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو کر انسان کو حاصل کچھ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے ہی تفکرات اور پیچ و تاب کو بڑھاتا ہے۔ اقبال نے کیا خوب نصیحت کی ہے کہ۔

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے راز دانوں میں

آیت ۱۷

حق پر کون ہے؟ فیصلہ ہو گا روزِ قیامت

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا	اور وہ جو یہودی ہوئے
وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ	اور صابی اور نصاریٰ اور مجوسی
وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ	اور وہ جنہوں نے شرک کیا
اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ	بے شک اللہ فیصلہ کرے گا اُن کے درمیان روزِ قیامت
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

یہ آیت اُن چھ گروہوں کا ذکر کر رہی ہے جو نزولِ قرآن کے وقت موجود تھے۔ اُن میں مسلمان، یہودی، صابی (ستارہ پرست)، عیسائی، مجوسی (آتش پرست)، اور مشرکین شامل ہیں۔ اُن میں سے ہر گروہ کا دعویٰ تھا کہ وہ حق پر ہے۔ واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے طرزِ عمل کو دیکھ رہا ہے اور روزِ قیامت فیصلہ کر دے گا کہ کون حق پر ہے؟

آیت ۱۸

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہی ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ (وہ ہے)، سجدہ کرتی ہے جسے ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے
وَمَنْ فِى الْاَرْضِ	اور ہر وہ شے جو زمین میں ہے
وَالشَّمْسُ	اور سورج
وَالْقَمَرُ	اور چاند
وَالنُّجُوْمُ	اور ستارے

وَالْجِبَالُ	اور پہاڑ
وَالشَّجَرُ	اور درخت
وَالدَّوَآبُّ	اور تمام جاندار
وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ	اور بہت سے لوگوں میں سے بھی
وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ	اور بہت سے ایسے ہیں، طے ہو گیا ہے جن کے لیے عذاب
وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ	اور جسے ذلیل کر دے اللہ تو کوئی نہیں ہے اُسے عزت دینے والا
۶ السجدة اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۱۸﴾	بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ کائنات کی ہر شے مثلاً سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، زمین پر موجود جملہ مخلوقات اور انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ ہر شے اِس معنی میں بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہی ہے کہ وہ اُس کے قانون کی پابند ہے اور اُس کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتی۔ البتہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو اِس سعادت سے محروم ہے۔ ایسے بدنصیب لوگ ذلیل ہو کر رہیں گے۔ جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے اُسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے اور اپنے صاحب عزت بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۲

جہنم کے عذاب کا ہولناک منظر

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫	یہ دو جھگڑنے والے ہیں جنہوں نے جھگڑا کیا اپنے رب

	کے بارے میں
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	تو وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ	کاٹے جا چکے ہیں اُن کے لیے کپڑے آگ سے
يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ ۚ	ڈالا جائے گا اُن کے سروں کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی۔
يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ؕ	گلا دیا جائے گا اُس پانی سے وہ کچھ جو اُن کے پیٹوں میں ہو گا اور اُن کی کھالیں بھی
وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ ۚ	اور اُن کے لیے ہتھوڑے ہوں گے لوہے کے۔
كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا	جب بھی وہ ارادہ کریں گے
اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ	کہ نکل جائیں اُس میں سے تکلیف کی وجہ سے
اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ	وہ لوٹا دیے جائیں گے اُس میں
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع ۲/۱۲/۹	اور (کہا جائے گا) چکھو جلا دینے والے عذاب کا مزہ۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو جہنم میں دیے جانے والے عذابوں کی حسبِ ذیل ہولناک تفصیل بیان کی گئی ہے:

i. اہلِ جہنم کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔

ii. اُن کے سروں پر کھولتا ہوا گرم پانی انڈیلا جائے گا جس سے اُن کی کھالیں اور انتڑیاں پگھل جائیں گی۔

iii. اُن کے سروں پر لوہے کے ہتھوڑے برسائے جائیں گے۔

iv. وہ جب بھی جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے، ٹھوکریں مار کر واپس جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے اور کہا جائے گا چکھتے رہو بھون دینے والے عذاب کا مزہ۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرۡنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔) آمین!

آیات ۲۳ تا ۲۴

ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے بشارت

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	بے شک اللہ داخل فرمائے گا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور کرتے رہے اچھے عمل
جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ	اُن باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ؕ	اُنہیں پہنائے جائیں گے وہاں کنگن سونے کے اور موتی
وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۲۳﴾	اور اُن کا لباس ہوگا وہاں ریشمی۔
وَ ہُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚ	اور اُنہیں ہدایت دی گئی تھی پاکیزہ بات کی طرف
وَ ہُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۲۴﴾	اور اُنہیں ہدایت دی گئی تھی تمام تعریفوں والے (اللہ) کے راستے کی طرف۔

یہ آیات اُن سعادت مندوں کے لیے بشارت کا پیغام دے رہی ہیں جن کو دنیا میں پاکیزہ قول یعنی کلمۂ توحید اور اُس ہستی کے راستے کی ہدایت دی گئی جس کی تعریف کائنات میں جاری و ساری ہے۔ اُن خوش نصیبوں کو ایسے باغ عطا ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔ اُن کے لباس ریشم کے اور اُن کا سامانِ زینت سونے کے کنگنوں اور موتیوں کی صورت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت اور جنت کی نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۵

حرم کی سرزمین پر مسجد کی طرح سب کا حق ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور وہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے
وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور مسجدِ حرام سے
الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ	وہ کہ ہم نے بنایا ہے جسے تمام لوگوں کے لیے برابر
اِ۟لْعَاكِفُ فِیْهِ	خواہ رہنے والا ہو وہاں
وَ الْبَادِ ؕ	اور خواہ باہر سے آنے والا ہو
وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ	اور جو کوئی چاہے گا اُس میں غلط روی ظلم کے ساتھ
نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ ع ۳	ہم چکھائیں گے مزہ اُسے دردناک عذاب کا۔

اِس آیت میں سرزمینِ حرم کی عظمت اور اُس کے حوالے سے آداب کی پاسداری کی اہمیت واضح کی گئی۔ حرم کی سرزمین پر تمام مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں۔ یہ تمام مسلمانوں کے لیے بالکل اِسی طرح ہے جیسے ایک مسجد ہوتی ہے۔ اِس کی وضاحت مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں اِس طرح کی ہے:

"اتنی بات پر تمام امت اور ائمہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ مسجدِ حرام اور حرم شریف مکہ کے وہ تمام حصے جن سے افعالِ حج کا تعلق ہے جیسے صفا مروہ کے درمیان کا میدان جس میں سعی ہوتی ہے، منیٰ کا پورا میدان، اِسی طرح عرفات کا پورا میدان اور مزدلفہ کا پورا میدان، یہ سب زمینیں سب دنیا کے مسلمانوں کے لئے وقفِ عام ہیں۔ کسی شخص کی ذاتی ملکیت اِن پر نہ کبھی ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے"۔

جو لوگ حرم کی سرزمین کی طرف آنے والوں کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں یا اِس سرزمین کے لیے طے شدہ آداب کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔ اِس سرزمین کے آداب یہ ہیں کہ یہاں شرک نہ کیا جائے، قتل و غارت گری نہ کی جائے، کسی شکار کو مارا یا بھگایا نہ جائے، چند معینہ درختوں کے علاوہ دیگر درختوں کو کاٹا نہ جائے وغیرہ۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

حج کے لیے حضرت ابراہیمؑ کی پکار اور اِس کا جواب

وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ	اور جب ہم نے متعین کر دیا ابراہیمؑ کے لیے بیت اللہ کی جگہ کو
اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا	(اور حکم دیا) کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو بھی
وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ	اور پاک رکھو میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے
وَ الْقَآىِٕمِيْنَ	اور قیام کرنے والوں کے لیے
وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾	اور رکوع، سجود کرنے والوں کے لیے۔
وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ	اور اعلانِ عام کر دو لوگوں میں حج کا
يَاْتُوْكَ رِجَالًا	وہ آئیں گے تمہارے پاس پیدل
وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ	اور ہر دُبلی اُونٹنی پر
يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾	جو آئیں گی ہر دور دراز کے راستے سے۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اِن آیات میں خبر دی کہ حرم کی سرزمین میں حضرت ابراہیمؑ کو آباد کیا گیا اور اُنہیں حکم دیا گیا کہ اِس سرزمین کو شرک کی گندگی سے پاک رکھنے کی کوشش کریں۔ مسجدِ حرام میں صفائی اور طہارت کا خاص اہتمام کریں تاکہ طواف کرنے والوں اور نماز ادا کرنے والوں کو سہولت میسر ہو۔ لوگوں کو حج کے لیے پکاریں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی پکار کو دنیا کے ہر کونے تک پہنچا دے گا اور لوگ قیامت تک بڑے ذوق و شوق سے حج کے لیے آتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اِس بشارت کا صادق ہونا ہر دور میں ثابت ہوتا رہا ہے۔ دنیا بھر سے لوگ مال اور وقت کا گراں قدر ایثار کر کے اور بڑی مشقتیں برداشت کرتے ہوئے ہر سال حج کے لیے بڑے اہتمام اور لگن سے سرزمینِ حرم کی طرف آتے ہیں۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

حج کے آداب، ارکان اور برکات

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ	تاکہ وہ (حج کرنے والے) حاضر ہوں اپنے فائدوں کی جگہوں پر
وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ	اور ذکر کریں اللہ کے نام کا مقررہ دنوں میں
عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ	اُن پر (ذبح کرتے ہوئے) جو عطا کیے ہیں اللہ نے اُنہیں چوپایوں میں سے مویشی
فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾	سو کھاؤ اُن میں سے اور کھلاؤ تنگدست محتاج کو۔
ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ	پھر چاہیے کہ وہ دور کریں اپنی میل کچیل
وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ	اور پوری کریں اپنی نذریں
وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾	اور طواف کریں قدیم گھر کا۔

یہ آیات حج کی برکات، آداب اور کچھ ارکان کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔ اجتماعِ حج کی وجہ سے کئی لوگوں کو معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی ایک عالمگیر معاشرتی برادری کا اظہار ہوتا ہے، روحانی طور پر جذباتِ ایمانی کو جلا حاصل ہوتی ہے اور عبادات کا کئی گنا اجر و ثواب ملتا ہے۔ حج قبول ہونے کی صورت میں زندگی بھر کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اِس موقع پر جو قربانی کی عبادت ہے اُس کے گوشت سے خود بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے لیکن آداب میں سے ہے کہ ضرورت مندوں کو بھی اِس میں شریک کیا جائے۔ دیگر نذریں پوری کی جائیں، سر حلق کروایا جائے اور احرام کھول دیا جائے۔ پھر ناخن کاٹے جائیں اور غسل کے ذریعے جسم سے گرد اور میل کچیل دور کی جائے۔ اِس کے بعد بیت اللہ جا کر طوافِ زیارت کا رکن ادا کیا جائے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

حج کی عبادت کا حاصل

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ	یہ سن چکے اور جو تعظیم کرے گا اللہ کی حرمتوں کی
فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ	تو یہ بہتر ہے اُس کے لیے اُس کے رب کے پاس
وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ	اور حلال کر دیے گئے ہیں تمہارے لیے مویشی
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ	سوائے اُن کے جو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تمہیں
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ	پس بچو بتوں کی گندگی سے
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾	اور بچو جھوٹی بات سے۔
حُنَفَآءَ لِلّٰهِ	یکسو ہوتے ہوئے اللہ کے لیے
غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ	نہ ہو شریک کرنے والے اُس کے ساتھ (کسی کو)

وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ	اور جس نے شریک کیا اللہ کے ساتھ (کسی کو)
فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ	سو گویا وہ تو گر گیا آسمان سے
فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ	پھر اچک لیا اُسے پرندوں نے
اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ ﴿۳۱﴾	یا پھینک دیا اُسے ہوا نے کسی دور کی جگہ پر۔

یہ آیات حج کی عبادت کا حاصل بتا رہی ہیں کہ انسان ہر قسم کے شرک اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے محترم ٹھہرایا ہے اُن کا احترام کرے۔ حلال جانوروں کو صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرے۔ بت پرستی اور جھوٹ کو چھوڑ دے۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک ہے۔ شرک کرنے والا ایسا بدنصیب ہے کہ وہ توحید کے بلند مرتبہ سے گرتا ہے تو خواہشِ نفس اُسے بہت دور کی پستی میں پھینک دیتی ہے یا شیطان اور اُس کے کارندے یعنی پنڈت، پروہت اور دنیادار پیروں جیسے جنگلی پرندے اُسے مزید گمراہ کرتے ہیں اور نذرانوں کے نام پر اُس کے وسائل کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔

آیات ۳۲ تا ۳۳

شعائر اللہ کا احترام ... دل میں تقویٰ ہونے کی علامت

ذٰلِكَ ۙ وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ	یہ سن چکے اور جو تعظیم کرے گا اللہ کی حرمتوں کی
فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ﴿۳۲﴾	تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔
لَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	اور تمہارے لیے اِن مویشیوں میں فائدے ہیں ایک مدت تک کے لیے
ع ۸ ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ﴿۳۳﴾ ع	پھر اُن کے ذبح ہونے کی جگہ قدیم گھر کی طرف ہے۔

جو شے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کا شعور پیدا کرے وہ شعائر اللہ میں سے ہے۔ اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ شعائر اللہ کا احترام کرتے ہیں وہ واقعی دل میں تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں۔ اِس کے برعکس جو ایسا نہ کریں تو گویا اُن کے دل خوفِ خدا سے خالی ہیں۔ شعائر اللہ میں بیت اللہ، سرزمینِ حرم، حرمت والے مہینے، حج اور عمرہ کے لیے جانے والے لوگ، حرم میں قربانی کے لیے وقف کردہ جانور یا اِس مقصد کے لیے لے جائے جانے والے جانور وغیرہ شامل ہیں۔ اِن سب کا احترام لازم ہے۔ البتہ دورانِ سفر ضرورت پڑنے پر قربانی کے جانوروں پر سواری کی جا سکتی ہے اور اُن کے دودھ سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

آیات ۳۴ تا ۳۵

قربانی کی عبادت کا حکم

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا	اور ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کر دی قربانی کی عبادت
لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ	تا کہ وہ ذکر کریں اللہ کے نام کا اُن پر (ذبح کرتے ہوئے) جو عطا کیے ہیں اللہ نے اُنہیں چوپایوں میں سے مویشی
فَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	پس تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود
فَلَهٗۤ اَسۡلِمُوۡا ؕ	سو اُس کی فرماں برداری کرو
وَ بَشِّرِ الۡمُخۡبِتِيۡنَ ۙ﴿۳۴﴾	اور اے نبیؐ! خوش خبری سنا دیجیے عاجزی اختیار کرنے والوں کو۔
الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ	وہ لوگ کہ جب بھی ذکر کیا جاتا ہے اللہ کا
وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ	کانپ جاتے ہیں اُن کے دل

وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ	اور وہ صبر کرنے والے ہیں اُس مصیبت پر جو آپڑے اُن پر
وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ	اور وہ قائم کرنے والے ہیں نماز
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾	اور اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے اُنہیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت کے لیے قربانی کی عبادت طے فرمائی۔ اِس کی صورت یہ ہے کہ حلال پالتو جانوروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اُس کے نام پر ذبح کیا جائے۔ یہ اُس کا حکم ہے اور اِس پر عمل کرنا لازم ہے خواہ اِس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ایسے لوگوں کے لیے شاندار بدلے کی خوشخبری ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں، اُس کا ذکر سن کر لرز جائیں، اُس کی راہ میں آنے والی ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں، نماز قائم کریں اور اُس کی راہ میں مال خرچ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی کردار عطا فرمائے۔ آمین!

بعض عقل پرست قربانی کی عبادت کو وسائل کا ضیاع قرار دیتے ہیں۔ اُنہیں سوچنا چاہیے کہ قربانی کی عبادت اُس عظیم واقعے کی یادگار ہے جب سیدنا ابراہیمؑ، اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے سیدنا اسماعیلؑ کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔ کیا عقلی اعتبار سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی توجیح ممکن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معیار ہماری عقل نہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اہمیت اُس کے حکم کی ہے نہ کہ ہماری ناقص عقل کی۔ بقول اقبال ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اِسے تنہا بھی چھوڑ دے

آیت ۳۶

اونٹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی

وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ	اور اونٹ، ہم نے بنایا ہے جسے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے
لَكُمۡ فِيۡهَا خَيۡرٌ ۖ	تمہارے لیے اُن میں خیر ہے
فَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا صَوَآفَّ	تو نام لو اللہ کا اُن پر اُنہیں قطار میں باندھ کر
فَاِذَا وَجَبَتۡ جُنُوۡبُهَا	پھر جب لگ جائیں زمین سے اُن کے پہلو
فَكُلُوۡا مِنۡهَا	تو کھاؤ اُس میں سے
وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَالۡمُعۡتَرَّ ؕ	اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے فقیر کو اور بے قرار فقیر کو بھی
كَذٰلِكَ سَخَّرۡنٰهَا لَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۶﴾	اِسی طرح سے ہم نے قابو میں کر دیے وہ اونٹ تمہارے لیے تاکہ تم شکر کرو۔

اِس آیت میں اونٹ کا ذکر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کے طور پر ہوا ہے۔ اِس جانور سے انسان کو کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ صحرا کے سفر کا بڑا مفید ذریعہ ہے۔ کئی روز تک بھوک اور پیاس کے ساتھ بھی سفر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گرمی کی شدت، تیز ہوائیں، ریت کے تھپیڑے اِس پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ پھر اِس کا گوشت نہ صرف خوراک کا ذریعہ بلکہ کئی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ اِس کی ہڈیاں بھی کئی مفید مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس قدر بڑی جسامت رکھنے کے باوجود اِسے انسانوں کے قابو میں کر دیا ہے۔ اِس جانور کو ذبح نہیں بلکہ نحر کیا جاتا ہے۔ اِسے کھڑا کر کے اِس کا ایک پاؤں باندھ دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اِس کے حلقوم میں زور سے نیزہ مارا جاتا ہے جس سے خون کا ایک فوارہ نکل پڑتا ہے۔ پھر جب

کافی خون نکل جاتا ہے تب یہ زمین پر گر پڑتا ہے۔ جب یہ تڑپنا بند کر دیتا ہے تو اِس کی کھال اتاری جاتی ہے۔ اب اِس کا گوشت خود بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور فقراء کو بھی دینا چاہیے۔ اِس عظیم نعمت کے عطیہ کے حوالے سے لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

آیت ۳۷

قربانی کی روح اور مقصد

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا	ہر گز نہیں پہنچیں گے اللہ کو اُن کے گوشت
وَلَا دِمَآؤُهَا	اور نہ ہی اُن کے خون
وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ	اور لیکن پہنچتا ہے اُس کو تقویٰ تمہاری طرف سے
كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ	اِسی طرح اللہ نے قابو میں دے دیا اُنہیں تمہارے تاکہ تم بڑائی کرو (اپنے قول و فعل سے) اللہ کی
عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ	اِس پر جو اُس نے ہدایت دی ہے تمہیں
وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾	اور اے نبیؐ! خوش خبری سنا دیجیے نیک لوگوں کو۔

یہ آیت ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ قربانی کی عبادت کی روح تقویٰ ہے یعنی یہ جذبہ کہ انسان اپنی خواہشات اور مرغوباتِ نفس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے قربان کر دے۔ پھر اِس عبادت کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو جاری و ساری کرنے کی کوشش کرنا۔ جانور ذبح کرتے ہوئے تو ہم کہتے ہیں "اللہ اکبر" یعنی اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی ہماری زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ بڑا ہے؟ کیا اُس کی مرضی اور اُسی کا قانون ہمارے گھر، معاشرے اور پورے ملک میں نافذ ہے۔ اگر نہیں تو قربانی کی عبادت ہمیں اِس مقصد کے لیے جدوجہد کرنے کا فریضہ ہر سال یاد دلاتی ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۱

قتال فی سبیل اللہ کی اجازت اور اِس کی حکمت

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ	بے شک اللہ دفاع فرمائے گا اُن لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے
الثلثة ع ۵ ۱۲ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوۡرٍ ﴿۳۸﴾ ع	بے شک اللہ پسند نہیں فرماتا ہر ایسے شخص کو جو بہت خیانت کرنے والا، بہت ناشکرا ہو۔
اُذِنَ لِلَّذِيۡنَ يُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ	اجازت دے دی گئی (جنگ کرنے کی) اُن لوگوں کو جن کے ساتھ لڑائی کی جارہی ہے اِس لیے کہ بے شک اُن پر ظلم کیا گیا ہے
وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصۡرِهِمۡ لَقَدِيۡرُ ۙ﴿۳۹﴾	اور بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر یقیناً پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بِغَيۡرِ حَقٍّ	یہ وہ لوگ ہیں جو نکال دیے گئے اپنے گھروں سے ناحق
اِلَّاۤ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ	محض اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے
وَ لَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ	اور اگر ہٹانا نہ ہوتا اللہ کا لوگوں کو اُن میں سے کچھ کے ذریعے دوسروں کو
لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ	تو ضرور ڈھا دیے جاتے راہب خانے
وَ بِيَعٌ	اور گرجے

وَّصَلَوٰتٌ	اور معبد خانے
وَّمَسٰجِدُ	اور مسجدیں
یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ	ذکر کیا جاتا ہے جن میں اللہ کے نام کا کثرت سے
وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ	اور ضرور مدد فرمائے گا اللہ اُس کی جو مدد کرے گا اللہ (کے دین) کی
اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۴۰﴾	بے شک اللہ یقیناً بڑی قوت والا زبردست ہے۔
اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ	اور وہ لوگ (اللہ کے محبوب بندے) کہ اگر ہم اقتدار دیں اُنہیں زمین میں
اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ	تو وہ قائم کریں گے نماز
وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ	اور ادا کریں گے زکوٰۃ
وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ	اور حکم دیں گے نیکی کا
وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ	اور روکیں برائی سے
وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۴۱﴾	اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے تمام معاملات کا انجام۔

یہ آیات سفر ہجرت کے دوران نازل ہوئیں۔ اِن آیات میں مسلمانوں کو کفار کے خلاف جنگ کی اجازت دی گئی۔ اِس سے قبل مکی دور میں مسلمانوں کو حکم تھا کہ کفار کے ظلم و تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھائیں تاکہ اُنہیں مسلمانوں کو کچلنے کا جواز نہ ملے۔ اِس طرح نہ صرف مسلمان اپنی افرادی قوت محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے بلکہ ظلم کے مقابلے میں حسنِ اخلاق کے مظاہرے سے کئی اور اصحابِ خیر بھی اُن کی صفوں میں شامل ہوگئے۔ اب ایسے ظالموں کے خلاف جنہوں نے مسلمانوں پر ظلم

کیا اور اُنہیں ہجرت پر مجبور کیا، مسلمانوں کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی جارہی ہے۔ آیت ۴۰ میں اللہ تعالیٰ توحید کی دعوت دینے، دین حق کو قائم کرنے اور شر کی جگہ خیر کو فروغ دینے کی کوشش کرنے والے مسلمانوں کو اپنا مددگار قرار دے کر بہت بڑے اعزاز سے نواز رہا ہے اور اُن سے اپنی یقینی نصرت کا وعدہ فرمارہا ہے۔ مزید ارشاد ہوا کہ اگر ظالموں کو ظلم سے نہ روکا جائے گا تو زمین میں فساد پھیلتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مراکز بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ ظلم کے خاتمے کے بعد جب مسلمانوں کو زمین پر اقتدار ملے گا تو وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے۔ اُن کی حکومت نیکی کو دبانے کی بجائے اُسے فروغ دینے کی خدمت انجام دے گی اور اُن کی طاقت برائیوں کو پھیلانے کی بجائے اُن کے دبانے میں استعمال ہو گی۔

آیات ۴۲ تا ۴۵

مسلمانوں کے لیے خوشخبری ... کافروں کے لیے دھمکی

وَ اِنۡ یُّکَذِّبُوۡکَ	اور اے نبیؐ! اگر کفار جھٹلاتے ہیں آپؐ کو
فَقَدۡ کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ	تو جھٹلایا تھا اِن سے پہلے قومِ نوحؑ نے
وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوۡدُ ﴿۴۲﴾	اور قومِ عاد اور قومِ ثمود نے۔
وَ قَوۡمُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ قَوۡمُ لُوۡطٍ ﴿۴۳﴾	اور قومِ ابراہیمؑ اور قومِ لوطؑ نے۔
وَّ اَصۡحٰبُ مَدۡیَنَ ۚ	اور مدین والوں نے
وَ کُذِّبَ مُوۡسٰی	اور جھٹلایا گیا موسیٰؑ کو
فَاَمۡلَیۡتُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ	تو میں نے مہلت دی کافروں کو
ثُمَّ اَخَذۡتُہُمۡ ۚ	پھر میں نے پکڑ لیا اُنہیں

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾	تو پھر کیسا رہا میرے انکار کا انجام۔
فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا	پس کتنی ہی بستیاں تھیں، ہم نے تباہ کیا اُنہیں
وَ هِيَ ظَالِمَةٌ	جبکہ وہ ظالم تھیں
فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا	پھر وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر
وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ	اور کتنے ہی کنویں بے کار پڑے ہیں
وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾	اور کتنے ہی مضبوط محل (ویران ہو چکے ہیں)۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان کو تسلی دی گئی کہ ماضی میں بھی کئی قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اُنہیں ایک وقت تک مہلت دی گئی اور پھر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ کئی بستیاں تباہی کی وجہ سے کھنڈرات بنی ہوئی ہیں۔ کئی کنویں جہاں کبھی رونق ہوتی تھی ویران پڑے ہیں۔ کئی شاندار محلات جہاں جاہ و جلال کے مناظر تھے آج سنسان اور عبرت کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ مشرکینِ مکہ کی خیر اِسی میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہیں اور شرک سے باز آجائیں۔ اگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا تو پھر تباہی و بربادی سے دوچار ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔

آیت ۴۶

کفار کی آنکھیں نہیں دل اندھے ہیں

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ	تو کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں
فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ	پھر ہوتے اُن کے دل کہ وہ غور و فکر کرتے جن سے
اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا	اور ہوتے ایسے کان کہ وہ سنتے جن سے

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ	تو بے شک اندھی نہیں ہوتی آنکھیں
وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾	اور لیکن اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں کے اندر ہیں۔

یہ آیت انسان کے روحانی وجود کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ انسان کے وجود میں روح کا مسکن دل ہے۔ روح دل سے دیکھتی، سنتی اور سوچتی ہے۔ آنکھیں اشیاء کا ظاہر دیکھتی ہیں اور دل اشیاء کی حقیقت دیکھتا ہے۔ بقول اقبال ؎

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اور

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

کافر روحانی اعتبار سے مردہ اور حیوانی اعتبار سے زندہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جسمانی آنکھوں سے تو خوب دیکھتے ہیں لیکن اُن کے دل اندھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۴۸

ظالم برباد ہو کر رہیں گے

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ	اے نبیؐ! وہ جلدی مانگ رہے ہیں آپؐ سے عذاب
وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ	اور ہرگز خلاف نہیں کرے گا اللہ اپنے وعدے کے
وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾	اور بے شک ایک دن آپؐ کے رب کے ہاں ایک ہزار برس کے برابر ہے اُس حساب سے جو تم شمار کرتے ہو۔

وَ كَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَمۡلَيۡتُ لَهَا	اور کتنی ہی بستیاں تھیں، میں نے مہلت دی اُنہیں
وَ هِيَ ظَالِمَةٌ	جبکہ وہ ظالم تھیں
ثُمَّ اَخَذۡتُهَا ۚ	پھر میں نے پکڑ لیا اُنہیں
وَ اِلَيَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۸﴾ ع	اور میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔

ہر دور میں کافر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی وعید کو مذاق سمجھتے رہے اور طنزیہ انداز سے مطالبہ کرتے رہے کہ لے آؤ ہم پر عذاب۔ یہ آیات اُنہیں آگاہ کر رہی ہیں کہ عذاب کافروں پر آکر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک دن اُن کے دنوں کے اعتبار سے ہزار برس کا ہے۔ وہ مہلت کو طویل سمجھ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کی مہلت بہت کم ہے۔ اُن سے پہلے بھی کئی قوموں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور پھر اُس نے اُنہیں ایسی سزا دی کہ وہ رہتی دنیا تک نشانِ عبرت بن گئیں۔ اگر کوئی ظالم دنیا میں عذاب سے بچ گیا تو آخرت میں اُسے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے پیش ہونا ہے اور وہاں اُسے اپنے ظلم کی پوری پوری سزا مل جائے گی۔

آیات ۴۹ تا ۵۱

نبی اکرم ﷺ کی طرف سے صاف صاف اعلان

قُلۡ	اے نبیؐ! فرمایئے
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ	اے لوگو!
اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۴۹﴾	بے شک میں تمہارے لیے صاف صاف خبر دار کرنے والا ہوں۔
فَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	تو وہ لوگ جو ایمان لائے اور کرتے رہے اچھے عمل
لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ﴿۵۰﴾	اُن کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ	اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی ہماری آیات (کے مقاصد) کو نیچا دکھانے والے ہو کر
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾	وہی لوگ جہنم والے ہیں۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ذمے داری لوگوں کو اُخروی انجام سے خبر دار کر دینا ہے۔ ایمان لانے اور نیکیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کی نعمت حاصل کریں گے اور اُنہیں مہمانوں کی طرح انتہائی عزت و اکرام سے رزق اور دیگر انعامات سے نوازا جائے گا۔ اِس کے برعکس کچھ مجرمین ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ شرم و حیا کی اقدار رواج پائیں اور وہ بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سود کی لعنت ختم ہو اور وہ سودی معیشت کو فروغ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُس کی شریعت کے مطابق عادلانہ قوانین نافذ ہوں اور وہ چاہتے ہیں کہ اُن کے مفادات کے تحفظ کے لیے خود ساختہ قوانین جاری و ساری ہوں۔ ایسے باغی اور سرکش لوگ جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۵۲ تا ۵۴

شیطان کی آمیزش ... اللہ کی طرف سے اصلاح

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ	اور اے نبیؐ! ہم نے نہیں بھیجے آپؐ سے پہلے کوئی رسولؑ اور نہ ہی کوئی نبیؑ
اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰى	مگر یہ کہ جب وہ کوئی ارادہ کرتے تھے
اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ	کچھ ڈال دیتا تھا شیطان اُن کے ارادے میں
فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ	تو مٹا دیتا تھا اللہ اُسے جو ڈال دیتا تھا شیطان

ثُمَّ يُحۡكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ	پھر پختہ کر دیتا تھا اللہ اپنی آیات
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۙ﴿۵۲﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
لِّيَجۡعَلَ مَا يُلۡقِى الشَّيۡطٰنُ فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ	تاکہ اللہ بنادے اُسے جو شیطان نے ڈالا ہے ایک آزمائش اُن لوگوں کے لیے کہ جن کے دلوں میں مرض ہے
وَّالۡقَاسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ	اور سخت ہیں جن کے دل
وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَفِىۡ شِقَاقٍۭ بَعِيۡدٍ ۙ﴿۵۳﴾	اور بے شک ظالم یقیناً بہت دور کی مخالفت میں ہیں۔
وَّلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ	اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم
اَنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكَ	کہ بے شک وہ (قرآن) حق ہے آپؐ کے رب کی طرف سے
فَيُؤۡمِنُوۡا بِهٖ	تو وہ ایمان لائیں اُس پر
فَتُخۡبِتَ لَهٗ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ	پھر جھک جائیں اُس کے لیے اُن کے دل
وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۵۴﴾	اور بے شک اللہ یقیناً ہدایت دینے والا ہے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے سیدھے راستے کی طرف۔

اِن آیات میں شیطان کے پیدا کردہ فتنے کا ذکر ہے۔ جب بھی کوئی نبیؑ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم پر عمل درآمد کے لیے منصوبہ بندی فرماتے تو شیطان اُن کے منصوبے میں کچھ آمیزش کی کوشش کرتا تھا۔ اِس آمیزش کو اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کا ذریعہ بنادیا۔ یہ آمیزش ایسے لوگوں کے خبثِ باطن کو ظاہر کر دیتی جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتا۔ گویا ایسے بدباطن لوگ بے نقاب ہو جاتے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ شیطان کی شامل کردہ آمیزش کو مٹا کر اپنے حکم کی صداقت ثابت کر دیتا جس سے صادق

الا یمان لوگوں کے ایمان ویقین اور تسلیم ورضا میں اضافہ ہو جاتا۔ سورۃ الانعام کی آیت ۸۹ میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو بشارت دی:

فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ ○ (الانعام:۸۹)

"پھر اگر انکار کریں نبی ﷺ کی باتوں کا یہ مکہ والے تو یقیناً ہم نے مقرر کر دیے ہیں اِن کے لیے ایسے لوگ جو نہیں ہوں گے اِن کا انکار کرنے والے۔"

آپ ﷺ غور فرمارہے تھے کہ وہ کون سی قوم ہے جو قرآن کی قدر کرے گی۔ آپ ﷺ کا گمان تھا کہ یہ اہلِ طائف ہیں۔ آپ ﷺ طائف کی طرف گئے لیکن اُنہوں نے مکہ والوں سے بھی زیادہ دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ جن کے دلوں میں خباثت تھی شیطان نے اُن کے ذہنوں میں وسوسہ اندازی کی اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی مذکورہ بشارت کو غلط قرار دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فوراًہی مدینہ منورہ سے آنے والوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور کچھ ہی عرصے میں اہلِ مدینہ کے لیے مذکورہ بشارت سچ ثابت ہوئی۔

آیات ۵۵ تا ۵۷

قرآن پر شک کرنے والوں کے لیے ذلت آمیز عذاب

وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ	اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا شک میں اِس (قرآن) کے بارے میں
حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً	یہاں تک کہ آجائے گی اُن پر قیامت اچانک
اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ ۝۵۵	یا آئے گا اُن پر عذاب اُس دن کا جو ہر خیر سے خالی ہے۔
اَلْمُلْكُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ ؕ	کل اختیار اُس روز ہو گا اللہ ہی کے لیے

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ	وہ فیصلہ فرمائے گا اُن کے درمیان
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور کرتے رہے اچھے عمل
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾	وہ ہوں گے نعمتوں والے باغوں میں۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۱۴	پس اُن کے لیے ہو گا ذلت والا عذاب۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے حوالے سے شکوک و شبہات کا شکار رہیں گے۔ یہاں تک کہ اُن پر ایک نحوست والے دن کا عذاب آئے گا یا پھر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ روزِ قیامت مکمل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ وہ نیک بندوں کو نعمتوں والے باغات میں داخل فرمائے گا اور نافرمانوں کو ذلت والے عذاب سے دوچار کرے گا۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

ہجرت کے بعد بھی آزمائشیں آئیں گی

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کے راستے میں
ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا	پھر وہ قتل کر دیے گئے یا فوت ہو گئے
لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ	ضرور عطا فرمائے گا اُنہیں اللہ بہترین رزق
وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾	اور بے شک اللہ یقیناً ہے ہی بہترین رزق دینے والا۔
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ	ضرور داخل فرمائے گا اُنہیں ایسی جگہ، وہ پسند کریں گے جسے

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾	اور بے شک اللہ یقیناً سب کچھ جاننے والا، بڑے تحمل والا ہے۔
ذٰلِكَ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ	یہ سن چکے اور جس نے بدلہ لیا ویسا ہی جیسی زیادتی کی گئی تھی اُس کے ساتھ
ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ	پھر زیادتی کی گئی اُس پر
لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ	ضرور مدد فرمائے گا اُس کی اللہ
اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾	بے شک اللہ یقیناً بہت در گزر کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔

اِن آیات میں ایسے لوگوں کو بشارت دی گئی جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ اگر دورانِ سفر ہجرت اُنہیں شہید کر دیا گیا یا وہ طبعی موت سے وفات پا گئے، ہر صورت میں اللہ تعالیٰ اُنہیں بہترین ٹھکانا اور عمدہ رزق دے گا۔ البتہ ہجرت کے بعد امتحانات ختم نہ ہوں گے۔ اب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے کا حکم آئے گا۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اِن جنگوں میں کبھی فتح حاصل ہو گی (معرکۂ بدر) اور کبھی وقتی شکست بھی ہو گی (معرکۂ احد)۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی مدد اِن سرفروشوں کے ساتھ ہو گی اور آخری فتح اِنہی کی ہو گی۔

آیات ۶۱ تا ۶۴

کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ	یہ (مومنوں کی مدد) اِس لیے ہے کہ اللہ ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں

وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾	اور بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ	یہ اِس لیے ہے کہ بے شک اللہ ہی ہے جو حق ہے
وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ	اور بلاشبہ جسے بھی وہ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہی باطل ہے
وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾	اور بے شک اللہ ہی بہت بلند و بالا، سب سے بڑا ہے۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نازل کرتا ہے آسمان سے پانی
فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ	تو ہو جاتی ہے زمین سرسبز
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ ۚ	بے شک اللہ بہت باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے۔
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ	اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع ۸ ۱۵	اور بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ کائنات کے تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلوں ہی سے انجام پا رہے ہیں۔ رات اور دن کی گردش اُس کے حکم سے جاری ہے۔ بارش اُس کے حکم سے برستی ہے۔ ہر طرح کے نباتات اُس کے حکم سے زمین کو زینت بخشتے ہیں۔ کائنات کی ہر شے کا مالک وہی ہے۔ تمام مخلوقات اُس کی محتاج ہیں لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔ پوری کائنات میں اُس کی حمد و ثنا

جاری وساری ہے۔ جب کل اختیار اُسی کے پاس ہے تو پھر اُس کے سوا دیگر معبودوں کو پکارنے والا عمل باطل ہے اور ایسا کرنے والے جھوٹے اور سیاہ کار ہیں۔

آیات ۶۵ تا ۶۶

اللہ تعالیٰ کے احسانات ... بندوں کی ناشکری

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ	اور کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے کام میں لگا دیا تمہارے لیے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے
وَالۡفُلۡكَ تَجۡرِىۡ فِى الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِهٖ ؕ	اور کشتیوں کو جو چلتی ہیں سمندر میں اُس کے حکم سے
وَيُمۡسِكُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَى الۡاَرۡضِ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ	اور اُس نے روکا ہوا ہے آسمان کو کہ گر نہ پڑے زمین پر مگر اُس کے حکم سے
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۵﴾	بے شک اللہ لوگوں کے ساتھ یقیناً بڑا مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے
وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاكُمۡ ۫	وہی تو ہے جس نے زندگی دی تمہیں
ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ	پھر موت دے گا تمہیں
ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ؕ	پھر زندہ کرے گا تمہیں
اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ ﴿۶۶﴾	بے شک انسان واقعی بہت ناشکرا ہے۔

یہ آیات انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے حسبِ ذیل احسانات بیان کر رہی ہیں :

i. انسانوں کو زمین میں موجود ہر شے سے فائدے حاصل کرنے کی صلاحیت دی گئی۔

ii. سمندروں میں کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز انسانوں کے فائدے کے لیے رواں دواں رہتے ہیں۔

iii. آسمان ایسی مضبوط چھت ہے، جسے اللہ تعالیٰ تھامے ہوئے ہے ورنہ وہ اہلِ زمین پر گر جائے۔

iv. انسانوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا اور وہی زندہ رکھے ہوئے ہے۔ انسان کا مرنا اور پھر جی اٹھنا بھی اُسی کے حکم سے ہو گا۔

محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے احسانات کو جاننے اور اُن سے فائدہ اٹھانے کے باوجود ناشکری کرتی ہے اور اُس کے احکام کی نافرمانی کرتی ہے۔

آیات ۶۷ تا ۷۰

عبادات کے طریقے پر اعتراض کیوں؟

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا	اور ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کیا بندگی کا طریقہ
هُمْ نَاسِكُوْهُ	وہ بندگی کرنے والے ہیں جس کے مطابق
فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ	تو اے نبیؐ! اُنہیں چاہیے کہ وہ نہ جھگڑا کریں آپؐ سے اِس معاملے میں
وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ	اور آپؐ بلاتے رہیے اپنے رب کی طرف
اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾	بے شک آپؐ یقیناً بالکل سیدھی ہدایت پر ہیں۔
وَاِنْ جٰدَلُوْكَ	اور اگر وہ جھگڑا کریں آپؐ سے
فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾	تو فرمایئے اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو تم کر رہے ہو۔
اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان روزِ قیامت

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾	اُن امور کے بارے میں جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ	کیا تم نے نہیں جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے
اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ	بے شک یہ سب ایک کتاب میں ہے
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾	بے شک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے بندگی کی مختلف صورتیں اور عبادت کے مختلف طریقے طے فرمائے۔ یہ آیات کافروں کو خبردار کررہی ہیں کہ وہ مسلمانوں کی عبادت کے طریقوں پر اعتراض نہ کریں۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ بالکل درست طریقے پر اللہ تعالیٰ کی بندگی کررہے ہیں اور اِسی طرح کرتے رہیں۔ اُس کے علم میں کائنات کی ہر شے ہے۔ وہ اعتراض کرنے والوں کے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ روزِ قیامت فیصلہ فرمادے گا کہ کون سا عمل حق ہے اور کون سا عمل باطل۔

آیات ۷۱ تا ۷۲

اعتراض کرنے والے اپنے گریبان میں جھانکیں

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا	اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اُن کی، نہیں نازل کی اللہ نے جن کے لیے کوئی دلیل
وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ	اور نہیں ہے اُن کے پاس اِس کے لیے کوئی علم
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾	اور نہ ہوگا ظالموں کے لیے کوئی مددگار۔
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ	اور جب اُن پر تلاوت کی جاتی ہیں ہماری واضح آیات
تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ	تو اے نبیؐ! آپؐ محسوس کرلیں گے اُن لوگوں کے چہروں

	پر جنہوں نے کفر کیا ہے انکار
يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ	لگتا ہے کہ وہ جھپٹ پڑیں گے اُن لوگوں پر جو تلاوت کرتے ہیں اُن کے سامنے ہماری آیات
قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ	فرمایئے تو کیا میں بتاؤں تمہیں زیادہ تکلیف دہ چیز اِس سے بھی
اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ	جہنم کی آگ! وعدہ کیا ہے اُس کا اللہ نے اُن لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ ع ۸ ۱۲	اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اِن آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کافر مسلمانوں کی عبادت کے طریقے پر تو طنز کرتے ہیں اور خود اُن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری۔ نہ ہی کسی علمی تحقیق سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور معبود کا ثبوت ملا ہے۔ ہٹ دھرمی کی یہ حالت ہے کہ جب مشرکین پر قرآنِ حکیم کی واضح آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ تلاوت کرنے والے مومنوں پر ٹوٹ پڑنا چاہتے ہیں۔ آج اُنہیں جس قدر اِن آیات کا سننا ناگوار لگ رہا ہے، اِس سے کہیں زیادہ ناگوار جہنم کی وہ آگ ہو گی جس میں اِن مشرکین کو جھونک دیا جائے گا۔

آیات ۷۳ تا ۷۴

اللہ تعالیٰ کی معرفت کی کمی ... شرک کا سبب

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ	اے لوگو! بیان کی جاتی ہے ایک مثال پس بہت غور سے سنو اُسے
اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	بے شک وہ معبود جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا

لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَهٗ ؕ	وہ ہر گز نہیں بنا سکتے ایک مکھی اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں اُس کے لیے
وَاِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـًٔا	اور اگر چھین لے اُن سے مکھی کوئی چیز
لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ	تو وہ نہیں چھڑا سکتے اُسے مکھی سے
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ ﴿۷۳﴾	کمزور ہے چاہنے والا اور وہ بھی جسے چاہا گیا۔
مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ	اور اُنھوں نے قدر نہیں کی اللہ کی، جیسا کہ حق تھا اُس کی قدر کرنے کا
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۷۴﴾	بے شک اللہ یقیناً بڑی قوت والا، زبردست ہے۔

یہ آیات شرک کی نفی کے لیے ایک بلیغ تمثیل پیش کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو وسیع و عریض کائنات اور کیسی بڑی بڑی مخلوقات بنائی ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ سب کے سب مل کر ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ مکھی بنانا تو دور کی بات ہے وہ تو اِس قدر لاچار ہیں کہ مکھی اگر اُن کے سامنے رکھی ہوئی نذر و نیاز کا کوئی ذرہ لے اڑے تو اُس سے چھین نہیں سکتے۔ کتنے بے بس ہیں معبود اور کتنے بے بس ہیں اُنہیں پکارنے والے! بلاشبہ انسان کا مطلوب اگر پست ہو گا تو اُس کا کردار بھی پست ہو گا اور اگر مطلوب بلند ہو گا تو کردار بھی بلند ہو گا۔ اقبال اِسی لیے کہتا ہے کہ ؎

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دیگر معبودوں سے مانگنے کی حماقت اِس لیے کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے حد و حساب قدرتوں کی معرفت نہیں رکھتا۔ اگر اُسے احساس ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ دینے پر قدرت رکھتا ہے تو وہ مخلوقات کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے دوچار نہ ہوتا۔

آیت ۷۵

رسالت کی دو کڑیاں

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ	اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے بھی
اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۷۵﴾	بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت کا تعلق ایمان بالرسالت سے ہے۔ انسان اِس قابل نہ تھا کہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کے احکام سن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس تک اپنی تعلیمات پہنچانے کے لیے رسالت کی دو کڑیاں جاری فرمائیں۔ ایک رسولِ ملک حضرت جبرائیلؑ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ وحی رسولِ بشر یعنی انسانوں میں سے انبیاءؑ پر نازل فرماتا رہا۔ پھر اِن انبیاءؑ کے ذریعے وحی عام انسانوں تک پہنچتی رہی ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود سب سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ انسانوں کی ہر پکار کو سنتا ہے اور اُن کو ہر حال میں دیکھ رہا ہوتا ہے۔

آیت ۷۶

اللہ تعالیٰ ہمارے ہر عمل سے واقف ہے

یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ؕ	اللہ جانتا ہے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے
وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۷۶﴾	اور تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے بارے میں جانتا ہے کہ اُس نے کس شے کو مقدّم کیا ہے اور کس شے کو پسِ پشت ڈال دیا ہے؟ اُس کی ترجیح شریعت ہے یا خواہشِ نفس اور آخرت ہے یا دنیا؟ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہر انسان کا طرزِ عمل جانچا جائے گا اور پھر اُسے اچھا یا برا بدلہ دیا جائے گا۔

آیت ۷۷

عمل کی دعوت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
ارۡکَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا	رکوع کرو اور سجدہ کرو
وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ	اور بندگی کرو اپنے رب کی
وَ افۡعَلُوا الۡخَیۡرَ	اور کام کرو بھلائی کے
لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ۝۷۷ السجدۃ	تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

السجدۃ عند الشافعیؒ

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو عمل کرنے کی دعوت اِس طرح دی گئی کہ:

i. وہ باقاعدگی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رکوع و سجود کریں یعنی نماز ادا کریں۔

ii. عبادات سے آگے بڑھ کر پوری زندگی میں ذوق و شوق سے اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کریں۔

iii. بھلائی کے کام کریں اور لوگوں کی فلاحِ اخروی کے لیے دعوت و تبلیغ کی ذمے داری ادا کریں۔ لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں اور برائی کی ہر صورت سے بچانے کی کوشش کریں۔

عام طور پر بھلائی کے کاموں سے مراد دنیا میں خدمتِ خلق کے کام لیے جاتے ہیں۔ خدمتِ خلق کا یہ تصور محدود ہے۔ ہمیں لوگوں کی صرف دنیا کے مسائل کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ اُن کی آخرت سنوارنے اور اُنہیں جہنم سے بچانے کی فکر بھی کرنی چاہیے۔ بلاشبہ کسی کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کرنا ہی پائیدار خدمتِ خلق ہے۔ آیت کے آخر میں بشارت دی گئی کہ جو لوگ مذکورہ بالا تین کام کریں گے وہ فلاح پائیں گے۔

آیت ۷۸

اللہ کی راہ میں ایسے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے

وَ جَاهِدُوۡا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ	اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ اُس کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ہے
هُوَ اجۡتَبٰىكُمۡ	اُس نے چن لیا ہے تمہیں
وَ مَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِی الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ	اور نہیں رکھی تم پر دین میں کوئی تنگی
مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ	یہ دین ہے تمہارے والد ابراہیمؑ کا
هُوَ سَمّٰىكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۙ	اُنہوں نے نام رکھا تھا تمہارا مسلمان
مِنۡ قَبۡلُ وَ فِیۡ هٰذَا	اِس سے پہلے اور اِس قرآن میں بھی (یہی نام ہے)
لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ	تاکہ ہو جائیں رسولؐ گواہ تم پر
وَ تَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ	اور تم ہو جاؤ گواہ لوگوں پر
فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	پس قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ
وَ اعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ	اور چمٹ جاؤ اللہ کے ساتھ
هُوَ مَوۡلٰىكُمۡ ۚ	وہ حمایتی ہے تمہارا
فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى	تو کیا خوب حمایتی ہے
وَ نِعۡمَ النَّصِيۡرُ ﴿۷۸﴾ ع	اور کیا خوب مددگار ہے۔

ع ۱۷

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لیے مال و جان سے اِس طرح جہاد کریں جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُس کا کلمہ سربلند ہو اور اُس کی عطا کردہ شریعت نافذ ہو۔ نفاذِ شریعت بندوں کا بھی حق ہے۔ شریعت کے نفاذ ہی میں لوگوں کے لیے عدل ہے۔ ہر شخص کو اُس کا حق ملے گا اور کوئی لوٹ کھسوٹ نہ ہو گی۔ اِسی سے دنیوی خدمتِ خلق کا بھی حق ادا ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُس نے ہمیں اسلام جیسا مکمل دین دیا جس میں رہبانیت نہیں بلکہ ہر فطری تقاضے کی تسکین کا پاکیزہ طریقہ بتایا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے غلبے کے لیے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دے کر گویا ہمیں ایک اعلیٰ کام کے لیے چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینا ہمارے جد امجد حضرت ابرہیمؑ کا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِسی دین کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! روزِ قیامت عدالتِ خداوندی قائم ہو گی۔ نبی اکرم ﷺ آکر گواہی دیں گے کہ اُنہوں نے ہم تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ اب اگر ہم نے بھی دین پر عمل اور دین کو لوگوں تک پہنچانے کی پوری کوشش کی تو سرخرو ہوں گے۔ دوسری صورت میں اپنی بے عملی اور دوسروں کی گمراہی کا وبال ہمارے سر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین! آیت کے آخر میں حکم دیا گیا کہ اب عمل کا آغاز کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ کے ساتھ چمٹ جاؤ یعنی اُس کے ہر حکم پر عمل کرو۔ پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ تمہاری کیسے مدد کرتا ہے۔

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

سورۃ المؤمنون

مومنوں کی ظاہری و باطنی صفات کا بیان

اِس سورۃ مبارکہ کی ابتدائی گیارہ آیات میں مومنوں کی ظاہری صفات اور آیات ۵۷ تا ۶۱ میں اُن کی باطنی کیفیات بیان کی گئی ہیں ۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۱ تعمیرِ سیرت کے لیے بنیادی صفات کا بیان
- آیات ۱۲ تا ۱۶ تخلیق اور حیاتِ انسانی کے مراحل
- آیات ۱۷ تا ۲۲ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت
- آیات ۲۳ تا ۷۷ رسولوں کی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۷۸ تا ۹۲ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتوں کا بیان
- آیات ۹۳ تا ۹۸ عافیت مانگنے کی دعائیں
- آیات ۹۹ تا ۱۱۴ نافرمانوں کا برا انجام
- آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸ بادشاہِ حقیقی کی عظمت کا بیان

آیات ۱ تا ۱۱

تعمیرِ سیرت کے لیے بنیادی صفات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾	یقیناً کامیاب ہو گئے اہلِ ایمان۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾	وہی جو اپنی نمازوں میں خشوع خضوع اختیار کرنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾	اور وہی جو لایعنی کاموں سے رخ پھیرنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾	اور وہی جو اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾	اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ	سوائے اپنی بیویوں کے
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	یا وہ جن کے مالک ہوئے اُن کے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾	پھر بے شک وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ	تو جو کوئی چاہے گا اِس کے سوا کوئی راہ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾	تو یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾	اور وہی جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾	اور وہی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾	یہی لوگ ہیں جو وارث ہیں۔
الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ	جو وارث بنیں گے فردوس کے

وقف لازم

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اِن آیات میں بندۂ مومن کی تعمیرِ سیرت کے لیے سات بنیادی صفات بیان کی گئی ہیں:

i. نمازوں میں خشوع و خضوع کا اہتمام یعنی پوری توجہ اور اظہارِ عاجزی کے ساتھ نماز ادا کرنا۔

ii. بے مقصد اور لایعنی سرگرمیوں سے دور رہنا۔

iii. خود احتسابی یعنی گناہوں کو ترک کر کے اور نیکیوں میں آگے بڑھ کر تزکیۂ نفس کی کوشش کرنا۔

iv. جنسی بے راہ روی سے بچنا اور عصمت و عفت اور ستر کی حفاظت کرنا۔

v. اَمانتوں کی پاسداری کرنا۔

vi. وعدوں کو پورا کرنا۔

vii. نمازوں کی حفاظت کرنا یعنی اُنہیں پابندیٔ وقت کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کرنا اور اُن کے تمام آداب و مسائل کا لحاظ رکھنا۔

مذکورہ بالا صفات کے حامل مومنوں کو کامیابی اور جنت الفردوس میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی۔ فردوس دراصل جنت کا وہ حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے بالکل نیچے ہے۔ جنت میں بہنے والی نہریں فردوس ہی سے پھوٹتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مطلوب بندوں کی صفات اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۶

تخلیق اور حیاتِ انسانی کے مراحل

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾	اور یقیناً ہم نے بنایا انسان کو گارے کے جوہر سے۔
ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾	پھر ہم نے رکھا اُسے نطفہ بنا کر ایک محفوظ ٹھکانے میں۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً	پھر ہم نے بنایا نطفے کو جما ہوا خون
فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً	پھر ہم نے بنایا جمے ہوئے خون کو بوٹی
فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا	پھر ہم نے بنایا بوٹی کو ہڈیاں
فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ	پھر ہم نے چڑھایا ہڈیوں پر گوشت
ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ	اور پھر ہم نے اٹھایا اُسے (روح پھونک کر) ایک اور ہی تخلیق میں
فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ؕ	پس بڑا بابرکت اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔
ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ؕ	پھر بے شک تم اِس کے بعد یقیناً مرنے والے ہو۔
ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾	پھر بے شک تم روزِ قیامت دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ بچہ ماں کے وجود میں کن مراحل سے گزر کر تکمیل پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مٹی کے گارے کے جوہر کو نطفہ بنا دیتا ہے۔ پھر نطفہ کو جمے ہوئے خون میں تبدیل فرماتا ہے۔ پھر جمے ہوئے خون کو بوٹی کی صورت عطا کرتا ہے۔ پھر اُس بوٹی کو ہڈیوں میں ڈھال دیتا ہے۔ اب ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہے۔ اِس سب کے بعد تیار شدہ جسمِ انسانی میں روح ڈال کر انسان کی تخلیق مکمل فرما دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین خالق ہے۔ انسان اپنی حیات کا پہلا مرحلہ گزار کر دنیا میں فنا ہو جاتا ہے ۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت زندہ فرما کر حیات کے دوسرے مرحلے سے گزارے گا۔

یہ آیات اِس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ کسی انسان کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ آج سے چودہ سو سال قبل جان سکتا کہ ماں کے وجود میں بچہ کن مراحلِ تخلیق سے گزر کر مکمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا علم رکھتا ہے اور اُسی نے تخلیق کے اُن مراحل کو قرآنِ مجید میں واضح کیا ہے جنہیں آج انسان کسی درجے میں سمجھنے کے قابل ہوا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

اور اُس کا کلام دونوں ہی عظیم ہیں۔

آیات ۱۷ تا ۲۲

اللہ تعالیٰ کی شانِ رزاقیت

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآىِٕقَ ۖ	اور یقیناً ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات راستے
وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾	اور ہم مخلوق سے غافل نہیں ہیں۔
وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ	اور ہم نے نازل کیا آسمان سے پانی ایک اندازے سے
فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ	پھر ٹھہرا دیا اُسے زمین میں
وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ ۚ	اور بے شک ہم اُسے لے جانے پر یقیناً قادر ہیں۔
فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۫	پھر ہم نے اگائے ہیں تمہارے لیے اُس کے ذریعے باغ کھجوروں اور انگوروں کے
لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ	تمہارے لیے اُن میں کثرت سے میوے ہیں
وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور اُن میں سے تم کھاتے بھی ہو۔
وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ	اور (ہم نے اگایا) وہ درخت بھی جو نکلتا ہے طورِ سینا سے
تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ	وہ لے کر اگتا ہے روغن (زیتون کا)
وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾	جو کہ شوربہ ہے کھانے والوں کے لیے۔
وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً	اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں یقیناً سبق

وقف لازم

	آموزی ہے
نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا	ہم پلاتے ہیں تمہیں اُس میں سے جو اُن کے پیٹوں میں ہے
وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ	اور تمہارے لیے اُن میں کثرت سے فائدے ہیں
وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور اُن میں سے تم کھاتے بھی ہو۔
ع ۲ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع	اور اُن پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔

پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق واضح کرنے کے بعد اب اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رزاقیت بیان کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی ضروریات سے غافل نہیں ہے۔ سات آسمان دراصل سات گزرگاہیں ہیں جہاں سے فرشتے مخلوقات کے لیے اللہ تعالیٰ کے فیصلے لے کر اترتے رہتے ہیں۔ وہ مخلوقات کی پیاس کی تسکین کے لیے پانی برساتا ہے۔ اِس پانی کے ذریعے کھجوروں، انگوروں اور زیتون کے باغ پیدا فرماتا ہے۔ اِن نعمتوں کو انسان کھاتے ہیں، اُن سے رس کشید کرتے ہیں، روغنِ زیتون کو شوربہ کے طور استعمال کرتے ہیں اور باغوں سے کئی دیگر فوائد بھی حاصل کرتے ہیں۔ زمین سے اگنے والی نباتات ہی سے مویشی بھی پرورش پاتے ہیں جن کا گوشت انسان کھاتے ہیں، جن کے دودھ سے استفادہ کرتے ہیں، باربرداری اور کھیتی باڑی کے لیے اُن کو استعمال کرتے ہیں اور اُن کی کھالوں، چربی اور ہڈیوں سے بھی کئی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ خشکی کے سفر میں اِن جانوروں کو اور بحری سفر میں کشتیوں کو کام میں لاتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار ناممکن ہے۔

آیات ۲۳ تا ۲۶

حضرت نوحؑ کی دعوت اور قوم کا جواب

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ	اور یقیناً ہم نے بھیجا نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	تو اُنہوں نے کہا اے میری قوم کے لوگو! عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾	تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟
فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ	پھر کہا اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا اُن کی قوم میں سے
مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ	یہ نہیں ہیں مگر انسان تمہارے جیسے
يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ	چاہتے ہیں کہ فضیلت حاصل کریں تم پر
وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ	اور اگر چاہتا اللہ تو ضرور نازل کر دیتا کوئی فرشتے
مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾	ہم نے نہیں سنا ایسا اپنے پچھلے آباء و اجداد میں۔
اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ	یہ نہیں ہیں مگر ایسے انسان جن پر جنون کا اثر ہے
فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾	پس انتظار کرو اِن کے بارے میں ایک وقت تک۔
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾	عرض کی نوحؑ نے اے میرے رب! میری مدد فرما کیوں کہ اُنہوں نے جھٹلا دیا ہے مجھے۔

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم کے سرداروں نے اعتراض کیا کہ حضرت نوحؑ محض ایک انسان ہیں اور ایک انسان کیوں کر اللہ کا رسول ہو سکتا ہے؟ اللہ کا رسول تو کسی فرشتے کو ہونا چاہیے۔ اُنہوں نے حضرت نوحؑ پر بہتان لگایا کہ وہ اپنی بڑائی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گویا اُن سرداروں کے لیے

سرداری تو اُن کا پیدائشی حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی قائم کر کے نیک لوگوں کی حکومت قائم کرنے والے قابل ملامت ہیں۔ سرداروں نے مزید یہ کہ حضرت نوحؑ کو مجنون قرار دینے کی گستاخی کی اور قوم کو اُن کی پیروی کرنے سے روکا۔ طویل عرصے تک سردارانِ قوم کی یہ گستاخیاں جاری رہیں۔ آخر کار حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مدد کی درخواست کی۔

آیت ۲۷ تا ۳۰

حضرت نوحؑ اور مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ	تو ہم نے وحی کی نوحؑ کی طرف
اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا	کہ بنایئے کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے
وَ وَحْيِنَا	اور ہماری وحی کے مطابق
فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا	توجب آجائے ہمارا حکم
وَ فَارَ التَّنُّوْرُ	اور ابل پڑے تنور
فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ	تو داخل کر لیں اِس کشتی میں ہر جنس سے دونوں جوڑے (نر اور مادہ)
وَ اَهْلَكَ	اور اپنے گھر والوں کو
اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ	سوائے اُس کے طے ہو گئی جس کے بارے میں بات اُن میں سے
وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ	اور نہ بات کیجیے مجھ سے اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾	بے شک وہ غرق کیے جانے والے ہیں۔
فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ	پھر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں آپؑ اور وہ جو آپؑ کے ساتھ ہیں کشتی میں
فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾	تو کہیے کل شکر اللہ کے لیے ہے کہ جس نے بچالیا ہمیں ظالم قوم سے۔
وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا	اور دعا کیجیے اے میرے رب! اتاریے مجھے بابرکت منزل پر
وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾	اور آپ ہی بہترین اتارنے والے ہیں۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ	بے شک اِس قصے میں یقیناً نشانیاں ہیں
وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾	اور یقیناً ہم آزمانے والے ہیں۔

یہ آیات حضرت نوحؑ کی مدد کے لیے دعا کی قبولیت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اُن کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایک کشتی بنانے اور اُس میں تمام اہلِ ایمان کے ساتھ دیگر مخلوقات کا ایک ایک جوڑا سوار کرنے کا حکم دیا۔ آخر کار ایک طوفان آیا جس سے تمام کافر ہلاک ہو گئے اور صرف کشتی میں سوار اہلِ ایمان محفوظ رہے۔ سلامت رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے تلقین کی کہ وہ اپنی سلامتی پر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اُس سے دعا کریں کہ وہ اُنہیں کشتی سے اتارنے کے بعد اپنی بے شمار نعمتوں اور برکات سے فیض یاب فرمائے۔ اِس پورے واقعے میں ہمارے لیے یہ سبق آموزی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو کچھ عرصہ آزماتا ہے، پھر ایسا فیصلہ فرماتا ہے جو لازماً حق کی حمایت میں اور باطل کے خلاف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں حق پر قائم رہنے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۴

تاریخ دہرائی جاتی ہے

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾	پھر ہم نے پیدا کی قومِ نوحؑ کے بعد ایک اور قوم۔
فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	تو ہم نے بھیجا اُن میں ایک رسولؑ اُنہی میں سے
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	(اُس نے کہا اُنہیں) کہ عبادت کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ	نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اُس کے سوا
ع ۲ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع	تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟
وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور کہا اُن سرداروں نے اُس کی قوم کے جنہوں نے کفر کیا تھا
وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ	اور جھٹلایا تھا آخرت کی ملاقات کو
وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ	اور ہم نے خوشحالی دی تھی جنہیں دنیا کی زندگی میں
مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ	یہ رسول نہیں ہے مگر تمہاری طرح کا انسان
يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ	یہ کھاتا ہے اُسی میں سے جس میں سے تم کھاتے ہو
وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ ۙ	اور یہ پیتا ہے اُسی میں سے جس سے تم پیتے ہو۔
وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	اور اگر تم نے اطاعت کی ایک انسان کی جو تم جیسا ہے
اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ ۙ	بے شک تم اِس صورت میں ہو گے یقیناً خسارے میں

	جانے والے۔

اللہ تعالیٰ نے قومِ نوحؑ کے بعد ایک اور قوم کو دنیا میں عروج دیا۔ اُن کی طرف ایک رسول بھیجے جنہوں نے حضرت نوحؑ کی طرح اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی۔ بدقسمتی سے اُس قوم کے سرداروں نے بھی اپنے رسولؑ کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جیسا قوم نوحؑ کے سرداروں نے کیا تھا۔ توحید کی دعوت اور رسولؑ کی رسالت کو جھٹلایا۔ رسولؑ کی بشریت اور بشری تقاضوں پر اعتراض کر کے قوم کو اُن کی پیروی کرنے سے منع کر دیا۔ گویا تاریخ نے ایک بار پھر وہی منظر دیکھا جو حضرت نوحؑ کے زمانے میں دکھائی دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس قوم کو بھی تباہی سے دوچار کیا جس طرح قومِ نوحؑ کو کیا تھا۔

آیات ۳۵ تا ۳۸

کفار کی طرف سے دوبارہ جی اٹھنے کی شدت سے نفی

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ	کیا یہ رسول وعدہ کرتا ہے تم سے کہ جب تم مر جاؤ گے
وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَّ عِظَامًا	اور ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں
اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾	بے شک تم نکالے جانے والے ہو (قبروں سے)۔
هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾	انہونی بات ہے، انہونی بات ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے
اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا	نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی
نَمُوْتُ وَ نَحْيَا	ہم خود ہی مرتے ہیں اور خود ہی جیتے ہیں
وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾	اور ہم نہیں ہیں دوبارہ اٹھائے جانے والے۔
اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا	یہ نہیں ہے مگر ایک انسان کہ جس نے گھڑا ہے اللہ پر

	جھوٹ
وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾	اور ہم نہیں ہیں اِس کی بات ماننے والے۔

اِن آیات میں ذکر کیا گیا کہ کافر قوم کے سرداروں نے بڑی شدت سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی حقیقت کی نفی کی۔ رسولؑ پر جھوٹا ہونے کا بہتان لگایا۔ کہنے لگے رسولؑ کی دی ہوئی یہ خبر جھوٹی ہے کہ جب ہمارا جسم مٹی میں مل کر خاک ہو جائے گا اور ہماری ہڈیاں چورا چورا ہو جائیں گی تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ ایسا ہونا انہونی بات ہے۔ دنیا کی زندگی ہی اصل زندگی ہے اور مرنے کے بعد کوئی زندہ نہ ہو گا۔ آخرت کا انکار اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال کی جوابدہی سے غفلت کا جرم انسان کو کردار کی پستیوں میں گرا دیتا ہے۔ ہر دور میں ظالموں اور سرکشوں کی بداعمالیوں کا سبب یہی جرم ہوتا ہے۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے احساس کے بغیر افراد اور معاشرے کی اصلاح ناممکن ہے۔

آیات ۳۹ تا ۴۱

ظالم قوم کا برا انجام

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾	عرض کی رسولؑ نے اے میرے رب! میری مدد فرما کیوں کہ اُنہوں نے جھٹلا دیا ہے مجھے۔
قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾	فرمایا اللہ نے تھوڑے ہی مدت میں یہ ضرور ہو جائیں گے (اپنے کیے پر) نادم۔
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ	پھر پکڑ لیا اُنہیں ہولناک آواز نے سچے وعدے کے مطابق
فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً	تو کر دیا ہم نے اُنہیں کوڑا کرکٹ
فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾	سو بربادی ہے ظالم قوم کے لیے۔

سرکش قوم کے ساتھ طویل عرصے کی کشمکش کے بعد رسولؑ نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی التجا کی۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولؑ کی التجا کا جواب مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب ظالموں پر عذاب آنے والا ہے۔ پھر ایک زور دار زلزلے نے اُس قوم کو برباد کر دیا۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ قوم ثمود کے انجام کا ذکر ہے کیوں کہ اِس قوم کو اللہ تعالیٰ نے زلزلے سے ہلاک کیا تھا۔ اُس قوم کی طرف بھیجے جانے والے رسول حضرت صالحؑ تھے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

بدقسمت قوموں کی بھیڑ چال

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾	پھر ہم نے پیدا کیں اُن کے بعد کئی اور قومیں۔
مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا	آگے نہیں بڑھتی کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے
وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾	اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں۔
ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ	پھر ہم نے بھیجے اپنے رسولؑ لگاتار
كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا	جب بھی آیا کسی امت کے پاس اُس کا رسولؑ
كَذَّبُوْهُ	اُنہوں نے جھٹلایا اُسے
فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا	پس ہم نے چلتا کیا اُن میں سے بعض کو بعض کے پیچھے
وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ	اور ہم نے بنا دیا اُنہیں قصے کہانیاں
فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾	سو بربادی ہے اُن لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ بعد میں آنے والی کئی قوموں نے بھی بھیڑ چال کی طرح وہی روش اختیار کی جیسی روش اُن سے پہلے قومِ نوحؑ اور قومِ ثمود کی تھی۔ ہر قوم کو معین وقت پر اپنی سرکشی کی سزا ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ماضی کی عبرتناک داستانیں بنا دیا۔ بلاشبہ ایمان نہ لانے والوں کے لیے نہ صرف تباہی و بربادی بلکہ رہتی دنیا تک لعنت و پھٹکار ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

آلِ فرعون کی بدبختی

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾	پھر ہم نے بھیجا موسیٰؑ اور اُن کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں اور واضح دلیل کے ساتھ۔
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ	فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف
فَاسْتَكْبَرُوْا	تو اُنھوں نے تکبر کیا
وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾	اور وہ سرکش لوگ تھے۔
فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا	تو اُنھوں نے کہا کیا ہم بات مانیں دو آدمیوں کی جو ہمارے جیسے ہیں
وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾	حالاں کہ اُن کی قوم ہماری غلام ہے۔
فَكَذَّبُوْهُمَا	پس اُنھوں نے جھٹلا دیا اُن دونوں کو
فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾	سو وہ ہو گئے ہلاک کیے جانے والوں میں سے۔
وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ	اور یقیناً ہم نے دی تھی موسیٰؑ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾	تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

آلِ فرعون کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا۔ یہ آیات آلِ فرعون کی بد بختی کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ اُنہوں نے تکبر کیا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کا تعلق ہماری غلام قوم سے ہے لہٰذا ہم اُن کی بات کیوں مانیں؟ حالاں کہ اُن کے سامنے ایسے احکام آچکے تھے جو اُن کی ہدایت کے لیے کافی تھے۔ وہ بد نصیب اپنی سرکشی اور احساسِ برتری کی وجہ سے ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت کی بربادی کا شکار ہوئے۔

آیت ۵۰

حضرت مریم اور ابنِ مریمؑ پر اللہ تعالیٰ کا کرم

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً	اور ہم نے بنا دیا مریمؑ کے فرزند (عیسیٰؑ) اور اُن کی والدہ کو نشانی
وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع ۳ ۱۸	اور ہم نے جگہ دی اُن دونوں کو ایک بلند زمین کی طرف جو رہنے کے لائق اور بہتے ہوئے پانی والی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سلامٌ علیھا اور حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیا۔ یہ نشانیاں اُس وقت ظاہر ہوئیں جب ایک ٹیلے پر حضرت مریم سلامٌ علیھا نے کنواری ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کو معجزانہ طور پر جنم دیا۔ وہ ٹیلہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سلامٌ علیھا کی تقویت کے لیے صاف پانی کا چشمہ جاری کر دیا تھا۔ حضرت مریم سلامٌ علیھا بغیر کسی مرد کے تعلق کے حضرت عیسیٰؑ کو جنم دے کر نشانی بن گئیں اور حضرت عیسیٰؑ بغیر والد کے ولادت پا کر اِس اعزاز سے مشرف ہوئے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

رزقِ حلال کا ثمر ... اچھے اعمال کی توفیق

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ	اے رسولوؑ! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور عمل کرو اچھے
اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ ؕ	بے شک میں اُسے جو تم کر رہے ہو خوب جاننے والا ہوں۔
وَ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً	بے شک یہ ہے تمہاری امت ایک ہی امت
وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾	اور میں تمہارا رب ہوں پس بچو میری نافرمانی سے۔
فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ	پھر وہ جدا جدا ہو گئے اپنے معاملے کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے
كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾	ہر گروہ جو کچھ اُس کے پاس ہے اُس پر اترا رہا ہے۔

یہ آیات اُس اہم ہدایت کی یاد دلا رہی ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوںؑ کو تلقین فرمائی۔ تمام رسولوںؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ پاکیزہ رزق کھائیں تاکہ اچھے اعمال کر سکیں۔ گویا حرام کمائی انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور رزقِ حلال سے نیک کاموں کی توفیق ملتی ہے۔ اِس کے بعد اہلِ ایمان کو توجہ دلائی گئی کہ تمام رسولؑ ایک اُمت یعنی ہم مقصد گروہ تھے اور تم بھی اُن ہی کے ہم مقصد پیروکار بن جاؤ۔ اِس گروہ کا مقصد تھا اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا یعنی اُس کی نافرمانی اور بالخصوص حرام کمائی سے بچنا۔ البتہ افسوسناک صورت یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی جزوی اطاعت کرتی ہے اور اطاعت کے جس پہلو کو اختیار کرتی ہے اُسی پر مطمئن ہے۔ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ تصور کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مکمل اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۴ تا ۵۶

غافلوں کے لیے وعید

فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾	پس اے نبیؐ! چھوڑیے اِنہیں اِن کی غفلت میں ایک وقت تک۔
اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۵۵﴾	کیا وہ سمجھتے ہیں کہ بے شک ہم بڑھائے جارہے ہیں اُنہیں جس کے ساتھ مال اور بیٹوں میں سے۔
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ	ہم جلدی کر رہے ہیں اُن کے لیے بھلائیوں میں؟
بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾	بلکہ وہ شعور ہی نہیں رکھتے (اصل معاملے کا)۔

اِن آیات میں ایسے لوگوں کو خبر دار کیا گیا جو حق کو قبول کرنے اور اُس کے مطابق عمل کرنے سے مسلسل پہلو تہی کر رہے ہیں۔ وہ غفلت میں پڑے رہ کر اپنا نامۂ اعمال اور سیاہ کر رہے ہیں۔ دراصل اُنہیں دنیا میں مال اور اولاد کی نعمتیں دی گئی ہیں جن میں مگن ہو کر یہ دعوتِ حق سے اعراض کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ نعمتیں اُن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں۔ اُن کے لیے دنیا کی نعمتیں چار دن کی چاندنی کی طرح ہیں۔ پھر اُن کے لیے مسلسل اندھیری رات یعنی ہمیشہ ہمیش کا عذاب ہے۔

آیات ۵۷ تا ۶۱

مومنوں کی باطنی کیفیات

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾	اور بے شک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾	اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾	اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔
وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا	اور جو دیتے ہیں جو کچھ کہ دیتے ہیں
وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾	اور اُن کے دل ڈرتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ	یہ لوگ ہیں جو جلدی کرتے ہیں نیک کاموں میں
وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور وہ اِن کے لیے آگے نکلنے والے ہیں۔

سورۂ مومنون کی یہ آیات مومنوں کی باطنی کیفیات کا تذکرہ اِس طرح کر رہی ہیں کہ:

i. مومن بندے ہر وقت اپنے رب کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

ii. وہ اپنے رب کی آیات پر واقعی ایمان رکھتے ہیں۔

iii. وہ شرک کی ہر قسم سے بچتے ہیں۔ خاص طور پر نہ اطاعت اور محبت میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر ہونے کا درجہ دیتے ہیں اور نہ ہی دکھاوا کرتے ہیں۔ اِس طرح کا شرک بعض لوگ رب کی آیات پر ایمان رکھنے کے باوجود کرتے ہیں۔

iv. وہ انتہائی راز داری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

v. نیکیاں کرنے کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں کہ معلوم نہیں اُن کی نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوں گی یا نہیں؟ حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ "مومن اطاعت کرتا ہے پھر بھی ڈرتا رہتا ہے اور منافق نافرمانی کرتا ہے پھر بھی بے خوف رہتا ہے"۔

vi. وہ بھلائی کے ہر کام میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ جذبات و کیفیات عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۲ تا ۶۳

انسانوں کی اکثریت کچھ اور ہی سرگرمیوں میں مصروف ہے

وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا	ہم کسی بھی جان پر ذمے داری نہیں ڈالتے مگر اُس کی صلاحیت کے مطابق
وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ	اور ہمارے پاس ہے ایک کتاب جو بولتی ہے حق کے ساتھ
وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔
بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا	بلکہ اُن کے دل غفلت میں ہیں اِس (قرآن کے پیغام) سے
وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾	اور اُن کے کام ہیں اِس کے سوا، وہ اُنہی کو کرنے والے ہیں۔

یہ آیات انسانوں کی غفلت پر افسوس کا مضمون لیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں واضح کر دیا کہ بندے کن اعمال کے ذریعے اُس کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بھی بتا دیا کہ یہ اعمال بندوں کی استطاعت کے مطابق ہی مطلوب ہیں۔ پھر روزِ قیامت ہر انسان کو اپنے اعمال کی جوابدہی بھی کرنی ہے۔ وہاں کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی۔ اِس کے باوجود بندوں کی اکثریت پر افسوس ہے کہ وہ مطلوبہ اعمال سے غافل ہو کر اور اعمال کی جوابدہی سے بے فکر ہو کر کچھ اور ہی سرگرمیوں میں لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس بدبختی اور محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۴ تا ۷۱

مشرکینِ مکہ پر عذاب کیوں آیا؟

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ	یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے اُن کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے
اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾	تو فوراً وہ چلانے لگیں گے۔
لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۖ	(ظالمو!) مت چلاؤ آج
اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾	بے شک تمہیں ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی۔
قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ	یقیناً جب میری آیات تلاوت کی جاتی تھیں تم پر
فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾	تو تم الٹے قدموں بھاگتے تھے۔
مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾	تکبر کرتے ہوئے، قرآن کے بارے میں افسانہ گوئی کرتے ہوئے بدکلامی کرتے تھے۔
اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ	تو کیا اُنہوں نے غور نہیں کیا قرآن کی بات پر
اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾	یا آیا ہے اُن کے پاس وہ کلام جو نہیں آیا تھا اُن سے پہلے باپ دادا کے پاس۔
اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ	یا نہیں پہچانا اُنہوں نے اپنے رسولؐ کو
فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾	تو وہ اُن کا انکار کرنے والے ہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ	یا وہ کہتے ہیں کہ اُن پر جنون کا اثر ہے
بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ	بلکہ آپؐ لائے ہیں اُن کے پاس حق
وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝۷۰	اور اُن میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے ہیں۔
وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ	اور اگر پیروی کرے حق اُن کی خواہشات کی
لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ	تو یقیناً برباد ہو جائیں سب آسمان اور زمین اور جو کچھ اِن میں ہے
بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ	بلکہ ہم لائے ہیں اُن کے پاس اُن کی نصیحت
فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۱ ؕ	تو وہ اپنی نصیحت سے رخ پھیرنے والے ہیں۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے اُن جرائم کا ذکر ہے جن کی وجہ سے وہ عذاب سے دوچار ہوئے:

i. نبی اکرم ﷺ جب اُن پر آیاتِ قرآنی کی تلاوت کرتے تو وہ الٹے قدموں بھاگ کھڑے ہوتے۔

ii. وہ قرآنِ مجید کی تعلیمات کو بڑے تکبر سے جھٹلاتے، راتوں کو بیٹھ کر قرآنِ مجید کے بارے میں جھوٹے قصے بیان کرتے اور بڑے نازیبا الفاظ میں اِس عظیم کتاب کی توہین کرتے۔

iii. اُنہیں قرآنِ مجید کی آیات پر غور و فکر کی دعوت دی جاتی لیکن وہ اِس دعوت کو ٹھکرا دیتے۔

iv. وہ رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ کردار و اخلاق کا تجربہ رکھنے کے باوجود اُن کی رسالت کا انکار کر رہے تھے۔

v. اِس اعتراف کے باوجود کہ اللہ کے رسول ﷺ امانت، صداقت اور عدالت کا پیکر ہیں وہ آپ ﷺ کو مجنوں قرار دے رہے تھے۔

vi. اللہ کے رسول ﷺ اُن کے سامنے حق پیش فرما رہے تھے لیکن وہ چاہتے تھے کہ اُن کے سامنے صرف وہ بات کہی جائے جو اُن کی نفسانی خواہشات کے مطابق ہو۔

vii. اللہ کے رسول ﷺ اُنہیں دنیا و آخرت کے بارے میں اُن حقائق کی یاد دہانی کرا رہے تھے جن کو پیشِ نظر رکھنا اُنہی کے لیے مفید تھا لیکن وہ اِس یاد دہانی سے اعراض کر رہے تھے۔

مذکورہ بالا جرائم کی وجہ سے جب مشرکینِ مکہ پر عذاب آئے گا تو پھر وہ فریادیں کرنے لگیں گے لیکن اُس وقت فریاد رسی کا وقت گزر چکا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ملعون لوگوں کی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۲ تا ۷۷

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا	اے نبیؐ! کیا آپؐ طلب کر رہے ہیں اُن سے کچھ معاوضہ؟
فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ	پس آپؐ کے رب کا عطا کردہ بدلہ ہی بہتر ہے
وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾	اور وہ بہترین رازق ہے۔
وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾	اور بے شک آپؐ یقیناً بلا رہے ہیں اُنہیں سیدھی راہ کی طرف
وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	اور بے شک وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾	وہ سیدھی راہ سے یقیناً ہٹنے والے ہیں۔
وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ	اور اگر ہم رحم کریں اُن پر
وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ	اور دور کر دیں جو بھی اُنہیں تکلیف ہے
لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾	یقیناً وہ اڑے رہیں گے اپنی سرکشی میں اِس طرح کہ وہ بہک رہے ہوں گے۔

الربع

وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ	اور یقیناً ہم پکڑ چکے ہیں اُنہیں عذاب سے
فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ	پھر بھی وہ نہیں جھکے اپنے رب کے سامنے
وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾	اور نہ ہی وہ گڑگڑاتے تھے۔
حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ	یہاں تک کہ جب ہم کھول دیں گے اُن پر دروازہ سخت عذاب والا
اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع	تب وہ اُس میں بالکل مایوس ہوں گے۔

مشرکینِ مکہ کی گستاخانہ روش کے بیان کے بعد اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون ہے۔ آپ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ ﷺ بڑی بے غرضی کے ساتھ مکہ والوں کو سیدھے راستے کی طرف آنے کی بے لوث دعوت دے رہے ہیں۔ جن بدنصیبوں کو آخرت میں جواب دہی کا یقین نہیں وہی آپ ﷺ کی دعوت سے اعراض کررہے ہیں۔ آخرت کے انکار نے اُنہیں سرکش اور ہر اخلاقی قدر سے آزاد بنادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں جھنجھوڑنے کے لیے قحط کا عذاب بھیجا لیکن یہ پھر بھی سرکشی سے باز نہ آئے۔ اب اللہ تعالیٰ اُن پر ایسا شدید عذاب نازل کرے گا کہ وہ ہمیشہ کے لیے مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔

آیات ۷۸ تا ۸۳

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور بندوں کی ناشکری

وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ	اور وہی (اللہ) ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾	بہت کم تم شکر کرتے ہو۔
وَ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ	اور وہی ہے جس نے پھیلا دیا تمہیں زمین میں

وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾	اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔
وَ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ	اور وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے
وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ ؕ	اور اُسی کے اختیار میں ہے بدلنارات اور دن کا
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾	تو کیا تم نہیں سمجھتے؟
بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾	بلکہ اُنھوں نے کہاوہی جو کہا تھا پہلے لوگوں نے۔
قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا	اُنھوں نے کہا تھا کیاجب ہم مر جائیں گے
وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا	اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾	کیاواقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟۔
لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ	یقیناً وعدہ کیا گیا تھا ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے یہ اِس سے پہلے
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾	یہ نہیں ہے مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے حسبِ ذیل احسانات کا ذکر ہے:

i. اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو سماعت، بصارت اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے تاکہ وہ غور و فکر کرکے اپنے لیے فلاح کا راستہ ڈھونڈ سکے۔ البتہ انسانوں کی اکثریت اِن صلاحیتوں کا استعمال وقتی لذتوں کے حصول کے لیے کرکے ناشکری کی روش اختیار کرتی ہے۔

ii. اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو مختلف مقامات پر بسایا اور وہاں اُن کی ضروریات کی فراہمی کا بندوبست کیا۔ البتہ ایک وقت آئے گا کہ اُن سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے لیے جمع کر دیا جائے گا۔

iii. تمام مخلوقات کی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ وہ ہر مخلوق کو زندہ رہنے کے لیے ضروریاتِ زندگی عطا فرماتا ہے اور جب چاہتا ہے اُسے موت دے دیتا ہے۔

iv. رات اور دن کا نظام مخلوقات کے آرام اور کام کے لیے اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے۔

لوگ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا نعمتوں کو جانتے ہیں لیکن اِس کے باوجود اُن میں سے اکثر اِن نعمتوں کے استعمال کے بارے میں جوابدہی کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری اور غفلت کی اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۴ تا ۸۹

سوچنے پر مجبور کر دینے والے تین سوالات

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ	اے نبیؐ! پوچھیے کس کے اختیار میں ہے زمین اور وہ سب کچھ جو اِس میں ہے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾	اگر تم جانتے ہو؟
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ	وہ کہیں گے اللہ کے اختیار میں ہے
قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾	فرمایئے پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟۔
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ	پوچھیے کون مالک ہے ساتوں آسمانوں کا
وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾	اور مالک عظیم عرش کا؟۔
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ	وہ کہیں گے اللہ
قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾	فرمایئے پھر کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟۔
قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ	پوچھیے کس کے اختیار میں ہے ہر چیز کی بادشاہی

وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ	اور وہ بچالیتا ہے اور نہیں بچایا جاسکتا اُس سے
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾	اگر تم جانتے ہو؟
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ	وہ کہیں گے اللہ کے اختیار میں ہے
قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾	فرمایئے پھر کہاں سے تم پر جادو کیا جاتا ہے؟۔

یہ آیات تین ایسے سوالات پیش کر رہی ہیں جو ہر انسان کو نہ صرف سوچنے بلکہ حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے ہیں:

i. پوری زمین اور اِس پر موجود جملہ مخلوقات کس کے اختیار میں ہیں؟

ii. ساتوں کے سات آسمانوں اور کائنات کے عظیم تختِ حکومت کا مالک کون ہے؟

iii. کائنات کی ہر شے پر کس کا زور چلتا ہے؟ کون ہے جو ہر شے کو کسی آفت سے بچا سکتا ہے لیکن اُس کی پکڑ سے کسی کو کوئی نہیں بچا سکتا؟

اِن تمام سوالات کے جوابات میں انسان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ مذکورہ بالا صفات کا حامل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اِس کے باوجود بے بس اور لاچار مخلوقات کو اُس کا شریک بنانے کا کیا جواز ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ شرک کرنے والوں کو ہوش کے ناخن لینے اور ہر قسم کے شرک سے باز رہنے کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۰ تا ۹۲

اللہ تعالیٰ سچا ہے اور شرک کرنے والے جھوٹے ہیں

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ	بلکہ ہم لائے ہیں اُن کے پاس حق
وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾	اور بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ	نہیں بنایا اللہ نے کسی کو بیٹا

وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ	اور نہ ہی ہے اُس کے ساتھ کوئی اور معبود
اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ	تب تو واقعی لے جاتا ہر معبود اُس چیز کو جو اُس نے پیدا کی ہوتی
وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	اور یقیناً چڑھائی کر دیتے اُن میں سے کچھ دوسروں پر
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾	پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ	وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو
فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۱۵	پس بلند و برتر ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے حق واضح کر چکا ہے لیکن لوگوں کی اکثریت حق کے مقابلے میں باطل کو قبول کر رہی ہے۔ یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود قرار دینا بھی صاف جھوٹ ہے۔ اگر کائنات میں ایک سے زیادہ بااختیار معبود ہوتے تو وہ کسی موقع پر باہمی اختلاف کی بنیاد پر لڑ پڑتے اور کائنات میں فساد برپا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے۔ وہی کائنات کی ہر ظاہر و پوشیدہ حقیقت سے واقف ہے۔ وہ لوگوں کے گھڑے ہوئے جھوٹ اور اختیار کردہ شرک سے پاک ہے۔

آیات ۹۳ تا ۹۸

ایمان افروز دعائیں

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾	اے نبیؐ! دعا کیجیے اے میرے رب! اگر تو دکھا ہی دے مجھے وہ (عذاب) جس کا اِن سے وعدہ کیا گیا ہے۔
رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾	اے میرے رب! تو نہ شامل کرنا مجھے اِس ظالم قوم میں۔

وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾	اور بے شک ہم اِس پر کہ دکھادیں آپؐ کو وہ جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے اِن سے یقیناً قادر ہیں۔
اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ	دُور کیجیے اُس چیز سے جو سب سے بہتر ہے برائی کو
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾	ہم زیادہ جاننے والے ہیں اُسے جو وہ بیان کرتے ہیں۔
وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ۙ	اور دعا کیجیے اے میرے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے۔
وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾	اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے پاس آئیں۔

یہ آیات ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا بیش بہا تحفہ ہیں۔ اِن میں آفات سے محفوظ رہنے اور شیاطین کے حملوں سے بچاؤ کے لیے دو ایمان افروز دُعائیں سکھائی گئی ہیں۔ پہلی دعا ایسی صورت حال کے لیے ہے جب کوئی بگڑی ہوئی قوم سرکشی کی آخری حدوں کو پہنچ رہی ہو۔ ایسی قوم کو اُس کی شرارتوں کی سزا ملنے کا اندیشہ ہوتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں:

رَبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ○ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ (المؤمنون 93،94)

"اے میرے رب! اگر تو دکھا ہی دے مجھے وہ (عذاب) جس کا اِن سے وعدہ کیا گیا ہے، اے میرے رب! تو نہ شامل کرنا مجھے اِس ظالم قوم میں۔"

دوسری دعا کا تعلق بگڑی ہوئی قوم کے سامنے دعوتِ حق پیش کرنے کے مرحلے سے ہے۔ ایسی قوم حق کی مخالفت میں ظلم و زیادتی پر اُتر آتی ہے اور ایسے میں حق کے داعی کو چاہیے کہ ہر برائی کا جواب بھلائی سے دے۔ شاید مخالفین کا دل نرم پڑ جائے۔ ایسے میں شیطان حق کے داعی کو اکساتا ہے کہ وہ بھی برائی کے جواب میں برائی ہی کی روش اختیار کرے تاکہ باہمی طور پر جھگڑے اور فساد کی صورت پیدا ہو جائے۔ ایسے میں حق کی دعوت دینے والوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کریں:

رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ○ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ○ (المؤمنون 97،98)

"دعا کیجیے اے میرے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اے میرے رب! کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے مذکورہ بالا دعائیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور اِن دعاؤں کو ہمارے حق میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۹ تا ۱۰۰

غافل انسان کی حسرتناک موت

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ جب آتی ہے اُن میں سے کسی پر موت
قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾	وہ فریاد کرتا ہے اے میرے رب! لوٹا دے مجھے۔
لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ	تاکہ میں عمل کروں اچھا اُس میں جو میں چھوڑ آیا ہوں
كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ	ہر گز نہیں! یہ تو ایک بات ہے وہ کہنے والا ہے جس کا
وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾	اور اُن کے آگے ایک پردہ ہے اُس دن تک جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جب ایک غافل انسان پر موت کی سختی آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے کہ مجھے کچھ مہلت دے دی جائے تاکہ میں کچھ نیکیاں کر کے موت کے بعد کی زندگی کے لیے تیاری کر لوں۔ جواب دیا جاتا ہے کہ ہر گز نہیں۔ اِس سے قبل بھی جب اُس پر کوئی آفت آتی تھی تو یہ نیک بن جانے کا وعدہ کرتا تھا اور آفت ٹلنے کے بعد دوبارہ سرکشی کرتا تھا۔ اب اُسے عالمِ برزخ میں قیامت کے واقع ہونے تک انتظار کرنا پڑے گا۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

قیامت کے روز فیصلہ اعمال کے وزن پر ہو گا

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ	پھر جب پھونکا جائے گا صور میں
فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ	تو نہ ہوں گے کوئی رشتے اُن کے درمیان اُس روز
وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾	اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ	پس وہ کہ بھاری ہوئے جن کے ترازو
فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾	تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ	اور وہ کہ ہلکے ہوئے جن کے ترازو
فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ	تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو
فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾	اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

یہ آیات خبر دار کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت جب صور کی آواز پر تمام انسان بیدار ہو کر میدانِ حشر میں جمع ہوں گے تو باہمی رشتوں کو بھول جائیں گے۔ ہر ایک کو اپنی نجات کی فکر لاحق ہو گی۔ تمام انسانوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ کامیابی اور ناکامی کا معیار نیک اعمال کے وزن پر ہو گا۔ جن کے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہو گا وہ کامیاب ہوں گے۔ اِس کے برعکس جن کے نیک اعمال کا پلڑا ہلکا ہو گا وہ بدنصیب ناکام ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار (اے اللہ محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔) آمین!

آیات ۱۰۴ تا ۱۱۱

جہنم والوں کی آہ وزاری

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ	جھلسائے گی اُن کے چہروں کو آگ
وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾	اور وہ اُس میں بگڑی شکل والے ہوں گے۔
اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ	(فرمائے گا اللہ اُن سے) کیا تلاوت نہیں کی جاتی تھیں تم پر میری آیات
فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾	تو تم اُنہیں جھٹلایا کرتے تھے؟۔
قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا	وہ کہیں گے اے ہمارے رب! چھا گئی تھی ہم پر ہماری بد بختی
وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾	اور ہم تھے گمراہ لوگ۔
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا	اے ہمارے رب! نکال دے ہمیں اِس میں سے
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾	پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بے شک ہم ظالم ہوں گے۔
قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا	فرمائے گا اللہ ذلت کے ساتھ پڑے رہو اِس میں
وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾	اور نہ بات کرو مجھ سے۔
اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ	بے شک تھا ایک گروہ میرے بندوں میں سے
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا	جو دعا کرتے تھے اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے

فَاغْفِرْ لَنَا	پس بخش دے ہمیں
وَارْحَمْنَا	اور رحم فرما ہم پر
وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾	اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے۔
فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا	تو تم نے بنالیا تھا اُنہیں مذاق
حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِىْ	یہاں تک کہ اُنہوں نے بھلادی تمہیں میری یاد
وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	اور تم اُن پر ہنسا کرتے تھے۔
اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا	بے شک میں نے بدلہ دے دیا ہے اُنہیں آج اُس کا جو اُنہوں نے صبر کیا
اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	بے شک وہی کامیاب ہیں۔

اِن آیات میں اہلِ جہنم کی آہ وزاری کا بیان ہے۔ جہنم کی آگ اُن کے چہروں کو جھلسا کر بد شکل کر دے گی جیسے بکرے کی بھنی ہوئی سری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ کیا تم تک میرے احکام نہیں پہنچے تھے کہ تم نے اُنہیں پسِ پشت ڈال دیا؟ وہ اعتراف کریں گے کہ ہماری بد بختی اور نحوست ہم پر چھا گئی تھی۔ اب وہ التجا کریں گے کہ ہمیں جہنم سے نکال کر اصلاح کا ایک موقع دے دیا جائے۔ جواب دیا جائے گا کہ ذلیل ہو کر جہنم ہی میں پڑے رہو۔ تم دنیا میں ایمان لانے والوں اور شریعت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے تھے۔ وہ نیک لوگ تو جنت میں داخل ہو کر منزلِ مراد کو پہنچ گئے۔ البتہ اُن سے دشمنی اور ضد نے تمہیں میری یاد سے غافل کر دیا اور تمہیں جہنم کے ہولناک عذاب سے دوچار کر دیا۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۴

دنیا میں رہنے کی مدت

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	دریافت فرمائے گا اللہ تم کتنے عرصہ رہے زمین میں برسوں کی گنتی کے اعتبار سے؟
قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ	وہ کہیں گے کہ ہم رہے ہوں گے ایک دِن یا دِن کا کچھ حصہ
فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾	سو آپ پوچھ لیں (سال) شمار کرنے والوں سے۔
قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا	فرمائے گا اللہ تم نہیں رہے مگر تھوڑا عرصہ
لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾	کاش کہ واقعی تم جان لیتے۔

اللہ تعالیٰ جہنمیوں سے پوچھے گا کہ تم دنیا میں کتنا عرصہ رہے؟ وہ جواب نہیں دے پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم دنیا میں انتہائی مختصر وقت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ہمارے نبیؑ اور نیک بندے تمہیں خبردار کرتے رہے کہ دنیا کی زندگی محض امتحان کا تھوڑا سا وقت ہے۔ اِس زندگی کو اصل زندگی نہ سمجھ بیٹھنا۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ یہاں کے وقتی فائدوں اور عارضی لذتوں کی خاطر وہ کام نہ کرنا جو آخرت کی ابدی زندگی میں تمہیں برباد کر دیں۔ تم نے اُن کی بات سنی ان سنی کر دی۔ تم اِسی خیال میں رہے کہ جینا اور مرنا جو کچھ ہے بس اِسی دنیا میں ہے۔ جو مزے لوٹنے ہیں یہیں لوٹ لو۔ اب پشیمان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کاش تم دنیا کے وقت کو قیمتی بنا لیتے۔ اب اہلِ جہنم کی حسرت اور بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری سے غفلت اور آخرت میں انجامِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸

پہاڑوں کو ہلا دینے والی آیاتِ مبارکہ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا	کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ بے شک ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں بے مقصد
وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾	اور یہ کہ بے شک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟
فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ	پس بہت بلند ہے اللہ جو بادشاہِ حقیقی ہے
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	نہیں ہے کوئی معبود اُس کے سوا
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾	عزت والے تخت کا مالک ہے۔
وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ	اور جو پکارتا ہے اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ	(جبکہ) نہیں ہے کوئی دلیل اُس کے پاس اِس (شرک) کے لیے
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ	تو بے شک اُس کا حساب اُس کے رب کے پاس ہے
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾	بے شک کامیاب نہیں ہوا کرتے کافر۔
وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ	اے نبیؐ! دعا کیجیے اے میرے رب! بخش دے
وَ ارْحَمْ	اور رحم فرما
ع وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع	اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے۔

تفسیرِ قرطبی میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک شدید بیماری میں مبتلا شخص کے کان میں یہ آیات پڑھیں تو وہ فوراً صحت یاب ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ سے دریافت فرمایا کہ اُنہوں نے مریض کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا کہ میں نے سورۂ مومنون کی آخری آیات تلاوت کی ہیں۔ اِس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْاَنَّ رَجُلًا مُوْقِنًا قَرَاَھَا عَلٰی جَبَلٍ لَزَالَ (مسند ابی یعلیٰ)

"اگر کوئی شخص پورے یقین کے ساتھ یہ آیات کسی پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔"

یہ آیات بڑے جلالی اسلوب میں انسان کو خبر دار کر رہی ہیں کہ وہ بے مقصد تخلیق نہیں کیا گیا۔ دنیا کے عام بادشاہ بھی اپنے وفاداروں کو نوازتے اور نافرمانوں کو سزا دیتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ جو بادشاہِ حقیقی ہے، اپنے فرماں برداروں کو انعام اور اپنے باغیوں کو سزا نہ دے گا؟ خاص طور پر شرک کرنے والے مجرموں کو وہ عبرتناک سزا دے گا کیونکہ شرک ایسا جرم ہے جس کے جواز کے لیے کوئی دلیل سرے سے ہے ہی نہیں۔ آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کا جلالی رنگ، جمالی رنگ اختیار کر رہا ہے اور وہ نہایت شفقت سے ہمیں نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے ایک اُمید افزا دعا مانگنے کی تلقین فرما رہا ہے۔ یہ وہی دعا ہے جو اِس سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۰۹ کے مطابق اہلِ جنت دنیا میں مانگا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ (المؤمنون:118)

"اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے"۔ آمین!

سورۃ النور

گھر کے اندر کے پردے کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں گھر کے اندر کے پردے کا بیان ہے۔ اِسی لیے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

عَلِّمُوْا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوْا نِسَائَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ (بیہقی)

"سکھاؤ اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور سکھاؤ اپنی خواتین کو سورۂ نور"۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۰ — حدِ زنا اور حدِ قذف کا بیان
- آیات ۱۱ تا ۲۶ — حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا بیان
- آیات ۲۷ تا ۳۴ — گھر کے اندر کے پردے کے احکام
- آیات ۳۵ تا ۴۰ — ایمان اور کفر کے لیے تمثیلات
- آیات ۴۱ تا ۴۶ — اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا بیان
- آیات ۴۷ تا ۵۴ — منافقانہ اور مومنانہ طرزِ عمل
- آیات ۵۵ تا ۵۷ — نظامِ خلافت کے قیام کی بشارت
- آیات ۵۸ تا ۶۱ — گھر کے اندر کے پردے کے احکام
- آیات ۶۲ تا ۶۴ — نظم جماعت

آیت ۱

جلالی اور پر زور آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا	یہ ایک سورت ہے، ہم نے نازل کیا ہے اِسے
وَ فَرَضْنٰهَا	اور جس (کے احکام) کو ہم نے فرض کیا ہے
وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ	اور ہم نے نازل کی ہیں اِس میں واضح آیات
لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱	تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

یہ آیت سورۂ مبارکہ کی پر شکوہ تمہید ہے۔ اِس آیت میں چار باتیں بیان کی گئی ہیں:

i. اللہ تعالیٰ نے جلالی اور شاہانہ اسلوب میں فرمایا کہ یہ سورت ہم نے نازل کی ہے۔ گویا یہ کسی بے بس ناصح کا کلام نہیں بلکہ اِس کا نازل کرنے والا وہ قادرِ مطلق ہے جس کے اختیار میں کائنات کی ہر شے ہے۔

ii. اِس سورت کی تعلیمات سفارشات نہیں بلکہ اہم احکام ہیں جن پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ نے لازم کر دیا ہے۔

iii. اِس سورت میں دی گئی تعلیمات صاف صاف اور کھلی کھلی ہدایات ہیں جن کے متعلق کوئی یہ عذر نہیں کر سکتا کہ فلاں بات سمجھ ہی میں نہیں آئی لہٰذا اُس پر عمل کیسے کیا جاتا۔

iv. اہلِ ایمان کی ذمے داری ہے کہ اِس سورت کے احکام کو یاد رکھیں اور اِنہیں نافذ کریں۔

سورۂ مبارکہ کی تمہید کا اندازِ بیان بتا رہا ہے کہ اِس کے احکام کو اللہ تعالیٰ کتنی اہمیت دے کر پیش فرما رہا ہے۔ کسی بھی دوسری احکامی سورت کا آغاز اتنا پر زور نہیں ہے۔

آیات ۲ تا ۳

شریعتِ اسلامی میں حدِّ زنا

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ	جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو اِن دونوں میں سے سو کوڑے
وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ	اور نہ آئے تمہیں اِن دونوں پر ترس اللہ کے قانون کے معاملے میں
اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ	اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲	اور چاہیے کہ دیکھے اُن دونوں کو سزا دینا ایک گروہ مومنوں میں سے۔
اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫	زانی مرد نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ عورت سے
وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ	اور زانیہ عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک مرد
وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳	اور حرام کر دیا گیا ہے یہ (زنا کا جرم) مومنوں پر۔

اِن آیات میں غیر شادی شدہ زانی مرد اور زانیہ عورت کے لیے حدِّ زنا کا بیان کرتے ہوئے حکم دیا گیا:

i. زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو سو کوڑے مارے جائیں۔

ii. حد جاری کرنے کے معاملے میں مجرموں پر کوئی رحم نہ کیا جائے۔

iii. حد لوگوں کے سامنے جاری کی جائے تا کہ مجرموں کو تکلیف کے ساتھ ساتھ ذلت کا بھی سامنا ہو۔ مزید یہ کہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ اِس جرم سے اجتناب کریں۔

آیت ۳ میں زنا جیسے جرم کی مذمت کے لیے ایک اخلاقی ضابطہ بیان کیا گیا کہ زانی اِس قابل نہیں کہ وہ کسی پاکدامن خاتون سے نکاح کرے اور زانیہ اِس لائق نہیں کہ اُسے کسی پاکدامن مرد کے نکاح میں دیا جائے۔ اِس آیت سے ثابت ہوا کہ آیت ۲ میں ایسے زانی اور زانیہ کا ذکر ہے جن کا ابھی نکاح نہیں ہوا یعنی وہ غیر شادی شدہ ہیں۔ شادی شدہ زانی یا زانیہ کی سزا شریعت میں رجم کرنا ہے۔

آیات ۴ تا ۵

شریعتِ اسلامی میں حدِّ قذف

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر
ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ	پھر نہیں لاتے چار گواہ
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً	تو لگاؤ اُن کو اسّی کوڑے
وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ	اور نہ قبول کرو اُن کی کوئی گواہی ہمیشہ کے لیے
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾	اور وہی لوگ فاسق ہیں۔
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	سوائے اُن لوگوں کے جو توبہ کر لیں اِس کے بعد
وَاَصْلَحُوْا ۚ	اور اپنی اصلاح کر لیں
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾	تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات قذف یعنی کسی خاتون پر بدکاری کی تہمت لگانے کی سزا بیان کر رہی ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی پاک دامن خاتون پر زنا کا الزام لگائے اور ثبوت کے طور پر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اُسے سزا کے طور پر اسّی کوڑے مارے جائیں گے اور آئندہ کبھی بھی اُس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ البتہ اگر وہ اپنی اِس حرکت پر نادم ہو کر توبہ کرے تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اُمید ہے کہ اُسے بخشش مل جائے گی اور وہ اُخروی سزا سے بچ جائے گا۔ قذف کی حد مقرر کرنے کی بظاہر حکمت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بدکاری کا جرم دیکھے تو گواہوں کی مقررہ تعداد نہ ہونے کی صورت میں جرم کی پردہ پوشی کرے۔ اِس جرم کی تشہیر معاشرہ میں گندی سوچ اور بے ہودہ جذبات کو فروغ دیتی ہے۔ ہاں اگر چار شہادتیں موجود ہوں تو حکومت کے سامنے پیش کر کے مجرموں کو سزا دلوائی جائے تاکہ معاشرے سے اِس گندگی کا سدباب ہو۔

آیات ۶ تا ۱۰

شوہر کی طرف سے بیوی پر زنا کا الزام

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ	اور وہ لوگ جو تہمت لگائیں اپنی بیویوں پر
وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ	اور نہ ہوں اُن کے پاس گواہ سوائے اپنی ذات کے
فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ	تو گواہی ہو گی اُن میں سے کسی ایک کی
اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ	چار بار گواہی دینا اللہ کی قسم کھا کر
اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶	کہ بے شک وہ یقیناً سچوں میں سے ہے۔
وَالْخَامِسَةُ	اور پانچویں گواہی ہو گی
اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ	کہ اللہ کی لعنت ہو اُس پر
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷	اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے۔

وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ	اور ہٹادے گی اُس کی بیوی سے سزا
اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ	یہ بات کہ وہ گواہی دے چار بار اللہ کی قسم کھا کر
اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸	کہ بے شک اُس کا شوہر یقیناً جھوٹوں میں سے ہے۔
وَ الْخَامِسَةَ	اور پانچویں بار گواہی دے
اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ	کہ اللہ کا غضب ہو اُس پر
اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹	اگر اُس کا شوہر سچوں میں سے ہے۔
وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت (تم پاکیزہ نہ رہ سکتے)
ع وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ ع	اور بے شک اللہ بہت نظرِ کرم کرنے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں ایک نازک معاملہ زیرِ بحث آیا ہے جسے لعان کہا جاتا ہے۔ اگر ایک شخص اپنی بیوی کو زانیہ قرار دے اور اُس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو وہ عدالت میں قاضی کے سامنے چار بار قسم کھا کر اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔ پانچویں بار قسم کھا کر کہے گا اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اِس کا بھی امکان ہے شوہر جھوٹی قسمیں کھا رہا ہو اور بیوی پر بہتان لگا رہا ہو۔ لہٰذا اگر بیوی چار بار قسمیں کھا کر شوہر کے جھوٹا ہونے کی گواہی دے اور پھر پانچویں بار شوہر کے سچا ہونے کی صورت میں اپنے خلاف اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہونے کی بد دعا کرے تو اُسے سزا نہیں دی جائے گی۔ البتہ لعان کرنے والے شوہر اور بیوی کے درمیان علاحدہ کرا دی جائے گی۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا اعلان

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ	بے شک وہ لوگ جو اٹھالائے ہیں بہتان وہ ایک جتھا ہے تم میں سے
لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ	مت سمجھنا اُسے شر اپنے حق میں
بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ	بلکہ وہ خیر ہے تمہارے حق میں
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ	ہر شخص کے لیے اُن میں سے جتنا اُس نے کمایا اتنا گناہ ہے
وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ	اور جس نے اٹھایا ہے گناہ کا بڑا حصہ اُن میں سے
لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ⑪	اُس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔
لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ	ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا وہ بہتان
ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ	گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں اچھا
وَّقَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ⑫	اور کہا ہوتا کہ یہ تو بالکل واضح بہتان ہے۔
لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ	کیوں نہیں لائے وہ اِس پر چار گواہ؟
فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ	پھر جب وہ نہیں لاسکے گواہ
فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑬	تو وہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

یہ آیات اُس بہتان کا ازالہ کر رہی ہیں جو حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا تھا۔ سن ۶ھ میں غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی کے دوران رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ملعون نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ کئی منافقین نے مل کر اِس تہمت کو ایک مہم کی صورت میں پھیلانا شروع کر دیا۔ بہتان بندی کا یہ واقعہ تاریخ میں واقعۂ اَفک کے نام سے مشہور ہے۔ اِن آیات میں بہتان لگانے والوں کو جھوٹا قرار دے کر سخت عذاب کی وعید سنائی گئی۔ مومنوں کو تسلی دی گئی کہ بظاہر اِس شر میں مسلمانوں کے لیے خیر کے کئی پہلو ہیں۔ اِس واقعے نے مسلمانوں کی صفوں میں موجود کالی بھیڑوں یعنی بد صفات منافقین کو نمایاں کر دیا ہے۔ مومنوں کی کردار کی پاکیزگی کو ثابت اور اُن کی اخلاقی ساکھ کو مضبوط کر دیا ہے۔ پھر یہ واقعہ اسلام کے قوانین و احکام اور تمدنی ضوابط میں بڑے اہم اضافوں کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اِس کی بدولت مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدود کی صورت میں ایسی ہدایات حاصل ہوئیں ہیں جن پر عمل کر کے مسلم معاشرے کو ہمیشہ کے لیے برائیوں کی پیداوار اور اُن کی اشاعت سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اگر یہ برائیاں پیدا ہو ہی جائیں تو اُن کا بروقت تدارک کیا جا سکتا ہے۔

آیات ۱۴ تا ۱۸

سادہ لوح مسلمانوں کے لیے تنبیہ

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت دنیا اور آخرت میں
لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾	تو یقیناً پہنچتا تمہیں اُس کی وجہ سے تم چرچا کر رہے تھے جس کا، بڑا عذاب۔
اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ	جب تم باہم لے رہے تھے اُسے اپنی زبانوں پر
وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ	اور کہہ رہے تھے اپنے مونہوں سے وہ، نہیں تھا تمہارے پاس جس کا علم

وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ	اور تم سمجھ رہے تھے اُسے معمولی
وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾	جبکہ وہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔
وَ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ	اور ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا وہ بہتان
قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ	تم کہہ دیتے کہ نہیں ہے مناسب ہمارے لیے کہ ہم بات کریں اِس طرح کی
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾	اے اللہ! تو پاک ہے، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا	نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ کہ دوبارہ نہ کرنا اِس طرح کی بات کبھی بھی
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ ۚ	اگر تم مومن ہو۔
وَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ	اور واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

جب عبد اللہ بن ابی ملعون اور دیگر منافقین نے مل کر حضرت عائشہؓ پر تہمت کو ایک مہم کی صورت میں پھیلانا شروع کر دیا تو بعض سادہ لوح مسلمان بھی اِس مہم سے متاثر ہو گئے۔ اِن آیات میں سادہ لوح مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا کہ اُنہوں نے کیوں اُمّ المومنین کے بارے میں بدگمانی کی اور ایک جھوٹ کو عام کرنے میں حصہ لیا؟ ایسا کرنا ایک بڑا جرم تھا جس پر دنیا و آخرت میں عذاب دیا جا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے مسلمانوں کی پکڑ نہیں کی۔ البتہ اُنہیں خبردار کیا گیا کہ آئندہ ایسی حرکت سے سختی سے اجتناب کریں۔ سچے ایمان کا تقاضا ہے کہ مومنوں کے بارے میں ہمیشہ اچھا گمان کیا جائے۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے والوں کا برا انجام

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی اُن لوگوں میں جو ایمان لائے
لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ	اُن کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں
وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾	اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔
وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت (تم پاکیزہ نہ رہ سکتے)
النصف ع ۲/۸ وَ اَنَّ اللّٰہَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع	اور بے شک اللہ بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِن آیات میں ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت کے عذاب کی دھمکی دی گئی ہے جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلاتے ہیں۔ بد قسمتی سے یہ جرم آج عام ہو گیا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں ٹی وی، اخبارات اور جرائد کے ذریعہ بے حیائی کی نشر و اشاعت میں حصہ لیتے ہیں۔ خواتین بے پردہ ہو کر، زیب و زینت اختیار کر کے اور بعض اوقات نیم عریاں لباس میں باہر نکل کر اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ کاروباری ادارے اشتہارات کے ذریعہ بڑے پیمانے پر بے حیائی پھیلانے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ میڈیا بڑے پیمانے پر اِس جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ حکومت کی سرپرستی میں بدکاری کے اڈے قائم ہیں۔ بد اخلاقی کی ترغیب دینے اور اِس کے لیے جذبات کو اکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر مبنی فلموں اور ڈراموں کی نمائش جاری ہے۔ ایسے کلب، ہوٹل اور دوسرے ادارے موجود ہیں جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اِن آیات کی رُو سے یہ سب لوگ مجرم ہیں۔ اُنہیں آخرت ہی میں نہیں دنیا میں بھی سزا ملنی چاہیے۔ لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ فحاشی

کے ان تمام ذرائع و وسائل کا سد باب کرے۔ اِس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے قانون سازی کرے۔ المستدرک علی الصحیحین للحاکم میں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد نقل ہوا:

اَلْحَیَاءُ وَالْاِیْمَانُ قُرِنَا جَمِیْعًا، فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ (المستدرک علی الصحیحین)

"حیا اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں۔ ایک ختم ہو جائے تو دوسرا بھی ختم ہو جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے بندے لوگوں میں ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جبکہ شیطان اور اُس کے ایجنٹ ایمان ختم کرنے کے لیے بے حیائی پھیلاتے ہیں۔ اِسی لیے ان مجرموں کے لیے دنیا و آخرت کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاشرے میں شرم و حیا کی اقدار پر عمل کرنے اور اُنہیں عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۱

اللہ کا فضل نہ ہو تو کوئی بھی پاکیزہ نہیں رہ سکتا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ	پیروی نہ کرو شیطان کے نقوشِ قدم کی
وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ	اور جس نے پیروی کی شیطان کے نقوشِ قدم کی
فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ	تو بے شک وہ تو حکم دیتا ہے برائی اور بے حیائی کا
وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ	اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت
مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ	نہ پاکیزہ رہ سکتا تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی
وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ	اور لیکن اللہ پاکیزہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾	اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں شیطان کی پیروی سے منع کیا گیا۔ شیطان اپنی پیروی کرنے والوں کو ہمیشہ بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی کی راہ دکھاتا ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت انسان کے شاملِ حال نہ ہوتی تو کوئی انسان کبھی بھی پاکیزہ نہ رہ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو جنسی بے راہ روی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حفاظت اُس کے علم کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کس میں بھلائی کی طلب موجود اور کون برائی کی رغبت رکھتا ہے۔ ہر شخص اپنی خلوتوں میں جو باتیں کرتا ہے، وہ اُنہیں سن رہا ہوتا ہے۔ ہر شخص اپنے دل میں بھی جو کچھ سوچا کرتا ہے، وہ اُس سے باخبر ہوتا ہے۔ اِسی براہ راست علم کی بنا پر وہ فیصلہ فرماتا ہے کہ کسے پاکیزگی بخشے اور کسے نہ بخشے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۲

دوسروں کی زیادتی معاف کر دو، اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ	اور قسم نہ کھائیں جو عزت و شرف والے ہیں تم میں سے اور خوشحال ہیں
أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ	کہ وہ نہیں دیں گے قرابت داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ	اُنہیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور در گزر کریں
أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ	کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تمہیں
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیت ایک اہم ہدایت دے رہی ہے۔ اگر ہم دوسروں کی زیادتی سے درگزر کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہمارے گناہ معاف فرمادے گا۔ حضرت عائشہؓ کے خلاف مذموم مہم میں سیدنا مسطح بن اُثاثہؓ بھی سادہ لوحی میں شامل ہوگئے تھے جو ایک نادار مہاجر صحابی تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ اُن کی مالی اعانت فرمایا کرتے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو رنج ہوا کہ کیوں سیدنا مسطحؓ اُن کی بیٹی کے خلاف منافقین کے ساتھ مہم میں شامل ہوگئے۔ وہ فیصلہ کرنے والے تھے کہ آئندہ سیدنا مسطحؓ کی مدد نہ کریں گے۔ اِس آیت میں اِس فیصلہ سے روکتے ہوئے جب کہا گیا کہ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تمہیں) تو وہ پکار اُٹھے کہ ''بَلٰی وَاللّٰہِ اِنَّانُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَلَنَایَا رَبَّنَا'' (کیوں نہیں! واللہ بے شک ہم پسند کرتے ہیں کہ تو معاف فرمادے ہمیں اے ہمارے رب!) اور اُنہوں نے سیدنا مسطحؓ کو معاف فرمادیا اور اُن کی مالی مدد کا سلسلہ جاری رکھا۔ اِس آیت کے نزول کے بعد صحابہؓ کے درمیان وہ تلخی ختم ہوگئی جو منافقین کے اٹھائے ہوئے فتنے نے پیدا کر دی تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

پاک دامن خواتین پر تہمت لگانے والوں کا بدترین انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ	بے شک وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن، بے خبر، مومن عورتوں پر
لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۪	اُن پر لعنت کی گئی دنیا اور آخرت میں
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾	اور اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔
یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ	اُس (قیامت والے) روز گواہی دیں گی اُن کے خلاف اُن کی زبانیں
وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ	اور اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾	اُس پر جو وہ کیا کرتے تھے۔
يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ	اُس روز پورا پورا دے گا اُنہیں اللہ اُن کا صحیح بدلہ
وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾	اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی ہے حق، حق کو واضح کرنے والا۔

اِن آیات میں ایسے مجرموں کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی جو پاکباز اور بھولی بھالی خواتین پر گناہ کی تہمت لگاتے ہیں۔ اُن پر دنیا و آخرت میں لعنت و پھٹکار ہوتی ہے۔ طبرانی میں ارشادِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نقل کیا گیا ہے کہ "پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا سو برس کے اعمال کو غارت کر دیتا ہے"۔ روزِ قیامت تہمت لگانے والوں کی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں اُن کے جھوٹا ہونے کی گواہی دیں گے اور پھر اُنہیں اُن کی شرارت کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

آیت ۲۶

جیسا کردار ویسی رغبت

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ	ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں
وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ	اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں
وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ	اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے ہیں
وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ	اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے ہیں
اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ	یہ پاکباز لوگ بری کر دیے گئے ہیں اُن باتوں سے جو ناپاک لوگ کر رہے ہیں
ع ۹ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع	اُن کے لیے بخشش ہے اور عزت والی روزی۔

اِس آیت میں یہ عام ضابطہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مزاجوں میں مناسبت اور جوڑ رکھا ہے۔ گندی بدکار عورتیں، گندے بدکار مردوں کی طرف اور گندے بدکار مرد، گندی بدکار عورتوں کی طرف رغبت کیا کرتے ہیں۔ اِسی طرح پاک صاف عورتوں کی رغبت پاک صاف مردوں کی طرف اور پاک صاف مردوں کی رغبت پاک صاف عورتوں کی طرف ہوا کرتی ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی رغبت کے مطابق اپنا جوڑ تلاش کرتا ہے۔ اِسی طرح پاکباز لوگوں کی زبانوں سے پاکیزہ باتیں ہی نکلتی ہیں اور گندے خیال رکھنے والے لوگوں کو گندی باتیں ہی سوجھتی ہیں۔ گویا جن منافقین نے حضرت عائشہؓ کے خلاف فحش بات پھیلائی وہ گندی ذہنیت کے لوگ تھے۔ پاکباز لوگوں کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ ایسی باتوں میں حصہ لیں۔ وہ ایسی باتوں سے بچنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزہ کردار، پاکیزہ سوچ، پاکیزہ گفتگو اور پاکیزہ لوگوں کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۲۹

کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے ہدایات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ	نہ داخل ہو ایسے گھروں میں جو تمہارے گھروں کے سوا ہیں
حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا	یہاں تک کہ اجازت لے لو (اہلِ خانہ سے)
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ	اور سلام کر لو اہلِ خانہ کو
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾	یہی تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا	پھر اگر تم نہ پاؤ اُن گھروں میں کسی کو
فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ	تو مت داخل ہو اُن میں یہاں تک کہ اجازت دے دی

	جائے تمہیں
وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا	اور اگر کہا جائے تم سے کہ لوٹ جاؤ
فَارْجِعُوْا	تو لوٹ جاؤ
هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ	یہ زیادہ پاکیزہ ہے تمہارے لیے
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب جاننے والا ہے۔
لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ	نہیں ہے تم پر کوئی گناہ
اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ	کہ تم داخل ہو ایسے گھر میں جہاں کوئی نہیں رہتا
فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ	اُن میں کوئی فائدے کا سامان ہے تمہارے لیے
وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾	اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

معاشرے کو پاکیزہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کے دوسروں کے گھروں میں بے تکلف آنے جانے پر اور اجنبی عورتوں اور مردوں کے آزادانہ اختلاط پر پابندی لگائی جائے۔ اِس مقصد کے لیے اِن آیات میں کسی کے گھر میں داخل ہونے کے حوالے سے حسبِ ذیل تعلیمات دی جارہی ہیں:

i. کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لیے دستک دی جائے اور جب پوچھا جائے کہ کون ہے؟ تو اپنا تعارف کرایا جائے اور داخلے کے لیے رضامندی حاصل کی جائے۔

ii. گھر والوں کے لیے سلام پیش کر کے سلامتی کی دعا کی جائے۔

iii. بغیر کسی کی اجازت کے کسی کے گھر میں داخل نہ ہوا جائے۔ ارشاداتِ نبوی ﷺ کے مطابق بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا ہی نہیں بلکہ جھانکنا بھی منع ہے۔ مزید یہ کہ زیادہ سے زیادہ تین بار اجازت طلب کی جائے۔

iv. اگر صاحبِ خانہ گھر میں داخلے کے لیے اجازت یاملاقات کے لیے وقت نہ دیں تو بغیر کسی ناراضی کے واپسی اختیار کی جائے۔

v. ایسے کسی گھر میں داخلے کی اجازت ہے جہاں کسی کی رہائش نہ ہو اور وہاں کسی ضرورت کی فراہمی کا انتظام ہو جیسے ہوٹل، مسافر خانے، ہسپتال، مختلف محکمہ جات کے دفاتر، کاروباری و تجارتی مراکز، کارخانے، رفاہِ عام کے مراکز وغیرہ۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

گھر کے اندر پردے کے لیے ہدایات

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ	اے نبیؐ! حکم دیجیے مومنوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں
وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ	اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ	یہ زیادہ پاکیزہ ہے اُن کے لیے
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰	بے شک اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو وہ کر رہے ہیں۔
وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ	اور حکم دیجیے مومن عورتوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں
وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ	اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی
وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا	اور ظاہر نہ کریں اپنی زیب و زینت سوائے اُس کے جو از خود ظاہر ہو جائے اُس میں سے
وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪	اور چاہیے کہ ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر
وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ	اور ظاہر نہ کریں اپنی زیب وزینت

اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ	سوائے اپنے شوہروں کے لیے
اَوْ اٰبَآئِهِنَّ	یا اپنے باپ دادا کے لیے
اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ	یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے لیے
اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ	یا اپنے بیٹوں کے لیے
اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ	یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے لیے
اَوْ اِخْوَانِهِنَّ	یا اپنے بھائیوں کے لیے
اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ	یا اپنے بھتیجوں کے لیے
اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ	یا اپنے بھانجوں کے لیے
اَوْ نِسَآئِهِنَّ	اپنی جان پہچان کی عورتوں کے لیے
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ	یا اپنی کنیزوں کے لیے
اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ	یا اُن خدمت گاروں کے لیے جو نہیں حاجت رکھتے نکاح کی مردوں میں سے
اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪	یا اُن بچوں کے لیے جو واقف نہیں ہوئے عورتوں کے پوشیدہ نسوانی معاملات سے
وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ	اور وہ نہ ماریں اپنے پاؤں زور سے (زمین پر)
لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ	کہیں ظاہر ہو جائے وہ جو اُنہوں نے چھپا رکھا ہے اپنی زیب وزینت میں سے

وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ	اور توبہ کرو اللہ کے حضور سب مل کر اے مومنو!
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾	تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِن آیات میں گھر کے اندر پردے کے حوالے سے حسبِ ذیل ہدایت دی گئیں:

i. مرد اور خواتین نگاہوں کی حفاظت کریں۔ نامحرم پر نگاہ ڈالنا تو گناہ ہے ہی، بالغ ہونے کے بعد بالغ محرموں پر بھی نگاہ ڈالنے سے اجتناب کیا جائے۔

ii. مرد اور خواتین اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور ایسا لباس پہنیں جو دبیز ہو، ڈھیلا ڈھالا ہو اور ستر کو پوری طرح سے ڈھانپ لے (مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور خاتون کے ستر میں چہرہ کی ٹکیہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا جسم شامل ہے)۔

iii. خواتین شعوری طور پر اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کریں سوائے اُس زینت کے جو از خود ظاہر ہو۔

iv. خواتین اضافی چادر (خمار) کے ذریعہ اپنے سینہ کے ابھار کو چھپالیں۔

v. خواتین شوہر اور محرم مردوں کے سوا کسی کے سامنے اپنی زیب و زینت یعنی چہرہ نہ کھولیں۔ محرم مرد وہ ہیں جن سے ایک خاتون کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

vi. خواتین چلتے ہوئے قدم زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ اُن کی مخفی زینت (زیورات کی جھنکار) وغیرہ ظاہر نہ ہو۔ اِسی حکم کے ذیل میں عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا اور بلا ضرورت اپنی آواز نامحرم مردوں کو سنانا بھی ممنوع ہے۔

vii. مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کے حوالے سے کوتاہی پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلسل استغفار اور توبہ کی جائے۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

بے نکاحوں کا نکاح کر دو

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ	اور نکاح کر دیا کرو اُن کا جو بے نکاح مرد اور عورتیں

	ہوں تم میں سے
وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ	اور اُن کا جو نیک ہوں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے
اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ	اگر وہ تنگدست ہیں
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	غنی کر دے گا اُنہیں اللہ اپنے فضل سے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾	اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔
وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا	اور چاہیے کہ پاک دامن رہیں وہ لوگ جو نہیں پاتے نکاح کے اسباب
حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	یہاں تک کہ غنی کر دے اُنہیں اللہ اپنے فضل سے
وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	اور جو چاہتے ہیں آزادی کی تحریر تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے
فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ	تو تحریر دے دو اُنہیں اگر تم جانتے ہو اُن میں بھلائی
وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ	اور دو اُنہیں اللہ کے مال میں سے جو اُس نے دیا ہے تمہیں
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ	اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر
اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا	جبکہ وہ رہنا چاہتی ہیں پاکیزہ
لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ	تاکہ تم کماؤ سامان دنیا کی زندگی کا

وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ	اور جو مجبور کرے گا اُنہیں
فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾	تو بے شک اللہ اُنہیں مجبور کرنے پر بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ	اور یقیناً ہم نے نازل کر دی ہیں تمہاری طرف واضح کرنے والی آیات
وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ	اور کچھ حال اُن لوگوں کا جو گزرے ہیں تم سے پہلے
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۴	اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

یہ آیات حکم دے رہی ہیں کہ بے نکاحوں کا نکاح کر دیا جائے خواہ وہ آزاد ہوں یا نیک چلن غلام اور کنیزیں۔ نکاح انسان کی عصمت کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ بکثرت لوگوں کے بے نکاح رہنے سے اجتماعی ماحول میں ہر وقت ایک غیر محسوس شہوانیت کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ اِسی شہوانیت کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں، کان، زبانیں اور دل کسی بھی فتنے میں پڑ سکتے ہیں۔ جذبات کی تسکین کا جائز راستہ یعنی نکاح انسان کو گناہ کی طرف جانے سے روک دیتا ہے۔ البتہ اگر آزاد مرد کے پاس نکاح کے لیے یا شادی کے بعد گھر کے اخراجات کے حوالے سے تنگدستی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشحالی آنے تک انتظار کر سکتا ہے۔ نیک غلام یا کنیز اگر اپنی قیمت ادا کرنے کے وعدے پر آزادی چاہیں تو نہ صرف اُنہیں آزاد کر دیا جائے بلکہ اُن کی مالی مدد بھی کی جائے۔ کنیزوں کو بدکاری پر مجبور نہ کیا جائے۔ جو زبردستی اُنہیں مجبور کرے گا تو گناہ زبردستی کرنے والے پر ہو گا نہ کہ کنیز پر۔ گویا زنا بالجبر کی صورت میں خاتون پر حد جاری نہ کی جائے گی۔ مذکورہ بالا ہدایات انتہائی واضح اور ایسے لوگوں کے دلوں میں رقت و گداز پیدا کرنے والی ہیں جو واقعی اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار اور پرہیزگار ہیں۔

آیت ۳۵

نورِ ایمان کے لیے تمثیل

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے
مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ	مثال اُس کے نور کی ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو
فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ	اُس میں ہو ایک چراغ
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ	وہ چراغ ہے شیشے کی ایک قندیل میں
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ	قندیل ایسے ہے جیسے وہ ہو چمکتا ہوا ستارہ
يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ	وہ چراغ جلایا جاتا ہے ایک بابرکت درخت (کے روغن) سے
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ	یعنی زیتون کے درخت سے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی
يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ	قریب ہے اُس کا روغن روشن ہو جائے اگرچہ نہ چھوا ہو اُسے آگ نے
نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ	یہ نور پر نور ہے
يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ	ہدایت دیتا ہے اللہ اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے
وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ	اور بیان فرماتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لیے
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں بندۂ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے۔ نورِ ایمان اِسی طرح سے ہے جیسے الماری میں رکھی ایک قندیل جس میں ایک چراغ روشن ہے۔ قندیل نے چراغ کی روشنی کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ قندیل ایک روشن ستارے کی مانند دکھائی دے رہی ہے۔ چراغ کو خالص روغنِ زیتون سے روشن کیا گیا ہے۔ زیتون کا روغن ایسے درخت سے لیا گیا ہے جو باغ کے بالکل وسط میں ہونے کی وجہ سے سورج کی تمازت سارا دن جذب کرتا ہو۔ اِس سے اُس کے روغن میں جلا دینے کی صلاحیت اِس قدر تیز ہے کہ وہ دور ہی سے آگ کو پکڑ لیتا ہے۔ اِسی طرح جس شخص کی فطرت کا روغن آلودگی اور تعصبات سے پاک ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی وحی کی دعوت کو فوراً قبول کرتا ہے۔ نورِ فطرت اور نورِ وحی مل کر نورِ ایمان بن جاتے ہیں جس سے اُس شخص کا دل جگمگا اٹھتا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو فوراً قبول کرنا اِس حقیقت کی درخشاں مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کو نورِ ایمان سے منور فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۳۸

نورِ ایمان کے ثمرات

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ	اُن گھروں میں کہ جن کے بارے میں حکم دیا ہے اللہ نے کہ اُنہیں بلند کیا جائے
وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ	اور ذکر کیا جائے اُن میں اُس کے نام کا
يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾	تسبیح کرتے ہیں اللہ کی اُن میں صبح اور شام۔
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ	وہ جواں مرد، کہ نہیں غافل کرتی اُنہیں تجارت اور نہ ہی فوری لین دین
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	اللہ کے ذکر سے

وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ	اور نماز قائم کرنے سے
وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ	اور زکوٰۃ دینے سے
یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾	وہ ڈرتے ہیں اُس دن سے الٹ دیے جائیں گے جس میں دل اور نگاہیں۔
لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا	تاکہ بدلہ دے اُنہیں اللہ بہت ہی عمدہ اُس کا جو اُنہوں نے کیا
وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ	اور مزید دے اُنہیں اپنے فضل سے
وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾	اور اللہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔

جن لوگوں کا باطن نورِ ایمان سے منور ہو چکا ہو یہ آیات اُن کی کیفیات، وظائف اِس طرح بیان کر رہی ہیں:

i. وہ مسجدوں سے محبت کرتے ہیں اور صبح و شام اُن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں آیت ۳۶ کی تفسیر میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمایا ہے:

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت رکھنا چاہے اُسے چاہیے کہ میرے صحابہؓ سے محبت کرے اور جو صحابہؓ سے محبت رکھنا چاہے اُسے چاہیے کہ قرآن سے محبت کرے اور جو قرآن سے محبت رکھنا چاہے اُسے چاہیے کہ مسجدوں سے محبت کرے کیونکہ وہ اللہ کے گھر ہیں، اللہ نے اُن کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور اُن میں برکت رکھی ہے وہ بھی بابرکت ہیں اور اُن کے رہنے والے بھی بابرکت۔ وہ بھی اللہ کی حفاظت میں ہیں اور اُن کے رہنے والے بھی حفاظت میں۔ جو لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے کام بناتے اور حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے پیچھے اُن کی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔

ii. وہ مسجدوں سے محبت کرتے ہیں تجارتی سرگرمیاں اُنہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتے۔

iii. وہ قیامت کے احساس اور اُس دن ہونے والے حساب کے خوف سے لرزاں وترساں رہتے ہیں۔ بشارت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں اُن کے اعمال کا نہ صرف بہترین بدلہ عطا فرمائے گا بلکہ اپنے فضل سے مزید بھی نوازے گا۔

آیت ۳۹

بے روح اعمال کے لیے تمثیل

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ	اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں کسی چٹیل میدان میں
يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ	سمجھتا ہے اُسے ایک شدید پیاسا، پانی
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ	یہاں تک کہ جب وہ آتا ہے اُس کے پاس
لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا	نہیں پاتا اُسے کچھ بھی
وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ	اور وہ پاتا ہے اللہ کو اُس کے پاس
فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ	پھر اللہ پورا چکا دیتا ہے اُسے اُس کا حساب
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾	اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

یہ آیت ایسے لوگوں کے اعمال کی حقیقت ظاہر کر رہی ہے جو ریاکاری کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے کچھ احکام پر عمل کرتے ہیں اور کچھ کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں یا جن کے دلوں میں ایمان کی بجائے منافقت کی بیماری ہوتی ہے یا وہ بدنصیب کافر ہوتے

ہیں۔ ایسے لوگوں کے بظاہر نیک اعمال سراب کی مانند ہیں۔ سراب دیکھنے میں پانی لگتا ہے لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اُنہوں نے اپنے اعمال سے اچھے اجر کی امیدیں وابستہ کرلی ہیں لیکن روزِ قیامت اُنہیں اِن اعمال کا اجر نہیں بلکہ جہنم کا عذاب ملے گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"قیامت والے دن جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، ان میں ایک وہ آدمی ہو گا جو شہید ہو گیا تھا، پس اسے (بارگاہِ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ اُنہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے اِن کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو تو اِس لیے لڑا تھا تاکہ تجھے بہادر کہا جائے، پس تجھے (دنیا میں) بہادر کہہ لیا گیا۔ پس اُس کی بابت حکم دیا جائے گا تو اُسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہو گا جس نے (دین کا) علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا، اُس کو پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ اُنہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، تو نے اِن کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا، میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے تو علم اِس لیے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اِس لیے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ پس یقیناً تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اِس کی بابت حکم دیا جائے گا، پس اُسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور (تیسرا) وہ شخص ہو گا، جس کو اللہ نے کشادگی عطا فرمائی تھی اور اُسے مختلف قسم کے مال سے نوازا تھا، پس اُسے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا، وہ اُنہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے اِن کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کیے جانے کو تو پسند کرتا تھا، نہیں چھوڑا، مگر اِس میں تیری خاطر ضرور خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا، تو نے تو یہ اِس لیے کیا کہ کہا جائے کہ تو بڑا سخی ہے۔ پس یقیناً تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اُس کی بابت حکم دیا جائے گا، اُسے بھی منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا"۔ (مسلم)

آیت ۴۰

ایمان اور عمل دونوں سے محروم کے لیے تمثیل

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ	یا اُن اندھیروں کی مانند جو ہوتے ہیں گہرے سمندر میں
يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ	چھا رہی ہے اُس پر موج
مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ	اُس کے اوپر ایک اور موج
مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ	اُس کے اوپر بادل
ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ	اندھیرے ہیں اُن میں سے کچھ دوسروں کے اوپر
اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ	جب وہ نکالتا ہے اپنا ہاتھ تو نہیں دیکھ پاتا اُسے
وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا	اور وہ کہ نہ بنائے اللہ جس کے لیے نور
فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ ع	تو نہیں ہے اُس کے لیے کوئی نور۔

اِس آیت میں اُن بد نصیبوں کے لیے گھٹاٹوپ اندھیروں کی مثال دی گئی جو ایمان اور عمل دونوں سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ اندھیرے سمندر کی گہرائی میں اُس وقت اپنی انتہا پر ہوتے ہیں جب سمندر میں طوفان برپا ہو موج پر موج آ رہی ہو اور آسمان پر بادل ہوں تاکہ سورج، چاند یا ستاروں کی روشنی بھی میسر نہ آسکے۔ اِن اندھیروں میں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا۔ بلاشبہ جسے اللہ تعالیٰ ہی نور سے محروم رکھے، وہ اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا اور اُسے کہیں سے بھی نور نہیں مل سکے گا۔ اِس آیت کی تفسیر میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یہاں پہنچ کر وہ اصل مدعا کھول دیا گیا ہے جس کی تمہید اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے مضمون سے اٹھائی گئی تھی۔ جب کائنات میں کوئی نور در حقیقت اللہ کے نور کے سوا نہیں ہے، اور سارا ظہورِ حقائق اُسی نور کی بدولت ہو رہا ہے، تو جو شخص اللہ سے نور نہ پائے وہ اگر کامل تاریکی میں مبتلا نہ ہو گا تو اور کیا ہو گا۔ کہیں اور تو روشنی موجود ہی نہیں ہے کہ اِس سے ایک کرن بھی وہ پا سکے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اندھیروں سے بچائے اور نور ہی نور عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۲

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ ہی ہے، تسبیح کرتی ہے جس کی ہر وہ شے جو آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ	اور پرندے بھی پر پھیلائے ہوئے
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ؕ	ہر ایک نے یقیناً جان لی ہے اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾	اور اللہ خوب جاننے والا ہے اُسے جو وہ کرتے ہیں۔
وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ	اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت
وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے کئی مظاہر بیان کیے گئے ہیں:

i. کائنات کی ہر شے زبانِ حال اور زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے۔

ii. اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات خاص طور پر اڑتے ہوئے پرندوں کو بھی اپنی تسبیح اور ذکر کرنے کا طریقہ سکھا رکھا ہے۔

iii. اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر مخلوق کس وقت کیا کر رہی ہے۔

iv. کائنات میں کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

v. تمام انسانوں اور جنات کو آخر کار اللہ تعالیٰ ہی کی عدالت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے پیش ہونا ہے۔

آیات ۴۳ تا ۴۶

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ چلاتا ہے بادل کو
ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ	پھر ملا دیتا ہے اُس کو آپس میں
ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا	پھر کر دیتا ہے اُس کو تہ بہ تہ
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ	پھر تم دیکھتے ہو بارش کو کہ نکلتی ہے اُس کے درمیان سے
وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ	اور وہ نازل کرتا ہے آسمان سے اُن پہاڑوں میں سے جو اِس میں ہیں اولے
فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ	پس وہ برساتا ہے اُنہیں جس پر چاہتا ہے
وَ يَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ	اور پھیر دیتا ہے اُنہیں جس سے چاہتا ہے
يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾	قریب ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کی بینائی۔
يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ	بدلتا رہتا ہے اللہ رات اور دن

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾	بے شک اِس میں یقیناً عبرت ہے دیکھنے والوں کے لیے۔
وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ	اور اللہ نے بنایا ہر جان دار کو پانی سے
فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ	اُن میں سے کوئی رینگتا ہے اپنے پیٹ پر
وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ	اور اُن میں سے کوئی چلتا ہے دو پاؤں پر
وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ ؕ	اور اُن میں سے کوئی چلتا ہے چار پاؤں پر
یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ؕ	پیدا فرماتا ہے اللہ جو چاہتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۵﴾	بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ	یقیناً ہم نے نازل کر دی ہیں واضح کرنے والی آیات
وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۶﴾	اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے چند مظاہر بیان کر رہی ہیں:

i. اللہ تعالیٰ ہی بادلوں کو اُٹھاتا، اُنہیں باہم ملاتا اور اُن سے بارش برساتا ہے۔

ii. اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے اولے برساتا ہے۔ وہ اِن اولوں سے کسی کی کھیتی کو محفوظ رکھتا ہے اور کسی کی کھیتی کو برباد کر دیتا ہے۔

iii. اللہ تعالیٰ بادلوں کو ٹکرا کر بجلیاں پیدا کرتا ہے جن کی چمک انسانوں کو بینائی سے محروم کر سکتی ہیں۔

iv. اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی مخلوقات پانی سے بنائی ہیں جن میں کچھ رینگتی ہیں، کچھ دو پاؤں پر چلتی ہیں اور کچھ چار پاؤں پر، وہ جو چاہتا ہے سو بناتا ہے۔

بلاشبہ مذکورہ بالا مظاہر قدرت میں بندوں کے لیے سبق آموزی، معرفتِ ربانی کے حصول کا سامان اور سیدھے راستے پر چلنے کی رہنمائی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۵۰

منافقانہ طرزِ عمل

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ	اور وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور رسولؐ پر
وَ اَطَعْنَا	اور ہم نے اطاعت کی
ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ	اور پھر رخ پھیر لیتا ہے ایک گروہ اُن میں سے اِس کے بعد
وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾	اور نہیں ہیں ایسے لوگ مومن۔
وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	اور جب بلایا جاتا ہے اُنہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ	تاکہ رسولؐ فیصلہ کریں اُن کے درمیان
اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾	تب ایک فریق اُن میں سے ہوتا ہے اعراض کرنے والا۔
وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ	اور اگر ہو اُن کے حق میں فیصلہ
يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾	تو چلے آتے ہیں اُس کی طرف بڑے فرماں بردار بن کر۔
اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ	کیا اُن کے دلوں میں کوئی بیماری ہے
اَمِ ارْتَابُوْۤا	یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں

اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ	یا وہ ڈرتے ہیں کہ ظلم کرے گا اللہ اُن پر اور اُس کا رسولؐ
الثلثۃ ع ۱۲ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۵۰ ع	بلکہ وہی لوگ ظالم ہیں۔

یہ آیات منافقین کا طرزِ عمل واضح کر رہی ہیں۔ منافقین دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان کا لیکن عملی زندگی میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریز کرتے ہیں۔ وہ شریعت پر عمل اور اُس کا نفاذ پسند نہیں کرتے۔ البتہ اگر شریعت کے مطابق فیصلوں سے اپنے حق میں کوئی فائدہ ملنے کا امکان نظر آئے تو فوراً اُنہیں قبول کر لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دل ایمان سے محروم ہیں، یا اُنہیں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے شکوک و شبہات ہیں اور یا وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فیصلوں کو خلافِ عدل سمجھتے ہیں۔ اِس طرح کے خیالات رکھ کر جو شخص مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے، وہ بہت بڑا دغاباز اور ظالم ہے۔ وہ خود تو مسلم معاشرے کا ایک رکن بن کر مختلف قسم کے فائدے حاصل کرتا ہے لیکن اپنے طرزِ عمل کی وجہ سے معاشرے کے نظم و ضبط کو کمزور کرتا ہے، غلط رجحانات کو تقویت دیتا ہے، مخلص مومنوں کو دکھ دیتا ہے اور اُن کی ہمتیں اور حوصلے پست کرتا ہے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

مومنانہ طرزِ عمل

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	بے شک مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب اُنہیں بلایا جاتا ہے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ	تاکہ رسولؐ فیصلہ کریں اُن کے درمیان
اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ	کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور جو اطاعت کرے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَ يَخْشَ اللّٰهَ	اور ڈرے اللہ سے
وَ يَتَّقْهِ	اور بچے اُس کی نافرمانی سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾	تو یہی لوگ منزلِ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

اِن آیات میں مومنوں کے طرزِ عمل کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ مومن وہی ہیں کہ جب شریعت کے مطابق فیصلہ کی طرف بلایا جائے تو فوراً سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور قبول کیا) کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اُس کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسے خوش نصیب نہ صرف کامیاب ہوتے ہیں بلکہ کامیابی کے بلند درجات پر پہنچنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِن میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۵۳

جھوٹی قسمیں مت کھاؤ

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ	اور اُنہوں نے قسمیں کھائیں اللہ کی زور دیتے ہوئے اپنی قسموں پر
لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ	اے نبیؐ! اگر آپؐ حکم دیں اُنہیں وہ ضرور نکلیں گے (اللہ کی راہ میں)
قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ	فرمایئے مت کھاؤ قسمیں
طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ	بھلے طریقے پر اطاعت کافی ہے

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾	بے شک اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔

منافقین گھر کے آسائش و آرام کو چھوڑ کر دعوتِ دین یا جہاد و قتال کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جب بھی اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تو وہ نکل کھڑے ہوں گے۔ اِس آیت میں اُن سے کہا گیا کہ قسمیں کھانے کی بجائے مخلص اہلِ ایمان کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ قسمیں وہی کھاتا ہے جس کی وفاداری پر اعتماد مجروح ہو چکا ہو۔ اگر قسمیں کھا کر تم لوگوں کو اپنی وفاداری کا یقین دلا بھی دو، تب بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری فریب کاریاں کسی کام نہیں آسکتیں۔ وہ تمہاری تمام ظاہری اور باطنی خباثتوں سے پوری طرح باخبر ہے۔ وہ کسی وقت بھی تمہاری عیاری اور نفاق کا پردہ چاک کر سکتا ہے۔

آیت ۵۴

رسول اللہ ﷺ کی ذمے داری صرف حق پہنچا دینا ہے

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ	اے نبیؐ! فرمایئے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ	پھر اگر تم نے رخ پھیر لیا تو بے شک رسولؐ کے ذمے اتنا ہی ہے جو اُن پر لازم کیا گیا
وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ	اور تمہارے ذمے ہے جو تم پر لازم کیا گیا
وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ	اور اگر تم اطاعت کرو گے اُن کی
تَهْتَدُوْا ؕ	تو ہدایت پا جاؤ گے
وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾	اور نہیں ہے رسولؐ کے ذمے مگر صاف صاف پہنچا دینا۔

اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسول ﷺ کے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور تمہاری نافرمانی کی سزا تم ہی کو ملے گی۔ البتہ اگر تم رسول ﷺ کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاجاؤ گے۔ ایک ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق خدمتِ دین کے مشن میں اپنے امیر کی اطاعت کا حکم بھی اِسی طرح دیا گیا ہے جیسے اِس آیت میں رسول ﷺ کی اطاعت کا۔ یہ اصول ہمیشہ پیشِ نظر رہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی امیر کی اطاعت صرف اُس وقت ہوگی جب اُس کا حکم خلافِ شریعت نہ ہو:

سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيّ رَسُولَ اللهِ ﷺ۔ فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا اُمَرَآئُ يَسْأَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، فَمَا تَأْمُرُنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ۔ ثُمَّ سَأَلَه فَاَعْرَضَ عَنْهُ۔ ثُمَّ سَأَلَه فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَجَذَبَه الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ۔

وَقَالَ: اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا۔ فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَّا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ۔ (مسلم)

سیدنا سلمہ بن یزید جعفیؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کیا رہنمائی فرماتے ہیں ایسی صورت کے لیے کہ ہمارے امیر ہم سے اپنے حقوق کا تقاضا کریں لیکن بذات خود ہمارے معاملات میں اپنی ذمے داریاں پوری نہ کریں۔ آپ ﷺ نے اِس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اُن صحابیؓ نے دوبارہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے پھر جواب نہ دیا۔ اُنہوں نے تیسری بار پوچھا تو سیدنا اشعث بن قیسؓ نے اُنہیں کہنی ماری (یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ اِس سوال کو پسند نہیں فرمارہے)۔ اس بار آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ”اُن کے احکام سنو اور مانو کیوں کہ اُن پر جو ابدہی ان کے اپنے فرائض کی ہوگی اور تم پر جو ابدہی تمہارے فرائض کی ہے۔“

آیات ۵۵ تا ۵۷

نظامِ خلافت آکر رہے گا

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	وعدہ فرمایا ہے اللہ نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور عمل کرتے رہے اچھے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ	وہ ضرور خلافت دے گا اِنہیں زمین میں
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪	جس طرح اُس نے خلافت دی اُن لوگوں کو جو اِن سے پہلے تھے
وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ	اور ضرور غالب کرے گا اِن کے لیے اِن کے اِس دین کو جو اُس نے پسند کیا اِن کے لیے
وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ	اور ضرور بدل کر دے گا اِنہیں اِن کے خوف کے بعد امن
يَعْبُدُوْنَنِيْ	وہ عبادت کریں گے میری
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ	نہیں شریک کریں گے میرے ساتھ کسی کو
وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ	اور جو ناشکری کرے گا اِس کے بعد
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾	تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔
وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کرو نماز
وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور دو زکوٰۃ
وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو رسولؐ کی
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ	ہر گز نہ سمجھنا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا کہ وہ بے بس کرنے والے ہیں (اللہ کو) زمین میں
وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ	اور اُن کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے

وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾	اور یقیناً وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

ع ۱۳

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ اگر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق ایمان اور اعمالِ صالحہ کا حق ادا کر دیں تو:

i. اللہ تعالیٰ اُنہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا۔

ii. اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کو سربلندی اور غلبہ عطا فرمادے گا۔

iii. اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ اب لوگ واقعی اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی زندگی کے انفرادی و اجتماعی ہر معاملے میں اُس کی اطاعت کر سکیں گے۔ گویا نظامِ خلافت کے قیام کے بغیر ہماری عبادت ناقص ہے۔

صحابہ کرامؓ کو یہ بشارتیں سن ۶ھ میں دی گئیں۔ اُنہوں نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا حق ادا کیا اور دو سال بعد ۸ھ میں فتح مکہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا وعدے پورے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اِن شاء اللہ ایک بار پھر پوری ہونے والی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

عَنْ نُعْمَانَ ابْنِ بَشِيْرٍعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ اِذَا شَآءَ اَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مسند احمد)

سیدنا نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "(اے مسلمانو!) نبوت تمہارے درمیان رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ (یعنی نبی کریم ﷺ کی بنفس نفیس موجودگی) پھر نبوت کے طریقے پر خلافت کا دور آئے گا، یہ دور بھی اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اُسے اُٹھالے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی جو اُس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر

اسے بھی ختم کر دے گا۔ پھر مجبوری کا دور حکومت ہو گا جو اُس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اسے بھی ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے طریقے پر خلافت کا دور آئے گا"۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔

البتہ جو لوگ ایمان اور عملِ صالح کی طرف توجہ نہ دیں تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں فاسق ہیں۔ اعمالِ صالحہ سے مراد یہ ہے کہ نماز قائم کی جائے زکوٰۃ دی جائے اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ بلاشبہ کافر وقتی طور پر زمین پر دندنا رہے ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ وہ اُنہیں تباہ و برباد کر دے گا اور اپنے بندوں کو زمین کی خلافت ضرور عطا فرمائے گا۔ بقول اقبال۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

آیات ۵۸ تا ۵۹

گھر کے اندر پردے کے لیے احکام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	چاہیے کہ اجازت لیں تم سے وہ جو تمہارے غلام اور کنیزیں ہیں
وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ	اور وہ جو ابھی نہیں پہنچے بلوغت کو تم میں سے
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ	تین بار
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ	فجر کی نماز سے پہلے
وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ	اور جس وقت تم اتار دیتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کے وقت
وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ	اور عشاء کی نماز کے بعد
ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ	یہ تین پردے کے اوقات ہیں تمہارے لیے
لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ	نہیں ہے تم پر اور نہ اُن پر کوئی گناہ اِن اوقات کے بعد
طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ	کثرت سے آنے جانے والے ہیں تمہارے پاس (یعنی) تم میں سے بعض بعض کے پاس
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ	اِسی طرح واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات
وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ	اور جب پہنچ جائیں تم میں سے بچے بلوغت کو
فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	تو چاہیے کہ وہ اجازت لیا کریں جیسے اجازت لیتے ہیں وہ لوگ جو اِن سے پہلے کے ہیں

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ	اِسی طرح واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن دو آیات میں گھر کے اندر کے پردے کے دو حکم دیے گئے:

i. تین اوقات میں بچے اور گھر میں موجود غلام اور کنیزیں صاحبِ خانہ کے خلوت کے کمرہ میں نہ آئیں۔ نمازِ فجر سے قبل نمازِ ظہر کے بعد اور نمازِ عشاء کے بعد۔

ii. چھوٹے بچے دوسروں کے گھروں میں بلا روک ٹوک داخل ہو سکتے ہیں۔ البتہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو بغیر صاحبِ خانہ کی اجازت کے گھر میں داخل نہ ہوں۔

آیت ۶۰

بوڑھی خواتین کے لیے پردے کے حکم میں رعایت

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ	اور بیٹھ رہنے والیاں عورتوں میں سے
الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا	وہ جو رغبت نہیں رکھتیں نکاح کی
فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ	نہیں ہے اُن پر کوئی گناہ کہ وہ اتار دیں اپنے اضافی کپڑے
غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ	بغیر نمائش کرنے والیاں ہوتے ہوئے اپنی زینت کی
وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ	اور اگر وہ بچیں (اِس سے) تو بہتر ہے اُن کے لیے
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾	اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

ایسی بوڑھی خواتین جن کے اب نکاح کا امکان نہیں ہے کھلے چہرے کے ساتھ نامحرم مردوں کے سامنے آسکتی ہیں۔ البتہ وہ کسی قسم کی زیب وزینت اور آرائش کا اہتمام نہ کرتے ہوئے یہ رعایت حاصل کر سکتی ہیں۔ ہاں بہتر یہی ہے کہ وہ اِس رعایت کو اختیار

نہ کریں۔ بلاشبہ جو خواتین بلوغت سے پردے کا اہتمام کرتی ہیں وہ بڑھاپے میں بھی اِس پر کاربند ہوتی ہیں۔ آج بھی بڑی بوڑھیاں پردے میں ہوتی ہیں لیکن نئی نسل سے تعلق رکھنے والی جوان خواتین، مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگی ہوئی، نیم عریاں لباس میں نظر آتی ہیں۔ بقول اکبر الہ آبادی۔

میں نے دیکھا ہے کہ فیشن میں الجھ کر اکثر
تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیے
نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیے

آیت ۶۱

دوسروں کے گھروں میں جانے کی اجازت

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ	نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج
وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ	اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی حرج ہے
وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ	اور نہ مریض پر کوئی حرج ہے
وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ	اور نہ تم پر کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ	یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ	یا اپنی ماؤں کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ	یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ	یا اپنی بہنوں کے گھروں سے

اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ	یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ	یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ	یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ	یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے
اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ	یا اُن گھروں سے، تم اختیار رکھتے ہو جن کی کنجیوں کا
اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ	یا اپنے دوست کے گھروں سے
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا	نہیں ہے تم پر کوئی گناہ کہ تم کھاؤ سب مل کر
اَوْ اَشْتَاتًا ؕ	یا جدا جدا ہو کر
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا	اور جب تم داخل ہو کسی طرح کے گھروں میں
فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	تو سلامتی بھیجو اپنوں پر
تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ	ایسی دعا کے ساتھ جو اللہ کی طرف سے ہو برکت والی اور پاکیزہ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع ۱۴	اِسی طرح واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے آیات تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

سورۂ نور میں جب گھر کے اندر کے پردہ کے احکام آئے تو صحابہ کرامؓ نے دوسروں کے گھروں میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ اِس آیت میں اُنہیں اجازت دی گئی کہ:

i. معذور آدمی کی معذوری سارے معاشرے پر اُس کا حق قائم کر دیتی ہے کہ اُس کی ضروریات پوری کی جائیں۔ لہٰذا معذور آدمی سہولت فراہم ہونے پر ہر گھر اور ہر جگہ سے کھا سکتا ہے۔

ii. تمام مسلمان اپنے رشتہ داروں اور احباب کے گھروں میں جاسکتے ہیں اور وہاں کھانا کھاسکتے ہیں بشرطیکہ محرم اور نامحرم کی تمیز اور پردے کے احکام کا خیال رکھا جائے۔

iii. کھانا ایک ہی برتن میں مل کر کھاسکتے ہیں اور علاحدہ علاحدہ بھی کھاسکتے ہیں۔ اِس اندیشے کے تحت کہ کہیں ایک ساتھ کھانے کے دوران کھانے میں شریک بھائی کی حق تلفی نہ ہو جائے، ایک ساتھ کھانا ممنوع نہیں۔ اگر نیت حق تلفی کی نہیں تو ایک ساتھ کھاسکتے ہیں۔

iv. کسی بھی گھر میں داخل ہوتے ہوئے گھر والوں کے لیے دُعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں سلامتی، برکت اور پاکیزگی عطا فرمائے۔

آیات ۶۲ تا ۶۳

نظم جماعت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	بے شک مومن تو بس وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ	اور جب وہ ہوتے ہیں اُن کے ساتھ کسی اجتماعی کام پر
لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ	وہ نہیں جاتے جب تک وہ اجازت نہ لے لیں نبیؐ سے
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ	اے نبیؐ! بلاشبہ جو اجازت لیتے ہیں آپؐ سے
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ	یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ پر

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ	تو جب وہ اجازت لیں آپؐ سے اپنے کسی کام کے لیے
فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ	تو آپؐ اجازت دیں جسے آپؐ چاہیں اُن میں سے
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ	اور بخشش مانگئے اُن کے لیے اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ	اور نہ بنالو رسولؐ کے بلاوے کو آپس میں
كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ	جیسے کہ بلاوا ہوتا ہے تم میں سے کسی کا کسی کے لیے
قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ	یقیناً جانتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر
فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ	پس چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں رسولؐ کے حکم کے
اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ	کہ آپڑے اُن پر کوئی فتنہ
اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾	درد ناک عذاب۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو اجتماعی کاموں کو ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اجتماعی کام سے غیر حاضر نہیں ہوتے جب تک نبی اکرم ﷺ یعنی امیر جماعت سے اجازت نہ لے لیں۔ پھر امیر جماعت کا اختیار ہے کہ اُنہیں اجازت دے یا نہ دے۔ پھر امیر کو ہدایت دی گئی کہ جسے اجازت دیں اُس کے لیے دُعائے استغفار کریں کیونکہ اُس نے اجتماعی کام کو چھوڑ کر ذاتی کام کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ تمام اہلِ ایمان کو ہدایت دی گئی کہ وہ اجتماعی کام کے لیے پکار کو عام پکار کی طرح نہ سمجھیں۔ جو لوگ چپکے سے اجتماعی کاموں کے درمیان سے کھسک جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سے واقف ہے۔ اندیشہ ہے کہ اُنہیں اِس حرکت کی سزا

ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے غلبے کی جدوجہد کے لیے کسی اجتماعی نظم کے ساتھ جڑنے اور پھر اِس نظم کی مکمل پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۶۴

اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہم کس حال پر ہیں؟

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ	سن لو! بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ	وہ یقیناً جانتا ہے اُس حال کو تم ہو جس پر
وَ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ	اور جس روز وہ لوٹائے جائیں گے اللہ کی طرف
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ	تو وہ بتا دے گا اُنہیں جو کچھ اُنہوں نے کیا
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۱۵	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اِس آیت میں خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم کس حال پر ہیں۔ مومن ہیں یا منافق، پردہ کے احکام کا پاس کرنے والے ہیں یا اُن سے گریز کرنے والے اور نظم جماعت کی پابندی کرنے والے ہیں یا اُس کی خلاف ورزی کرنے والے۔ روزِ قیامت ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور وہ ہمیں ہماری حقیقت سے آگاہ کر کے بدلہ دے دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے مطابق طرزِ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُس روز کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورۃ الفرقان

حق و باطل میں فرق کرنے والی سورۂ مبارکہ

اِس سورۂ مبارکہ میں مشرکینِ مکہ کے دعوتِ حق پر دس اعتراضات بیان کر کے اُن کا جواب دیا گیا ہے۔ حق کا حق ہونا واضح کر دیا گیا ہے اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۳: اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کا بیان
- آیات ۴ تا ۳۴: مشرکینِ مکہ کے اعتراضات اور ان کا جواب
- آیات ۳۵ تا ۴۴: رسولوںؑ کی قوموں کے ساتھ کشمکش
- آیات ۴۵ تا ۶۲: اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور قدرتیں
- آیات ۶۳ تا ۷۶: قرآن کا انسانِ مطلوب
- آیت ۷۷: مشرکینِ مکہ کے لیے آخری دھمکی

آیات ۱ تا ۳

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ	بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے نازل کیا حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا قرآن اپنے بندےؐ پر
لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾	تاکہ وہ ہو جائیں تمام جہان والوں کے لیے خبر دار

	کرنے والے۔
الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وہ ذات جس کے لیے ہے بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین کی
وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا	اور جس نے نہیں بنایا کسی کو بیٹا
وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ	اور نہیں ہے جس کا کوئی شریک بادشاہی میں
وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ	اور اُس نے پیدا کیا ہر چیز کو
فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝۲	پھر طے کر دی اُس کی تقدیر۔
وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً	اور اُنہوں نے بنا لیے اللہ کے سوا دوسرے معبود
لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا	جو نہیں پیدا کر سکتے کچھ بھی
وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ	اور وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں
وَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا	اور نہ وہ اختیار رکھتے ہیں اپنے بارے میں نقصان کا اور نہ ہی نفع کا
وَّ لَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَیٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ۝۳	اور نہ اختیار رکھتے ہیں مرنے کا اور نہ زندہ رہنے کا اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کا۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عظمت و جلال اور بے مثال قدرتوں کو اِس طرح واضح کیا گیا:

i. اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے بندہ ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل میں تمیز کرنے والی ہے تاکہ وہ اِس کے ذریعے تمام جہان والوں کو خبردار کر دیں۔

ii. آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔

iii. اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔

iv. اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کے اختیار میں کوئی شریک نہیں۔

v. اللہ تعالیٰ ہی نے ہر شے کو پیدا کیا اور اُس کی تقدیر بھی طے فرمادی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے اُنہوں نے کچھ بھی نہیں بنایا۔ وہ سب تو خود مخلوق ہیں۔ وہ اپنے حوالے سے کسی نفع و نقصان کا فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے جینے اور مرنے پر اختیار رکھتے ہیں۔ افسوس ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کی عقل پر!

آیات ۴ تا ۶

قرآنِ حکیم پر دو اعتراضات

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡكُ ِۨافۡتَرٰىهُ	یہ نہیں ہے مگر جھوٹ جو اُنہوں نے گھڑ لیا ہے
وَ اَعَانَهٗ عَلَيۡهِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ	اور مدد کی ہے اُن کی اِس پر ایک دوسری قوم نے
فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّ زُوۡرًا ۚ﴿۴﴾	پس وہ تو اُتر آئے ہیں ظلم اور جھوٹ پر۔
وَ قَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ	اور اُنہوں نے کہا یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی
اكۡتَتَبَهَا	لکھوالیا ہے اُنہوں نے اِنہیں
فَهِیَ تُمۡلٰى عَلَيۡهِ بُكۡرَةً وَّ اَصِيۡلًا ﴿۵﴾	پس یہ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اُنہیں صبح اور شام۔
قُلۡ اَنۡزَلَهُ الَّذِیۡ يَعۡلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ	اے نبیؐ! فرمایئے نازل کیا ہے یہ کلام اُس اللہ نے جو

	جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے تمام راز
اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۶	بے شک وہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

مشرکینِ مکہ کے قرآنِ حکیم سے متعلق دو اعتراضات اِن آیات میں بیان کیے گئے ہیں:

i. قرآنِ حکیم (معاذ اللہ) جھوٹ ہے جو حضرت محمد ﷺ نے خود سے تراشا ہے اور کوئی دوسری قوم اِس حوالے سے اُن کی مدد کر رہی ہے۔

ii. قرآنِ حکیم (معاذ اللہ) گزرے ہوئے قصوں کا مجموعہ ہے جو حضرت محمد ﷺ نے کہیں سے لے کر لکھ لیے ہیں اور وہی یہ صبح و شام سناتے رہتے ہیں۔

پہلے اعتراض کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اعتراض کرنے والے صاف جھوٹ بول رہے ہیں اور کھلی بے انصافی پر اتر آئے ہیں۔ اگر واقعی حضرت محمد ﷺ قرآن پیش کرنے کے لیے کسی قوم سے معاونت لے رہے ہیں تو اُنہیں چاہیے کہ کبھی اِس معاونت کے دوران چھاپہ مار کر رنگے ہاتھوں قرآن کی آیات بنانے والوں کو بے نقاب کر دیں۔ دوسرے اعتراض کے جواب میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو آسمان و زمین کے تمام رازوں سے واقف ہے۔ وہ ماضی کے تمام واقعات، حال کی تمام تفاصیل اور مستقبل کی تمام خبروں کا علم رکھتا ہے۔ اِن میں سے کچھ حقائق بیان فرماتا ہے تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو۔ وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے لہٰذا قرآن پر اعتراض کرنے والے جھوٹوں کو مہلت دے رہا ہے تاکہ وہ جھوٹ بولنے اور دیگر جرائم سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔

آیات ۷ تا ۹

نبی اکرم ﷺ پر مشرکین کے پانچ اعتراضات

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ	اُنہوں نے کہا کیا ہوا ہے اِس رسول کو
يَاْكُلُ الطَّعَامَ	یہ تو کھاتے ہیں کھانا

وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ	اور یہ چلتے پھرتے ہیں بازاروں میں
لَوْ لَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ	کیوں نہ نازل کیا گیا اُن کی طرف کوئی فرشتہ
فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝۷	پھر وہ ہوتا اُن کے ساتھ خبر دار کرنے والا۔
اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ	یا کیوں نہ اتارا گیا اُن کی طرف کوئی خزانہ
اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ	یا کیوں نہ ہوا اُن کے لیے کوئی باغ کہ وہ کھاتے اُس میں سے
وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ	اور کہا ظالموں نے
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸	تم نہیں پیروی کر رہے مگر ایک ایسے آدمی کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔
اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ	اے نبیؐ! دیکھیے کس طرح بیان کرتے ہیں آپؐ کے لیے مثالیں
فَضَلُّوْا	پس وہ بھٹک چکے
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹ ع ۹ ۱۲	سو وہ نہیں پا سکتے سیدھا راستہ۔

نبی اکرم ﷺ پر مشرکینِ مکہ کے پانچ اعتراضات اِن آیات میں مذکور ہیں:

i. یہ کیسے رسول ہیں جو عام لوگوں کی طرح خوراک کے محتاج ہیں اور بازاروں میں جا کر لین دین اور اشیاء کی قیمتوں میں کمی بیشی کراتے ہیں۔

ii. اگر یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اُن کے ساتھ ایک فرشتہ ہونا چاہیے جو لوگوں کو خبردار کرے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آرہے ہیں۔

iii. اگر یہ اللہ کے رسول ہیں تو اُن پر ہیرے جواہرات کا قیمتی خزانہ نازل ہونا چاہیے۔

iv. اگر یہ اللہ کے رسول ہیں تو اُن کے لیے ایک سرسبز و شاداب اور لہلہاتا ہوا باغ ہونا چاہیے جس کے پھلوں اور آمدنی سے یہ استفادہ کرتے رہیں۔

v. یہ رسول نہیں بلکہ معاذ اللہ ایک جادوزدہ انسان ہیں۔

یہ اعتراضات اِس لائق نہیں ہیں کہ اِن پر سنجیدگی کے ساتھ بحث کی جائے۔ اِن کا ذکر اِس لیے کیا گیا ہے تاکہ ظاہر کر دیا جائے کہ مخالفین کا دامن معقول دلائل سے کس قدر خالی ہے اور وہ کیسی سطحی باتوں سے ایک مدلل اصولی دعوت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اعتراضات پر تبصرہ فرماتے ہوئے افسوس کیا کہ مشرکین نبی اکرم ﷺ کے لیے کس قدر گھٹیا مثالیں بیان کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی دشمنی اور ضد میں اندھے ہو کر وہ گمراہ ہو چکے ہیں اور اِن کے ہدایت پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

مشرکینِ مکہ کے اعتراضات کا سبب

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ	بڑی بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو بنادے آپؐ کے لیے اے نبیؐ! بہتر اِس (کافروں کی فرمائش) سے
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ	ایسے باغ بہ رہی ہوں جن کے نیچے سے نہریں
وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰	اور وہ بنادے آپؐ کے لیے محلات۔
بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ	بلکہ اُنہوں نے جھٹلایا ہے قیامت کو

وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ⑪	اور ہم نے تیار کر رکھی ہے اُس کے لیے جس نے جھٹلایا قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ۔

اِن آیات میں مشرکینِ مکہ کے نبی اکرم ﷺ پر اعتراضات کا سبب بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو نبی اکرم ﷺ کے لیے دنیا میں کئی باغ پیدا فرمادے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں اور آپ ﷺ کے لیے بڑے شاندار محلات کھڑے کر دے۔ مشرکین کا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اُنہیں آپ ﷺ کی دعوت سمجھ نہیں آ رہی۔ اُن کا اصل مرض یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ آخرت قائم ہو اور وہاں اُن کے جرائم کی اُن سے باز پرس ہو۔ لہٰذا انکارِ آخرت کے لیے وہ نبی اکرم ﷺ کی پوری دعوت کو جھٹلا رہے ہیں اور اُن ﷺ پر اعتراضات کر رہے ہیں۔ لیکن وہ کان کھول کر سن لیں کہ جو بھی آخرت کی جوابدہی کا انکار کرے گا اُس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۶

کون سا انجام پسند ہے؟ بدترین جہنم یا اعلیٰ ترین جنت

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ	جب جہنم کی آگ دیکھے گی جہنمیوں کو دور کی جگہ سے
سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ⑫	تو وہ سنیں گے اُس کا جوش مارنا اور چلانا۔
وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا	اور جب وہ ڈالے جائیں گے اُس میں سے ایک تنگ جگہ پر
مُّقَرَّنِيْنَ	جکڑے ہوئے (زنجیروں میں)
دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ⑬ؕ	وہ پکاریں گے وہاں موت کو۔
لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا	(کہا جائے گا) مت پکارو آج ایک موت کو
وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ⑭	بلکہ پکارو بہت سی موتوں کو۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ	اے نبیؐ! پوچھیے کیا یہ انجام بہتر ہے
اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ	یا ہمیشہ کی جنت جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے؟
كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ۝۱۵	وہ اُن کے لیے بدلہ ہے اور لوٹنے کی جگہ ہے۔
لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ	اُن کے لیے اُس جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے
خٰلِدِيْنَ ؕ	ہمیشہ رہنے والے ہوں گے
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝۱۶	یہ ہے آپؐ کے رب سے مانگا ہوا وعدہ۔

یہ آیات مشرکینِ مکہ کو دعوت دے رہی ہیں کہ دو انجاموں میں سے ایک کا انتخاب کرلو:

i. المناک جہنم جسے دور سے جب کافر دیکھیں گے تو وہ جوش سے ابل رہی ہوگی اور دھاڑ رہی ہوگی۔ جب اُس میں داخل ہوں گے تو انتہائی تنگ جگہ میں ہوں گے اور باہم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اب وہ وہاں موت کو پکاریں گے۔ کہا جائے گا کہ ایک نہیں اب کئی موتیں مانگو۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ (اے اللہ! محفوظ فرما ہمیں جہنم کی آگ سے۔) آمین!

ii. دائمی جنت جو متقیوں کے لیے حسین ٹھکانا ہوگی۔ جنت میں وہ جو بھی خواہش کریں گے، پوری کردی جائے گی۔ یہ جنت اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جس کا اُس کے نیک بندے دنیا میں سوال کیا کرتے تھے:

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ (آلِ عمران: ۱۹۴)

"اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں وہ سب جس کا تو نے وعدہ کیا ہے ہم سے اپنے رسولوںؑ کے ذریعہ۔"

آیات ۱۷ تا ۱۹

جنہیں شریک ٹھہرایا تھا وہی مشرکین کے خلاف گواہی دیں گے

وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اور جس روز اللہ جمع کرے گا اِنہیں اور اُن کو بھی جن کی یہ عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا
فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰۤؤُلَآءِ	پھر پوچھے گا (معبودوں سے) کیا تم نے گمراہ کیا تھا میرے اِن بندوں کو
اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ﴿۱۷﴾	یا وہ خود ہی بھٹک گئے تھے سیدھے راستے سے ؟
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ	وہ کہیں گے اے اللہ ! پاک ہے تو
مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ	نہیں زیب دیتا تھا ہمیں
اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ	کہ ہم بنائیں تیرے سوا اوروں کو دوست
وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ	اور لیکن تو نے ساز و سامان دیا اِنہیں اور اِن کے باپ دادا کو
حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ	یہاں تک کہ وہ بھول گئے تیری یاد کو
وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾	اور وہ تھے تباہ ہونے والے لوگ۔
فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ	(اے مشرکو!) پس تمہارے معبودوں نے جھٹلا دیا ہے تمہیں اُس بات میں جو تم کہہ رہے تھے
فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ	تو تم نہیں طاقت رکھتے (عذاب کو) ہٹانے کی اور نہ ہی مدد حاصل کرنے کی

وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ	اور جو کوئی ظلم کرے گا تم میں سے
نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾	ہم چکھائیں گے اُسے بڑا عذاب۔

مشرکین اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اُس کا شریک ٹھہرا کر سمجھتے ہیں کہ یہ روزِ قیامت اُس کی بارگاہ میں ہمارے لیے شفاعت کریں گے۔ یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں سے پوچھے گا کہ کیا تم نے ان مشرکین کو شرک کرنے کی تلقین کی تھی؟ وہ صاف جواب دیں گے کہ ہمارے لیے ایسا کرنا ہرگز جائز نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اے اللہ! تو نے اِن کو اور اِن کے باپ دادا کو دنیا میں سازو سامان دیا جس کی وجہ سے یہ غفلت کا شکار ہو گئے۔ درحقیقت یہ لوگ تھے ہی بربادی کی طرف جانے والے۔ اب اللہ تعالیٰ مشرکین سے فرمائے گا کہ تمہارے معبودوں نے تو تمہارے تصورات کا ردّ کر دیا ہے۔ اب تم عذاب کو ٹال نہیں سکتے اور نہ ہی کہیں سے مدد حاصل کر سکتے ہو۔ اب ہم شرک کرنے والوں کو بڑے عذاب سے دوچار کریں گے۔

آیت ۲۰

مشرکین کے اعتراض کا جواب

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ	اور اے نبیؐ! نہیں بھیجے ہم نے آپؐ سے پہلے رسولؑ
اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ	مگر بلاشبہ وہ یقیناً کھاتے تھے کھانا اور چلتے پھرتے تھے بازاروں میں
وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ	اور ہم نے بنا دیا ہے تم میں سے کچھ کو دوسروں کے لیے آزمائش
اَتَصْبِرُوْنَ ۚ	تو کیا تم صبر کرو گے؟
وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۱۱ ۲ ۱۷	اور آپؐ کا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں مشرکین کے اٹھائے ہوئے ایک اعتراض کا جواب دیا گیا۔ آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اب تک جتنے رسولؑ بھیجے ہیں وہ سب کے سب انسان ہی تھے۔ اُن میں بشری کمزوریاں تھیں۔ وہ زندہ رہنے کے لیے خوراک کے محتاج تھے۔ ضروریات کے حصول کے لیے بازار جاتے تھے اور لین دین کرتے تھے۔ ان بشری تقاضوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے اُنہوں نے لوگوں پر حجت پوری کر دی۔ اصل بات یہ ہے کہ اِس وقت اہلِ باطل کی آزمائش اہلِ حق کے ذریعہ اور اہلِ حق کی آزمائش اہلِ باطل کے ذریعے ہو رہی ہے۔ اہلِ باطل یہ ماننے کو تیار نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک یتیم کو رسالت کے لیے چن لیا ہے۔ پھر یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے وہ ساتھی ہدایت پر ہیں جو مالی اعتبار سے فقر اور غربت سے دوچار ہیں۔ اِسی طرح اہلِ حق کا امتحان اہلِ باطل کے ذریعے اِس طرح ہو رہا ہے کہ اہلِ باطل اُن پر طنز و اعتراضات کے تیر برسا رہے ہیں اور تشدد کا بازار گرم کر رہے ہیں۔ اب دیکھنا ہے کہ اہلِ حق صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا طرزِ عمل دیکھ رہا ہے۔ وہ ظالموں کو سزا دے گا اور حق پر ڈٹ جانے والوں کو انعامات سے نوازے گا۔

آیات ۲۱ تا ۲۲

مشرکینِ مکہ کے دو اعتراضات

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا	اور کہا اُنہوں نے جو امید نہیں رکھتے ہمارے سامنے حاضری کی
لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ	کیوں نہ نازل ہوئے ہم پر فرشتے
اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ	یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو
لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ	اُنہوں نے تکبر کیا ہے اپنے جیوں میں
وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ﴿۲۱﴾	اور اُنہوں نے سرکشی کی ہے بہت بڑی سرکشی۔
یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ	جس روز وہ دیکھیں گے فرشتوں کو
لَا بُشْرٰى یَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ	کوئی خوشخبری نہ ہو گی اُس روز مجرموں کے لیے
وَ یَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾	اور وہ کہیں گے ہے کوئی آڑ جس کی پناہ لی جائے۔

مشرکینِ مکہ اِس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اعمال کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کریں۔ وہ آخرت میں جوابدہی کی حقیقت کو غلط ثابت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی پوری دعوت ہی میں اعتراضات کے ذریعے شکوک وشبہات پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اِن آیات میں ان کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں:

i. اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر ہم پر براہِ راست وحی نازل کیوں نہیں کر دیتا؟

ii. اللہ تعالیٰ بذات خود سامنے آ کر کیوں نہیں بتاتا کہ محمد ﷺ میرے نبی اور قرآن میرا کلام ہے؟

اعتراضات کے جواب میں فرمایا گیا کہ جس روز فرشتے اِن کافروں کی جان نکالنے یا اِن پر عذاب نازل کرنے آئیں گے اُس روز اِن کافروں کے لیے کوئی اچھی خبر نہ ہو گی۔ اُس روز یہ فریاد کرتے ہوئے پکاریں گے کہ ہے کوئی پناہ گاہ جہاں وہ چھپ کر خود کو عذاب سے بچا سکیں؟

آیات ۲۳ تا ۲۴

کافروں کی نیکیوں کا انجام

وَ قَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ	اور ہم بڑھیں گے اُس کی طرف جو اُنھوں نے کیا ہو گا کوئی عمل
فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾	پھر کر دیں گے اُسے اُڑتا ہوا غبار۔
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَىِٕذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا	جنت والوں کا اُس روز بہترین ٹھکانا ہو گا
وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا ﴿۲۴﴾	اور بہت عمدہ آرام گاہ ہو گی۔

آیات ۲۵ تا ۲۶

قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہو گا

وَ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ	اور جس روز آسمان پھٹ جائے گا بادل کے ساتھ
وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ تَنْزِیْلًا ﴿۲۵﴾	اور نازل کیے جائیں گے فرشتے لگاتار۔
اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ	اور بادشاہی اُس روز ہو گی حقیقی صرف رحمٰن کے لیے
وَ كَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ﴿۲۶﴾	اور ہو گا وہ دن کافروں پر بہت مشکل۔

اِن آیات میں یہ منظر بیان کیا گیا کہ روزِ قیامت آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا۔ میدانِ حشر میں جہاں تمام جن وانس جمع ہوں گے، فرشتوں کا لگاتار نزول ہو گا۔ وہ حساب کتاب کے حوالے سے مختلف امور انجام دینے کے لیے نازل کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حساب کتاب لینے کے لیے جلوہ افروز ہوں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہو گا۔ کافروں کے لیے وہ دن انتہائی بھاری اور مشکل ثابت ہو گا۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

بری دوستی کا انجام

وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ	اور اُس روز چبائے گا ظالم اپنا ہاتھ
یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾	وہ کہے گا اے کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا، رسولؐ کے ساتھ راستہ۔
یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾	ہائے میری بربادی! کاش میں نے نہ بنایا ہوتا فلاں کو دلی دوست۔
لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ	یقیناً اُسی نے بہکا دیا مجھے نصیحت سے اِس کے بعد کہ وہ میرے پاس آئی
وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾	اور ہے شیطان انسان کو بے یار و مددگار چھوڑنے والا۔

یہ آیات روزِ قیامت ایک ظالم و سرکش انسان کی حسرت بھری فریاد بیان کر رہی ہیں۔ وہ ندامت سے اپنا ہاتھ چباتے ہوئے پکارے گا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستے کی پیروی کی ہوتی۔ کاش میں نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی ہوتی۔ میں نے جب بھی کسی نیکی کا ارادہ کیا اُس بدبخت نے مجھے نیکی سے دور رہنے اور گناہ کا کام کرنے کی پٹی پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیاداروں اور برے لوگوں کی دوستی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۱

اللہ کے رسول ﷺ کا شکوہ

وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ	اور شکوہ کریں گے رسولؐ اے میرے رب!
اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾	بے شک میری قوم نے کر دیا تھا اِس قرآن کو نظر انداز کیا ہوا۔
وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ	اور اِسی طرح سے ہم نے بنا دیے ہر نبی کے لیے دشمن مجرموں میں سے
وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾	اور اے نبیؐ! کافی ہے آپؐ کا رب ہدایت دینے والا اور مدد دینے والا۔

اِن آیات میں اُس شکوے کا بیان ہے جو روزِ قیامت اللہ کے رسول ﷺ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں گے۔ وہ شکوہ یہ ہو گا کہ میری قوم نے قرآنِ حکیم جیسی عظیم نعمت کی ناقدری کی اور اِس سے کنارہ کشی کر لی۔ آیت ۳۱ میں فرمایا کہ قرآن سے کنارہ کشی کرنے والے مجرم ہیں اور ہر نبی کے خلاف ایسے مجرم دشمن بن کر آتے رہے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اِن دشمنوں کے عزائم کو ہمیشہ ناکام بنا دیا اور نبی کی مدد کے لیے اسباب اور مخلص ساتھی فراہم کر دیے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے آیت ۳۰ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"آیت میں اگرچہ ذکر صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اُس میں تدبر نہ کرنا، اُس پر عمل نہ کرنا، اُس کی تلاوت نہ کرنا، اُس کی تصحیحِ قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اُس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بہ درجہ ہجرانِ قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ حکیم سے متعلق اپنی ذمے داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۲ تا ۳۴

کافروں کا ایک اور اعتراض

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	اور کہا اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا
لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ	کیوں نہیں نازل کر دیا گیا اِن پر قرآن ایک ہی بار؟
كَذٰلِكَ ۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ	ایسا اِس لیے ہوا تاکہ اے نبیؐ! ہم تقویت دیں اِس کے ذریعہ آپؐ کے دل کو
وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾	اور ہم نے پڑھا ہے اِسے ٹھہر ٹھہر کر۔
وَ لَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ	اور وہ نہیں لائیں گے آپؐ کے سامنے کوئی بھی اعتراض مگر ہم لے آئیں گے آپؐ کے پاس حق
وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿۳۳﴾	اور بہترین وضاحت۔
اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ	جو لوگ جمع کیے جائیں گے اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا	یہ وہ لوگ ہیں جو بدترین ہیں ٹھکانے کے لحاظ سے
وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾ ع ۴	اور بہت بھٹکے ہوئے ہیں راستے کے اعتبار سے۔

کافر اعتراض کر رہے تھے کہ قرآن پورے کا پورا ایک ساتھ نازل کیوں نہیں ہوتا؟ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن بنا رہے ہیں اور ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اِن آیات میں جواب دیا گیا کہ قرآنِ حکیم کو بتدریج نازل کرنے کی کئی حکمتیں ہیں:

i. وقفے وقفے سے قرآن کا نزول حفظ کرنے اور سمجھنے کے لیے آسان ہے۔اِس طرح قرآن کی تعلیمات اچھی طرح ذہن نشین ہوتی ہیں۔ ٹھہر ٹھہر کر تھوڑی تھوڑی بات کہنا اور ایک ہی بات کو مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے بیان کرنا فہم کے لیے زیادہ مفید ہے۔

ii. ایک حکم اگر مناسب موقع پر دیا جائے تو اُس کی حکمت اور روح زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے اور اُس پر عمل کرنا آسان ہوتا ہے۔اِس کے برعکس اگر تمام احکام دفعہ وار مرتب کر کے بیک وقت دے دیے گئے ہوتے تو اُن کی حکمت وروح کو سمجھنا اور اُن پر عمل کرنا دشوار ہو جاتا۔

iii. اللہ تعالیٰ کفر اور ظلم کے مقابلہ میں ایمان اور عدل کی ایک تحریک برپا کرنا چاہتا ہے۔اِس تحریک کی ضرورت ہے کہ جیسے جیسے یہ آگے بڑھتی رہے، حسبِ موقع وضرورت ہدایات نازل ہوتی رہیں۔جب بھی کوئی مسئلہ سامنے آئے، کوئی اعتراض کیا جائے، کوئی سوال پوچھا جائے، کفار کی طرف سے ایذاء پہنچائی جائے، اللہ تعالیٰ قرآن کے نزول کے ذریعہ مؤثر رہنمائی اور صبر واستقامت پر بہترین اجر کی بشارت عطا فرما دے تاکہ یہ نبی اکرم ﷺ اور مومنوں کی دلجوئی اور ثابت قدمی کا ذریعہ بنے۔

iv. حق اور باطل کی مسلسل کشمکش میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار، وقتاً فوقتاً، موقع بموقع پیغام آنا زیادہ کارگر ہے۔اِس سے مومنین محسوس کرتے ہیں کہ اللہ نے اگر ہمیں اِس کام پر مامور کیا ہے، تو وہ اُن کی طرف متوجہ ہے۔اُن کے کام سے دلچسپی لے رہا ہے۔اُن کے حالات پر نگاہ رکھتا ہے۔اُن کی مشکلات میں رہنمائی کر رہا ہے۔ہر ضرورت کے موقع پر اُنہیں مخاطب فرما کر اُن کے ساتھ اپنے تعلق کو تازہ کرتا رہتا ہے۔یہ چیز مومنوں کا حوصلہ بڑھانے والی اور عزم کو مضبوط رکھنے والی ہے۔

ایک طرف قرآن کے بتدریج نزول سے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کو اطمینانِ قلب اور حوصلہ حاصل ہوتا ہے۔دوسری طرف اعتراضات اور ظلم کرنے والے ذلیل ہوتے ہیں اور اُن کی ذلت اُس وقت انتہا کو پہنچ جائے گی جب اُنہیں اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۵ تا ۴۰

ماضی کی عبرتناک داستانیں

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ	اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰؑ کو کتاب
وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿۳۵﴾	اور ہم نے بنا دیا اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارونؑ کو مددگار۔
فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ	پھر ہم نے کہا تم دونوں جاؤ اُن لوگوں کی طرف جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو
فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ﴿۳۶﴾ ؕ	تو ہم نے ہلاک کر دیا اُنہیں بالکل تباہ کر کے۔
وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ	اور نوحؑ کی قوم کہ جب اُنہوں نے جھٹلایا رسولوں کو
اَغْرَقْنٰهُمْ	ہم نے غرق کر دیا اُنہیں
وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰیَةً ؕ	اور بنا دیا اُنہیں عبرت کی ایک نشانی لوگوں کے لیے
وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۷﴾ ۬ؕ	اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ظالموں کے لیے دردناک عذاب۔
وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ	اور عاد اور ثمود اور کنویں والے
وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ﴿۳۸﴾	اور نسلیں اِس کے درمیان بہت سی۔
وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫	اور ہر ایک کہ ہم نے بیان کیں اُس کے لیے (عبرتناک) مثالیں

وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾	اور ہر ایک کو ہم نے تباہ کیا بری طرح سے۔
وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ	اور یقینا یہ کافر آئے ہیں اُس بستی کے پاس جس پر برسائی گئی بری بارش
اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ	تو کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں اُسے
بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾	بلکہ وہ امید نہیں رکھتے دوبارہ جی اٹھنے کی۔

اِن آیات میں کئی قوموں کے عبرتناک انجام کا بیان ہے۔ اِن قوموں میں آلِ فرعون، قومِ نوحؑ، قومِ عادؑ، قومِ ثمود، کنویں والے اور قومِ لوطؑ شامل ہیں۔ رسولوں نے اِن قوموں کے سامنے حق کی دعوت پیش کرنے کا حق ادا کر دیا۔ بدقسمتی سے اِن قوموں کی اکثریت نے حق کی دعوت کا مذاق اڑایا اور پھر اللہ نے بھی اُنہیں تباہ کر کے ماضی کی عبرتناک داستان بنا دیا۔ مشرکینِ مکہ کا اِن داستانوں سے عبرت حاصل نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اعمال کی جوابدہی کا یقین ہی نہیں۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

گستاخانِ رسول کا برا انجام

وَ اِذَا رَاَوْكَ	اور اے نبیؐ! جب بھی وہ دیکھتے ہیں آپؐ کو
اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ	نہیں بناتے وہ آپؐ کو مگر مذاق
اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾	(کہتے ہیں) کیا یہ ہیں وہ جنہیں بھیجا ہے اللہ نے رسول بنا کر؟۔
اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا	بے شک قریب تھا کہ یہ بھٹکا دیتے ہمیں ہمارے

	معبودوں سے
لَوْ لَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ	اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم ڈٹ گئے ہوتے اُن پر
وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ	اور عنقریب وہ جان لیں گے جب وہ دیکھیں گے عذاب
مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾	کون زیادہ بھٹکا ہوا ہے راستے کے اعتبار سے۔

مشرکینِ مکہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کو دیکھتے تو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے۔ آپ ﷺ کی رسالت کا مذاق اڑاتے اور بڑے فخر سے کہتے کہ اُنہوں نے تو ہمیں شرک سے ہٹانے کی بڑی کوشش کی لیکن ہم نے شرک پر جمے رہ کر اُن کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اِن آیات میں گستاخانِ رسول کو خبر دار کیا گیا کہ جب وہ شرک اور اپنی گستاخیوں کی بدترین سزا پائیں گے تو جان لیں گے کہ کون حق پر تھا اور کون پرلے درجے کی گمراہی پر تھا؟

آیات ۴۳ تا ۴۴

نفس کی پیروی بھی شرک ہے

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ	اے نبیؐ! کیا آپؐ نے دیکھا اُسے جس نے بنالیا ہے معبود اپنی خواہشاتِ نفس کو؟
اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾	تو کیا آپؐ ہوں گے اُس کے ذمے دار؟
اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ	یا آپؐ خیال کرتے ہیں کہ اُن میں سے اکثر سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں
اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ	وہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی طرح
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع	بلکہ وہ زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں راستے کے اعتبار سے۔

ع ۲

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کچھ لوگوں کا معبود اُن کی خواہشاتِ نفس ہوتی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجائے نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ اُنہیں اِس کی پروا نہیں ہوتی کہ شریعت میں کیا حلال ہے اور کیا حرام، بلکہ جو جی میں آتا ہے وہی کرتے ہیں۔ بقول مولانا روم۔

نفس ما ہم کم تراز فرعون نیست

لیک اُو را عون، ایں را عون نیست

"ہمارا نفس کسی طرح بھی فرعون سے کم نہیں۔ اُس کے پاس لشکر تھا (لہٰذا اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا) ہمارے نفس کے پاس لشکر نہیں (اِس لیے بظاہر خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا)۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ "آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جا رہے ہیں، اُن میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو" (طبرانی)۔ نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے انسان نہیں درحقیقت حیوان ہیں۔ وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی اُنہیں گزار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حیوانی تقاضوں سے بلند تر پاکیزہ مقصدِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ایسا مقصدِ زندگی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ یہ مقصدِ زندگی ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرنا۔

آیات ۴۵ تا ۵۰

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہی نعمتیں

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ	کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کو کہ کیسے اُس نے پھیلا دیا سائے کو
وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ	اور اگر وہ چاہتا تو یقیناً کر دیتا اُسے ٹھہرا ہوا
ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ۝۴۵	پھر ہم نے بنا دیا سورج کو اُس پر دلیل۔

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾	پھر ہم نے سمیٹ لیا سائے کو آہستہ آہستہ سمیٹ کر۔
وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا	اور وہی اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے لیے رات کو لباس
وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا	اور نیند کو آرام
وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾	اور بنایا دن کو دوبارہ اٹھنے کے لیے۔
وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ	اور وہی ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو
بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ	بشارت دینے والیاں بنا کر آگے آگے اپنی رحمت کے
وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ۙ	اور ہم نے نازل کیا آسمان سے پاکیزہ پانی۔
لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا	تاکہ ہم زندہ کریں اِس کے ذریعے مردہ زمین کو
وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾	اور ہم پلائیں اِسے اُنہیں جو ہم نے پیدا کیے ہیں بہت سے چوپائے اور انسان۔
وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ	اور ہم نے گردش دی ہے اِس پانی کو اُن کے درمیان
لِيَذَّكَّرُوْا ۫	تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں
فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾	تو حق قبول نہیں کیا اکثر انسانوں نے مگر ناشکری کرتے ہوئے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی کئی نعمتوں کا تذکرہ ہے۔ سورج اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے ہمیں سایا، دھوپ، رات اور دن کی نعمتیں میسر آتی ہیں۔ رات کے وقت نیند انسان کو راحت پہنچا کر کام کاج کے لیے دوبارہ تازہ دم کر دیتی ہے۔ بادلوں کو

لانے والی ٹھنڈی ہوائیں، بادلوں سے برسنے والی بارش اور بارش سے حاصل ہونے والا صاف ستھرا پانی عظیم انعاماتِ الٰہی ہیں۔ پھر پانی کی گردش کا نظام یعنی سمندر سے بخارات کا اٹھنا، بادلوں کی صورت میں پہاڑوں تک جانا، وہاں برف کی صورت میں جم جانا، پھر برف کا پگھل کر دریاؤں اور زیرِ زمین سوتوں کی صورت میں بہنا اور بہتے بہتے سمندر میں آجانا کیسا بے مثال عطیۂ خداوندی ہے۔ پانی کی گردش کے اِس نظام سے سارا سال انسانوں اور دیگر مخلوقات کو تازہ پانی فراہم ہوتا رہتا ہے۔ بدقسمتی سے انسانوں کی اکثریت اِن نعمتوں سے استفادہ کر کے کام وہ کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ واقعی انسانوں کی اکثریت بڑی ہی احسان فراموش ہے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

جہاد بالقرآن

وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾	اور اگر ہم چاہتے تو یقیناً بھیج دیتے ہر بستی میں ایک خبردار کرنے والا۔
فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ	پس اے نبیؐ! آپؐ مت بات مانیں کافروں کی
وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾	اور جہاد کیجیے اُن سے اِس قرآن کے ذریعہ بہت بڑا جہاد۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہر بستی میں الگ الگ نبی بھیج سکتا تھا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اُس نے اب دنیا بھر کے لیے ایک ہی نبی مبعوث کر دیا ہے۔ جس طرح ایک سورج سارے جہان کے لیے کافی ہے، اِسی طرح یہ نبی ﷺ تمام جہان والوں تک ہدایت کا نور پہنچانے کے لیے کافی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار کے ساتھ کوئی سمجھوتا نہ کریں اور اُن کے خلاف قرآنِ حکیم کے ذریعہ جہاد کریں۔ جہاد بالقرآن یہ ہے کہ قرآن کے ذریعے اُن پر حق کو واضح کرنا، اُن کے باطل عقائد کی نفی کرنا اور اُن کے اعتراضات و سوالات کے جوابات دے کر اُن پر اتمامِ حجت کرنا، جو حق قبول کر لیں قرآن کے ذریعے اُن کی تربیت و تزکیہ کرنا اور اُنہیں دینِ حق کی سربلندی کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے

نبوی زندگی کے پورے تیئس برس جہاد میں گزارے۔ ان میں سے پندرہ برس تک آپ ﷺ نے صرف جہاد بالقرآن کیا اور دعوت کے ذریعے منظم اور تربیت یافتہ ساتھیوں کی ایک جماعت تیار کرلی۔ بقیہ آٹھ برس آپ ﷺ نے جہاد بالا قرآن بھی جاری رکھا اور اس کے ساتھ ساتھ منظم جماعت کے ذریعے عسکری جہاد کر کے دین حق کو غالب کر دیا۔ گویا آپ ﷺ کے جہاد میں جہاد بالقرآن کو زیادہ اہمیت حاصل رہی۔ بقول اکبر الہ آبادی ؎

خدا کے کام دیکھو بعد کیا ہے اور کیا پہلے
نظر آتا ہے مجھ کو بدر سے غارِ حرا پہلے

غارِ حرا سے جہاد بالقرآن شروع ہوا اور بدر سے عسکری جہاد۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ابتدائی طور پر قرآن سیکھنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم بھی تربیت یافتہ ساتھیوں کی ایسی منظم جماعت فراہم کر لیں جو غلبۂ دین کی جدوجہد کے آئندہ مراحل کے لیے اپنا کردار ادا کر سکے۔ آمین!

آیات ۵۳ تا ۵۵

اللہ تعالیٰ کی کچھ اور نعمتیں

وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ	اور وہی ہے اللہ جس نے ملا کر چلائے دو دریا
هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ	یہ ہے میٹھا پیاس بجھانے والا
وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ	اور یہ ہے کھارا کڑوا
وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا	اور اُس نے رکھ دیا اِن دونوں کے درمیان پردہ
وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۲﴾	اور ایک آڑ روکنے والی (باہم ملنے سے)
وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا	اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے انسان کو

فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ	پھر بنایا اُسے خاندان والا اور سسرال والا
وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝۵۴	اور ہے اے نبیؐ! آپ کا رب بڑی قدرت والا۔
وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَا يَضُرُّهُمْ ؕ	اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اُن کی جو نہ نفع دیتے ہیں اُنہیں اور نہ ہی نقصان پہنچاتے ہیں اُنہیں
وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝۵۵	اور ہے کافر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیرنے والا۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں بیان کر رہی ہیں جن کا تعلق پانی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کے دو طرح کے سوتے بہا دیے ہیں۔ ایک کا ذائقہ کڑوا اور نمکین ہے جبکہ دوسرا میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے۔ دونوں باہم بہتے ہیں لیکن اُن کے درمیان ایک ایسا پردہ ہے جس سے اُن کی آپس میں آمیزش نہیں ہو سکتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانی ہی سے انسان کو تخلیق فرمایا اور اُس کی سہولت و مدد کے لیے دو طرح کے رشتے دار بنائے۔ ایک پیدائش کے سبب سے اور دوسرے نکاح کی وجہ سے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے احسانات بے شمار ہیں۔ البتہ انسانوں کی اکثریت کی احسان فراموشی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی ہستیوں کو معبود بناتی ہے جو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نقصان۔ اللہ تعالیٰ ہی اِن ناشکروں کو اپنی روش پر توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵۶ تا ۶۰

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝۵۶	اے نبیؐ! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر۔
قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ	فرمائیے میں نہیں مانگتا تم سے اِس پر کوئی اجر
اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝۵۷	سوائے اِس کے کہ جو چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی

	طرف کا راستہ۔
وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ	اور بھروسا کیجیے ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جو کبھی فوت نہیں ہو گا
وَ سَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ	اور تسبیح کیجیے اُس کی حمد کے ساتھ
وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرَا ﴿۵۸﴾ۚ	اور وہ کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونے والا۔
الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے چھ دنوں میں
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ	پھر بیٹھا تختِ حکومت پر
اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرَا ﴿۵۹﴾	وہ رحمٰن ہے، پوچھیے اُس کے بارے میں کسی باخبر سے۔
وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ۚ	اور جب اُن سے کہا جاتا ہے سجدہ کرو رحمٰن کو
قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ	وہ کہتے ہیں کون ہے یہ رحمٰن؟
اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا	کیا ہم سجدہ کریں اُسے جس کا آپ حکم دیں ہمیں؟
ع ۵ ۱۲ ۳ وَ زَادَهُمْ نُفُوْرَا ﴿۶۰﴾ السجدۃ	اور یہ بات بڑھا دیتی ہے اُنہیں نفرت کرنے میں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے حبیب ﷺ کی اور پھر اپنی عظمت کا اظہار فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نیک لوگوں کو بہترین انعامات کی بشارت دینے والے اور گناہ گاروں کو برے انجام سے خبر دار کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی تبلیغ بالکل بے

غرض و بے لوث ہے جس کا مقصد صرف اور صرف نوعِ انسانی کی خیر خواہی ہے۔ آپ ﷺ کا بھروسا اسباب یا لوگوں پر نہیں بلکہ عظمتوں والے اللہ تعالیٰ پر ہے۔ آپ ﷺ اُسی اللہ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں جو زندۂ جاوید اور تمام انسانوں کے اعمال سے واقف ہے۔ اُسی نے پوری کائنات بنائی اور وہی اِس کائنات کا تن تنہا مالک ہے۔ بلاشبہ وہ رحمٰن ہے یعنی انتہائی رحم کرنے والا۔ کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ تو بلندیوں کی معراج پر ہے۔ البتہ یہ مشرکین مکہ کی محرومی ہے کہ جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمٰن والی شان ہی کا انکار کر دیتے ہیں اور اِن بد بختوں کی سرکشی مزید بڑھ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی جاہلانہ روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۱ تا ۶۲

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور ... تذکر و تشکر کا ذریعہ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا	بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے بنائے آسمان میں برج
وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾	اور بنایا اُس میں چراغ اور روشنی کرنے والا چاند۔
وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً	اور بنایا رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا
لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ	اُس کے لیے جو چاہے نصیحت حاصل کرنا
اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾	یا چاہے شکر کرنا۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور و فکر کے ثمرات بیان کر رہی ہیں۔ ستاروں سے جگمگاتا ہوا آسمان، جلتا ہوا سورج، چمکتا ہوا چاند اور ایک دوسرے کا تعاقب کرتے ہوئے دن رات، اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں۔ اِن نشانیوں پر غور و فکر سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے یعنی یہ یقین دل میں پیدا ہوتا ہے کہ کوئی عظیم خالق و قادر ہستی ہے جس نے اُنہیں بنایا ہے

اور وہی یہ نظام کائنات چلا رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے لیے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ یہ تمام نعمتیں انسانوں کے استفادے کے لیے ہی بنائی گئی ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کی آیات پر غور فکر کا حاصل ہے تذکر اور تشکر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دونوں سعادتیں عطا فرمائے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اے اللہ! ہمیں توفیق عطا فرما اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھی طرح سے اپنی عبادت کی۔ آمین!

آیات ۶۳ تا ۶۷

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پانچ اوصاف

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا	رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستگی کے ساتھ
وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ	اور جب بحث کرنے لگتے ہیں اُن سے جاہل
قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾	وہ کہتے ہیں تم پر سلام۔
وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾	اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے۔
وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ	اور جو دعا کرتے ہیں
رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ	اے ہمارے رب! ہٹا دے ہم سے جہنم کا عذاب
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ ۖ	بے شک اُس کا عذاب چمٹنے والا ہے۔

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾	بے شک وہ بری جگہ ہے مستقل ٹھکانے کے اعتبار سے اور عارضی قیام کے اعتبار سے۔
وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا	اور وہ جب خرچ کرتے ہیں
لَمْ یُسْرِفُوْا	نہ اسراف کرتے ہیں
وَ لَمْ یَقْتُرُوْا	اور نہ ہی بخل کرتے ہیں
وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾	اور ہوتا ہے (اُن کا خرچ) اِس کے درمیان میانہ روی پر۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پانچ اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے:

i. وہ خود کو آقا نہیں بندہ سمجھتے ہیں اور بڑی عاجزی وانکساری کی روش اختیار کرتے ہیں۔

ii. دعوت و تبلیغ کے دوران اگر کوئی جذباتی انسان اُن سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ سلام کہہ کر علاحدہ ہو جاتے ہیں۔

iii. وہ طویل قیام وسجدے کے ساتھ نمازِ تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔

iv. اپنی خصوصی عبادات کے باوجود وہ جہنم کی ہولناکی سے لرزاں وترساں رہتے ہیں اور اِس سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

v. وہ مال خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ نہ بخل کرتے ہیں اور نہ ہی اسراف۔

آیات ۶۸ تا ۷۱

بڑے بڑے گناہ اور اُن سے توبہ کے ثمرات

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	اور یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو
وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ	اور وہ نہیں قتل کرتے کسی ایسی جان کو جسے محترم ٹھہرایا ہے اللہ نے مگر حق کے ساتھ
وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ	اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں
وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ	اور جس نے کیا ایسا
یَلْقَ اَثَامًا ۙ﴿۶۸﴾	وہ پائے گا گناہ کی سزا
یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	بڑھایا جائے گا اُس کے لیے عذاب قیامت کے دن
وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾	وہ ہمیشہ رہے اُس میں ذلیل ہو کر۔
اِلَّا مَنْ تَابَ	سوائے اُس کے جس نے توبہ کی
وَ اٰمَنَ	اور ایمان لایا
وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا	اور عمل کیا اچھا عمل
فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ	تو یہ وہ لوگ ہیں کہ بدل دے گا اللہ اُن کی برائیوں کو اچھائیوں سے

وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۷۰	اور ہے اللہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا۔
وَ مَنْ تَابَ	اور جس نے توبہ کی
وَ عَمِلَ صَالِحًا	اور عمل کیا اچھا
فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝۷۱	تو بے شک وہی ہے جس نے توبہ کی اللہ کے حضور سچی توبہ۔

اِن آیات میں شرک، قتلِ ناحق اور زنا کو بڑے گناہ قرار دیا گیا۔ وعید سنائی گئی کہ جس نے اِن گناہوں کا ارتکاب کیا وہ سزا پا کر رہے گا۔ روزِ قیامت اُس کی سزا میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔ یہ عذابِ قبر کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت سے پہلے اُسے عذابِ قبر کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر روزِ قیامت مزید بڑے عذاب یعنی آتشِ جہنم میں جلنا ہو گا۔ البتہ اگر کوئی سچی توبہ کر لے تو سزا سے بچ جائے گا۔ سچی توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑی ندامت کے ساتھ بخشش کی التجا کرے، اُس کی طرف پلٹنے کے عزم کا اظہار کرے، اپنے اُس ایمان کو پھر سے تازہ کرے جس میں کمی کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہوا، اگر کسی بندہ کا حق مارا ہے تو اُسے راضی کرے اور اب ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنا شروع کر دے۔ ایسے لوگوں کی توبہ نہ صرف قبول کی جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے نامۂ اعمال میں برائیوں کی جگہ اچھائیاں تحریر فرما دے گا۔ آخر میں اِس بات پر زور دیا گیا کہ سچی توبہ اُسی کی ہے جس کی زندگی توبہ کے بعد پاکیزہ اور نیکیوں سے آراستہ ہو گئی ہو۔ زندگی کے رُخ کا نیکیوں کی طرف پلٹ جانا توبہ کی قبولیت کی علامت ہے۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی چار صفات

وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ	اور یہ وہ لوگ ہیں جو شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں
وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝۷۲	اور جب وہ گزرتے ہیں کسی بے مقصد کام کے پاس

	سے تو گزرتے ہیں بڑی شانِ بے نیازی کے ساتھ۔
وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ	اورجب اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے اُن کے رب کی آیات کے ذریعہ
لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ﴿۷۳﴾	تو نہیں گرپڑتے اُن پر بہرے اور اندھے ہو کر
وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ	اور جو دعا کرتے ہیں
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ	اے ہمارے رب! عطافرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک
وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾	اور ہمیں بنادے پرہیزگاروں کا پیشوا۔

یہ آیات اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی چار صفات بیان کر رہی ہیں

i. وہ جھوٹ بولنا تو درکنار کسی ایسی محفل میں موجودگی اور تماشائی تک بننا گوارا نہیں کرتے جہاں جھوٹ بولا جارہا ہو یا جھوٹ پر مبنی کوئی معاملہ طے پارہا ہو۔ حقیقت میں ہر گناہ اِس لحاظ سے جھوٹ ہے کہ وہ اپنی جھوٹی چمک دمک کی وجہ ہی سے اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ مومن حق کی معرفت کی وجہ سے اِس جھوٹ کو ہر روپ میں پہچان لیتا ہے، خواہ وہ کیسے ہی دلفریب دلائل کے ساتھ آئے۔

ii. وہ کسی لایعنی بات میں ملوث ہونا تو درکنار بلکہ ایسی جگہ کھڑا ہونا بھی پسند نہیں کرتے جہاں وقت کی بربادی کی کوئی سرگرمی انجام دی جارہی ہو

iii. اُنہیں جب اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو اُسے پوری توجہ اور عمل کی نیت سے سنتے ہیں

iv. وہ اپنی بیویوں اور اولادوں کے لیے پارسائی کے لیے فکرمند رہتے ہیں، اپنی سی کوشش کرتے رہتے ہیں اور دعا کرتے رہتے ہیں کہ وہ نیکیوں پر کاربند رہ کر اُن کے حق میں صدقۂ جاریہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا

کرتے ہیں کہ اُنہیں ایسے نیک کاموں کی توفیق عطا کی جائے جن کی پرہیز گار لوگ پیروی کریں اور روزِ قیامت اُنہیں ایک ایسے گھرانے کے سربراہ کے طور پر حاضر کیا جائے جو متقیوں پر مشتمل ہو۔

آیات ۷۵ تا ۷۶

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا حسین انجام

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ	یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جنہیں بدلے میں دیے جائیں گے جنت کے بالاخانے
بِمَا صَبَرُوْا	بسبب اِس کے اُنہوں نے صبر کیا
وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۙ﴿۷۵﴾	اور اُن کا استقبال کیا جائے گا دعا کے ساتھ اور سلام کے ساتھ۔
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾	وہ بہت عمدہ جگہ ہے مستقل ٹھکانے کے اعتبار سے اور عارضی قیام کے اعتبار سے۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا استقبال سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ کیا جائے گا۔ اُنہیں دنیا میں صبر وایثار کے بدلے کے طور پر جنت کے بالاخانے عطا کیے جائیں گے۔ آیت ۷۵ کی تفسیر میں مولانا مودودیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"صبر کا لفظ یہاں اپنے وسیع ترین مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ دشمنانِ حق کے مظالم کو مردانگی کے ساتھ برداشت کرنا۔ دین حق کو قائم اور سربلند کرنے کی جدوجہد میں ہر قسم کے مصائب اور تکلیفوں کو سہ جانا۔ ہر خوف اور لالچ کے مقابلے میں راہِ راست پر ثابت قدم رہنا۔ شیطان کی تمام ترغیبات اور نفس کی ساری خواہشات کے علی الرغم فرض کو بجالانا، حرام سے پرہیز کرنا اور حدود اللہ پر قائم رہنا۔ گناہ کی ساری لذتوں اور منفعتوں کو ٹھکرا دینا اور نیکی وراستی کے ہر نقصان اور اُس کی بدولت حاصل ہونے والی

ہر محرومی کو انگیز کر جانا۔ غرض اِس ایک لفظ کے اندر دین اور دینی رویے اور دینی اخلاق کی ایک دنیا کی دنیا سمو کر رکھ دی گئی ہے"۔

آیت ۷۶ میں ارشاد ہوا کہ بلاشبہ جنت بہت ہی حسین مقام ہے۔ اُن انبیاء و شہداء کے لیے بھی جو فی الحال عارضی طور پر وہاں مقیم ہیں اور اُن تمام سعادت مندوں کے لیے بھی جو روزِ قیامت مستقل طور پر وہاں داخل کر دیے جائیں گے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شامل فرما اور جنت الفردوس کی نعمت عطا فرما۔ آمین!

آیت ۷۷

مشرکینِ مکہ کے لیے دھمکی

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ	اے نبیؐ! فرمایئے نہیں پرواکرتا تمہاری میرا رب
لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ	اگر نہ ہوتا تمہارا اُسے پکارنا
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ	پس تم جھٹلا چکے ہو
فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ ع	سو اب عنقریب ہوگا عذاب کا چمٹنا۔

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ کو خبردار کر دیا گیا کہ تم دعوتِ حق پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہو جس کا برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ تم پر فوری عذاب بھی نازل کیا جا سکتا ہے لیکن جب بھی تم پر مصیبت آتی ہے تم اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھول کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں مصیبت سے نکال دیتا ہے اور تم دوبارہ اُس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگتے ہو۔ تمہاری یہ ناشکری اور احسان فراموشی ایک طویل مدت سے جاری ہے۔ اب بھی اگر تم نے اپنی اِس مجرمانہ روش سے توبہ نہ کی تو پھر سنگین نتائج اور دردناک عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔